سیرت و سوانح

حضرت چودھری مولا بخش صاحب بھٹی سیالکوٹی رضی اللہ عنہ

مرتّبہ

ڈاکٹر فرید احمد

سیرت وسوانح

حضرت چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی سیالکوٹیؓ

مرتبہ

ڈاکٹر فرید احمد

نام کتاب: سیرت وسوانح حضرت مولا بخش صاحب سیالکوٹیؓ

مرتبہ: ڈاکٹر فرید احمد

ناشر: خاندان میجر ڈاکٹر شاہنواز خان

سن اشاعت: فروری 2024ء

تعداد: 300

For
Comments, Suggestions and Reviews
Please contact:
Dr. Farid Ahmad
whatsapp: 002207942497
email: dr.farid.ahmad@gmail.com

انتساب

میجر ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب

کے نام

آپ حضرت چودھری مولا بخش صاحب بھٹی سیالکوٹی کے فرزندِ ارجمند و درخشندہ سپوت تھے۔ 1924ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے پیتھالوجی میں آنرز کے ساتھ ایم بی ایس کا امتحان پاس کیا۔ اوائلِ عمر سے ہی حضرت مصلح الموعود (رض) کے ہراول دستے کے ساتھ اپنے قلمی اور مالی جہاد کے ذریعے ہمیشہ صفِ اول کے مجاھدین میں شامل رہے۔ ہندوستان، مشرقی افریقہ، جاپان، پاکستان، مغربی افریقہ اور انگلستان میں آپ کو بھرپور دینی وطبی خدمات کا موقع ملا۔ جنگِ عظیم دوم میں برما کے محاذ پر عسکری طبی خدمات کے عوض آپ کو برما سٹار سے نوازا گیا۔ 1960ء میں آپ کو بطور جماعتِ احمدیہ کے پہلے میڈیکل مشنری وقف کی سعادت حاصل ہوئی اور سیرالیون میں بو (Bo) کے مقام پر جماعت کے پہلے طبی ادارے کا قیام عمل میں آیا۔ تقوی، تعلق باللہ اور انفاق فی سبیلِ اللہ آپ کی شخصیت کا خاصہ تھے۔ خلافتِ احمدیت سے اخلاص، ایثار اور وفا کا رشتہ تا دمِ آخیر نبھایا۔ اللہ تعالی آپ ک درجات بلند کرے اور آپ کی اولاد در اولاد کو اپنے اسلاف کے اعلی نمونہ، اخلاق، اقدار و روایات کا حقیقی امین اور وارث بنائے۔ آمین یارب العالمین

In the name of Allah, the Gracious, the Merciful

وکالت تصنیف

ADDITIONAL

WAKALAT TASNEEF

Ref. AVT -6 6 8 Date: 24-5-20

مکرم و محترم ڈاکٹر فرید احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

حضرت مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی سیرت و سوانح پر مشتمل کتاب کا فائنل مسودہ آپ کے خط مؤرخہ ۱۳ر مئی ۲۰۲۳ کے ساتھ موصول ہوا ہے جس میں آپ نے اطلاع دی ہے کہ مرکز کی طرف سے بھجوائی گئی ہدایات کے مطابق مسودہ کو درست کر لیا گیا ہے۔

آپ کو یہ کتاب ذاتی طور پر طبع کروانے کی اجازت دی جارہی ہے۔ طباعت کے بعد کتاب کی دو کاپیاں وکالت ہذا کو بغرض ریکارڈ ارسال فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اس کی طباعت ہر لحاظ سے مفید و بابرکت بنائے۔ آمین

جزاکم اللہ احسن الجزاء

والسلام

خاکسار

منیر اللہ شمس

ایڈیشنل وکیل التصنیف

Unit 3, Bourne Mill Business Park, Guildford Road, Farnham, Surrey, GU9 9PS
Tel: +44 (0) 1252 891334 | Fax: +44 (0) 1252 266537 | Email: office@tasneef.co.uk

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَحۡمَدَ الۡمَوۡعُوۡدِ

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر
1	عرض حال	1
6	پیش لفظ	2
8	اظہار تشکر	3
11	ولادتِ باسعادت	4
11	چونڈہ نام رکھنے کی وجہ	5
12	والدین و بھائی بہن،	6
13	روایات چوہدری نبی بخش صاحبؓ برادر حضرت مولا بخش صاحبؓ	7
16	سیالکوٹ تاریخ کے آئینہ میں	8
18	بھٹی (ذات) تاریخ کے آئینہ میں	9
19	سیالکوٹ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعلق	10
20	مولوی سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کے قلم سے حضورؑ کے زمانہ سیالکوٹ کے مفصل حالات	11
21	مولوی سید میر حسن صاحب کا پہلا بیان	12
25	سید میر حسن صاحب کا دوسرا بیان	13
26	حضرت مسیح موعودؑ کا سیالکوٹ ملازمت سے استعفیٰ دینا	14
28	چوہدری مولا بخش صاحب کی بیعت کا ایمان افروز واقعہ	15

16	بیعت کے بعد چوہدری مولا بخش صاحبؓ کی تقویٰ وطہارت میں ترقی	31
17	حضرت مسیح موعودؑ کے سفر جہلم کے موقع پر حضرت مولا بخش صاحبؓ کی خدمت	32
18	منارۃ المسیح کی تعمیر میں حضرت مولا بخش صاحب کو یادگار خدمت کی سعادت	33
19	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سفر سیالکوٹ اور چوہدری مولا بخش صاحبؓ کی اس میں شرکت (27 اکتوبر تا 3 نومبر 1904ء)	34
20	احباب سیالکوٹ کی مہمانداری	35
21	نمازِ جمعہ کے بعد حضرت اقدس کی تقریر	36
22	پبلک لیکچر کی تجویز	37
23	لیکچر گاہ کو روانگی	38
24	حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کی صدارتی تقریر	38
25	حضرت چوہدری مولا بخش صاحب احمدی بھٹیؓ کے تاثرات	41
26	حضرت چودھری سر ظفراللہ خان صاحبؓ	43
27	حضرت حافظ محمد حیات صاحبؓ پنشنر (انسپکٹر پولیس حافظ آباد)	43
28	حضرت محمد قاسم احمدی ولد عطر دینؓ سکنہ امرتسر (بیعت 1904ء)	44
29	حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلویؓ (بیعت 1892ء)	44
30	حضرت میرزا احسن بیگ صاحبؓ ریاست کوٹہ (راجپوتانہ)	45
31	حضرت بابو فضل الدین صاحبؓ (ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ لاہور ہائی کورٹ)	46
32	حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ	46
33	حضرت چوہدری غلام محمد صاحب (سکنہ پوہلہ مہاراں سیالکوٹ)	48
34	حضرت ابو محمد عبداللہ ولد چودھری عطر دین باجوہؓ	49

35	حضرت منشی عبداللہ صاحبؓ احمدی	50
36	تحریک شیرازہ قوم اور حضرت مولابخش صاحب کی خدمت	51
37	جاپان میں اشاعت اسلام کے لیے حضرت مولابخش صاحبؓ کی کوشش	52
38	جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش	52
39	جاپانیوں کے واسطے ایک کتاب لکھی جاوے	53
40	جاپان کے بارہ میں الہام	54
41	حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ کی عیادت کے لیے حضرت مولابخش صاحبؓ کی قادیان تشریف آوری	55
42	حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گرم کوٹ کا تحفہ ملنا	57
43	حضرت مولابخش صاحب بحیثیت داعی الی اللہ	58
44	حضرت مولابخش صاحبؓ کی دنیوی واخروی کامیابیاں (رؤیا رمضان بی بی صاحبہ)	61
45	حضرت مولابخش صاحبؓ کی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے خط وکتابت	63
46	احباب جماعت کی خیر خواہی اور حضرت مولابخش صاحب کی خدمات	64
47	حضرت مولابخش صاحب کا اخبار بدر کی اعانت کا وعدہ	65
48	حضرت مولابخش صاحب اور تربیت اولاد	67
49	انجمن احمدیہ سیالکوٹ اور حضرت مولابخش صاحب کی خدمات	68
50	جلسہ سالانہ قادیان 1906 و 1907ء میں شمولیت اور خصوصی خدمت کی سعادت	73
51	28 دسمبر کا دن حضور کی سیر	73
52	ایک نیک ارادہ۔احباب خلیفہ وقت کو نذرانہ پیش کریں تا سلسلہ کے کاموں میں آسانی ہو	74
53	فتنہ ارتداد اور چوہدری مولابخش صاحب کی خدمات	79

54	فتنہ ارتداد اور مسلم راجپوتوں کا فرض	82
55	احمدی راجپوت کیوں خاموش ہیں؟	84
56	مولا بخش صاحب کا پُر جوش جواب	85
57	قوم کو بیدار کرنے کے لیے چوہدری مولا بخش صاحب کا خط	86
58	راجپوت	88
59	راجپوتوں کا عنقا مسلم علاقوں میں	89
60	راجپوتوں کا ارتقاء	90
61	راجپوتوں کی نسلی تقسیم	93
62	راجپوتوں کا کردار	94
63	راجپوتوں کے خصائص	95
64	راجپوتوں کا مذہب	97
65	انجمن راجپوتاں کا قیام	97
66	فہرست چندہ دہندگان اور تعداد چندہ	103
67	حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا انجمن کا نام تجویز فرمانا (مورخہ 27 مارچ 1910ء)	104
68	عرض حال سیکریٹری	105
69	انجمن مسلمان راجپوتان ہند موعود فنڈ کو پورا کریں	106
70	اغراض ومقاصد انجمن راجپوتان	107
71	حضرت مولا بخش صاحب سیکریٹری انجمن راجپوتان ہند کی کارگزاری	108
72	جلسہ احمدیہ سیالکوٹ 1911ء اور چوہدری مولا بخش صاحب کی خدمت	110
73	دعائے صحت	111

112	وفات	74
113	تدفین	75
113	حضرت مولابخش صاحبؓ کا روایات صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ میں ذکر خیر	76
114	روایت حضرت میاں عبدالرحیم صاحبؓ	77
114	روایت حضرت چوہدری محمد علی صاحبؓ	78
115	روایت حضرت حکیم محمد دین صاحبؓ	79
116	روایت حضرت چوہدری رحمت خان صاحبؓ	80
116	روایت حضرت میاں عبدالرزاق صاحبؓ	81
117	حضرت مولابخش صاحبؓ کا ادب وانکسار	82
118	حضرت مولابخش صاحبؓ کا انفاق فی سبیل اللہ	83
119	خداخوفی، اصول پسندی وقانون کی پاسداری	84
120	حضرت مولابخش صاحبؓ کی شاعری	85
121	حضرت مولابخش صاحبؓ کی علم دوستی وعلمی خدمات	86
131	حضرت مصلح موعودؓ کا کشف میں حضرت مولابخش صاحبؓ کو دیکھنا	87
134	تعبیر	88
134	شادی	89
134	اولاد	90
135	حرف آخر	91

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَحۡمَدَ الۡمَوۡعُوۡدِ

عرض حال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے اُذْکُرُوْا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْرِ۔ یعنی حیاتِ ابدی کا جام پینے والوں کا ذکرِ خیر کر کے ان کے اخلاق کو زندہ رکھا کرو۔ اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کو بزرگان کے سوانح اور حالاتِ زندگی جمع کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اس امر کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ سمندر کی تہہ میں بغیر مقصد کے اپنی لاشیں بچھانے والے گھونگوں کی پہلی نسل اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ اس کی آئندہ نسلیں ضرور فتح یاب ہونگی اور وہ نسل سب سے بڑی فتح پانے والی ہے جو سب سے پہلے ترقی کے سلیقے سکھاتی ہے۔ پس اپنے ان بزرگوں کے احسانات کو نہ بھولیں جو خدا کی راہ میں اپنی جانیں بچھاتے رہے جن پر احمدیت کی بلند و بالا عمارتیں تعمیر ہوئیں اور یہ عظیم الشان جزیرے اُبھرے۔ وہ لوگ ہماری دعاؤں کے خاص حق دار ہیں۔ اگر آپ اپنے پرانے بزرگوں کو ان عظمتوں کے وقت یاد رکھیں گے جو آپ کو خدا کے فضل عطا کرتے ہیں

تو آپ کو حقیقی انکساری کا عرفان نصیب ہوگا۔ تب آپ جان لیں گے کہ آپ اپنی ذات میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ میں نے افریقہ کے دورے میں ایک یہ ہدایت دی تھی کہ اپنے بزرگوں کی نیکیوں اور احسانات کو یاد رکھ کے ان کیلئے دعائیں کرنا۔ یہ ایک ایسا اچھا خلق ہے کہ اس خلق کو ہمیں اجتماعی طور پر نہیں بلکہ ہر گھر میں رائج کرنا چاہئے ان کے حالات کو زندہ رکھنا تمہارا فرض ہے ورنہ تم زندہ نہیں رہ سکو گے۔ اس سلسلہ میں مَیں نے ایک ملک غالباً کینیا میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ چنانچہ اس کمیٹی نے بڑا اچھا کام کیا اور ایک عرصہ تک ان کا میرے ساتھ رابطہ رہا اور بعض ایسے بزرگوں کے حالات اکٹھے کئے گئے جو نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔ اس لئے ہر خاندان کو اپنے بزرگوں کی تاریخ اکٹھا کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ ان کی بڑائی کیلئے شائع کرنے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے آپ کو بڑائی عطا کرنے کیلئے، ان کی مثالوں کو زندہ کرنے کیلئے ان کے واقعات کو محفوظ کریں اور پھر اپنی نسلوں کو بتایا کریں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے آباؤاجداد تھے اور کس طرح وہ لوگ دین کی خدمت کیا کرتے تھے۔

بعض ایسے بھی ہونگے جن کو یہ استطاعت ہوگی کہ وہ ان واقعات کو کتابی صورت میں چھپوا دیں...... میں امید رکھتا ہوں کہ اگر اس نسل میں ایسے ذکر زندہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ذکر کو بھی بلند کرے گا اور آپ یاد رکھیں گے کہ اگلی نسلیں اسی طرح پیار اور محبت سے اپنے سر آپ کے احسان کے سامنے جھکاتے ہوئے آپ کا مقدس ذکر کیا کریں گی اور آپ کی نیکیوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 17۔مارچ 1989ء)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہزاروں جانثار اور دین سے محبت رکھنے والے وجود عطا فرمائے۔ اِن جانثاروں میں حضرت مولا بخش صاحب بھٹیؓ سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام

ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عاجزانہ دعاؤں کے ثمرات نسلاً بعد نسلٍ ان کا سرمایۂ حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شریف، پارسا اور صالح اولاد سے نوازا۔ آپ کی اولاد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے علوم و معارف حاصل کرنے کی سعادت پائی۔

امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قوّت قدسیہ اور آپ کی پاکیزہ صحبت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب احمد کو عظیم الشان مقام عطا فرمایا۔ جو تاریخ احمدیت میں ہمیشہ زندہ و جاوید رہیں گے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک خطبہ میں احباب جماعت کو اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدر و منزلت کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں کئی لوگ ایسے تھے جنہیں قادیان میں صرف دو تین دفعہ آنے کا موقعہ ملا اور انہوں نے اپنے دل میں یہ سمجھا کہ خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا کہ ہمارا قادیان سے تعلّق پیدا ہو گیا اور ہم نے زمانہ کے نبی کو دیکھ لیا۔ مگر آج اس چیز کی اس قدر اہمیت ہے کہ ہماری جماعت میں سے کئی لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ یاد کر کے بڑی خوشی سے یہ کہنے کے لیے تیار ہو جائیں گے کہ کاش ہماری عمر میں سے دس یا بیس سال کم ہو جاتے لیکن ہمیں زندگی میں صرف ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے کا موقع مل جاتا...... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تو گذر گیا اب آپ کے خلفاء اور اصحاب کا زمانہ ہے مگر یاد رکھو کچھ عرصہ کے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا جب چین سے لے کر یورپ کے کناروں تک لوگ سفر کریں گے اس تلاش، اس جستجو اور اس دھن میں کہ کوئی شخص انہیں ایسا مل جائے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بات کی ہو مگر انہیں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا۔ پھر وہ کوشش کریں گے کہ انہیں کوئی ایسا شخص مل جائے جس نے حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بات نہ کی ہو، آپ سے مصافحہ نہ کیا ہو صرف اس نے آپ کو دیکھا ہی ہو مگر انہیں ایسا بھی کوئی شخص نظر نہیں آئے گا۔ پھر وہ تلاش کریں گے کہ کاش انہیں کوئی ایسا شخص مل جائے جس نے گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بات نہ کی ہو، آپ سے مصافحہ نہ کیا ہو، آپ کو دیکھا نہ ہو، مگر کم از کم وہ اس وقت اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دیکھا ہو مگر انہیں ایسا بھی کوئی شخص نہیں ملے گا۔ لیکن آج ہماری جماعت کے لیے موقع ہے کہ وہ ان برکات کو حاصل کرے۔''

(الفضل قادیان 15/اپریل 1944ء صفحہ 3,4)

حضرت مولا بخش صاحب بھٹیؓ نے سن 1900ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول فرمایا۔ اور صدق دل سے آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ آپؓ کو کئی اہم خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ کو لیکچر سیالکوٹ کی اولین اشاعت کی توفیق ملی۔ مینارۃ المسیح قادیان پر مندرج ''مینارۃ المسیح''۔ آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیش فرمایا اور مینارۃ المسیح کے سامنے لگانے کی درخواست کی، جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے از راہ شفقت قبول فرمایا۔ آپ کے ذریعہ کئی سعید روحوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ کو انجمن راجپوتاں کے سیکریٹری کے طور پر تاریخی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ صاحب قلم بھی تھے آپ کی دو کتابیں ''احمد رسول'' اور ''رؤیائے صالحہ'' دستیاب ہیں۔ جو آپ کی سوانح کے ساتھ دوبارہ شائع کی جارہی ہیں۔ آپ کی کتاب ''احمد رسول'' آپ کی سوانح کے ساتھ دوبارہ شائع کی جارہی ہے اور کتاب ''رؤیائے صالحہ'' آپ کی زوجہ رمضان بی بی صاحبہؓ کی سوانح کے ساتھ پہلی بار منظر عام پر آرہی ہے۔

حضرت مولا بخش بھٹی صاحب سیالکوٹیؓ کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے نمایاں رنگ میں جماعت کی خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔ خصوصاً آپ کے بیٹے مکرم ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کو افریقہ میں جماعت کے پہلے میڈکل مشنری کی حیثیت سے خصوصی خدمت کا موقع ملا ہے۔ اور اب آپ کے پڑپوتے مکرم ڈاکٹر

فرید احمد صاحب بطور انچارج احمدیہ ہسپتال فرافینی گیمبیا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

حضرت مولا بخش صاحب ؓ کی وفات 2 نومبر 1916ء کو سیالکوٹ میں ہوئی اور تدفین بھی سیالکوٹ میں ہوئی۔آپ ؓ کی وفات کے ایک صدی بعد آپ کی سیرت وسوانح اور آپ کی عظیم خدمات کو جماعت احمدیہ کی نوجوان نسل کے سامنے پیش کرنے کی آپ کے پڑپوتے مکرم ڈاکٹر فرید احمد صاحب کو توفیق مل رہی ہے۔اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے۔اور ہمیں اصحاب احمد کے حالات زندگی کو پڑھ کر اُن کی نیکیوں کو زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اُن کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

والسلام

خاکسار

شیخ مجاہد احمد شاستری (مربی سلسلہ)

قادیان

پیش لفظ

کسی شخص کی سچائی کو معلوم کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اُس نے اپنے ماننے والوں میں کیا تبدیلی پیدا کی کیونکہ کسی مصلح کی اصلاح کے نتیجے میں لوگوں کا تقویٰ وطہارت میں ترقی کرنا لازماً اُس مصلح کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جس کی تربیت کے نتیجے میں انھوں نے یہ تبدیلی پیدا کی، ہر نبی اور ولی کی زندگی سے اس کی مثالیں ملتی ہیں اور اس پہلو سے سب سے بڑا نام حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے کہ آپؐ کی تربیت اور قوت قدسیہ کے اثر سے صحابہ نے انقلابی تبدیلی پیدا کی اور اللہ تعالیٰ سے رضی اللہ عنھم کا انعام پایا۔

اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اصلاح عمل وتجدید ایمان کے لیے بھیجا اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد آپؑ کے حلقہ بگوشوں میں کر دی، یہی صحبت یافتہ لوگ احمدیت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے جنھوں نے اپنے عمل سے اپنے مربّی کی صداقت کا ثبوت دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نور کو آگے پھیلایا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے صحابہ کے ایمان اور اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ’’میں دیکھتا ہوں کہ صدہا لوگ ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں جن کے بدن پر مشکل سے لباس بھی ہوتا ہے، مشکل سے چادر یا پاجامہ بھی ان کو میسر آتا ہے، ان کی کوئی جائیداد نہیں مگر ان کے لا انتہاء اخلاص اور ارادت سے، محبت اور وفا سے طبیعت میں ایک حیرانی اور تعجب پیدا ہوتا ہے جو اُن سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتی رہتی ہے یا جس کے آثار اُن

کے چہروں سے عیاں ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ایمان کے ایسے پکے اور یقین کے ایسے سچے اور صدق وثبات کے ایسے مخلص اور باوفا ہوتے ہیں کہ اگر ان مال ودولت کے بندوں، ان دنیوی لذّات کے دلدادوں کو اس لذّت کا علم ہو جائے تو اس کے بدلے میں یہ سب کچھ دینے کو تیار ہو جاویں۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 584۔ نظارت اشاعت ربوہ)

ایسے ایمان کے پکّے اور یقین کے سچے لوگوں کی فہرست میں بہت سے نام ہیں، ان ناموں میں کئی تو ایسے ہیں جن کے حالات و واقعات جماعتی لٹریچر میں محفوظ ہو چکے ہیں لیکن کئی ایسے ہیں جن کے لیے یہ کام ہونا ابھی باقی ہے۔ الحمدللہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک سے خاندانوں میں بھی اس ضروری کام کا احساس پیدا ہو رہا ہے، یہ کتاب بھی اس کی ایک عمدہ مثال ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی ''حضرت چوہدری مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ آف چونڈہ ضلع سیالکوٹ'' کی سیرت وسوانح پیش کیے جا رہے ہیں جنھیں اُن کے پڑپوتے مکرم ڈاکٹر فرید احمد صاحب نے مرتب کیا ہے۔ خاکسار کے علم میں ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب ایک عرصے سے اس محنت میں مصروف ہیں اور خلافت لائبریری ربوہ میں پرانے لٹریچر کی ورق گردانی کرتے ہوئے بھی انھیں دیکھا ہے، نہایت خوشی کی بات ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی یہ محنت اب کتابی شکل اختیار کر کے ہمارے لیے اور آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف کے نمونے اپنانے کی توفیق دے، آمین۔

والسلام

غلام مصباح بلوچ

مربّی سلسلہ کینیڈا

مورخہ 23/اکتوبر 2017ء بروز سوموار

حضرت چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی سیالکوٹیؓ
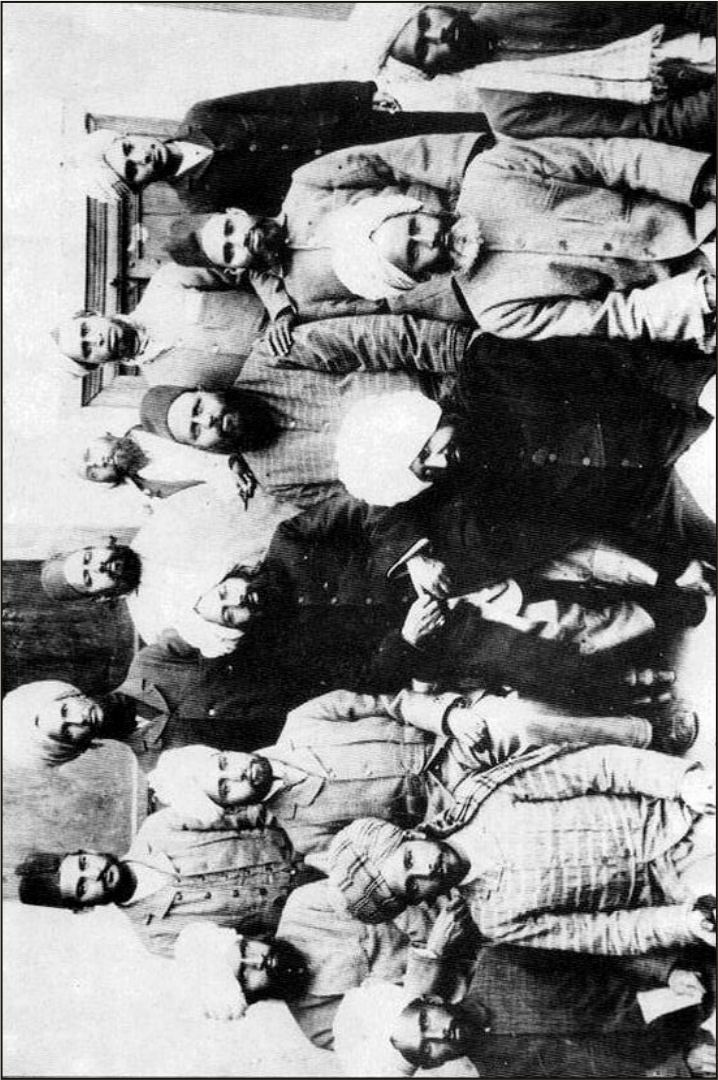
کرسیوں پر بیٹھے ہوئے دائیں سے بائیں : (1) حضرت منشی عبدالعزیز صاحب دہلوی (2) حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل گوریانوی (3) حضرت مسیح موعود علیہ السلام (4) حضرت داکٹر مرزا یعقوب بیگ (5) حضرت مرزا نیاز بیگ صاحب کلیانوی۔

کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں۔ (1) نامعلوم (2) حضرت شیخ یعقوب علی تراب (3) نامعلوم (4) حضرت چوہدری مولا بخش سیالکوٹی (5) نامعلوم (6) حضرت فیض علی صابر

بیٹھے ہوئے دائیں سے بائیں (1) نامعلوم (2) حضرت چوہدری رستم علی (3) حضرت منشی اروڑے خان (4) حضرت منشی کرم علی کاتب (5) حضرت چوہدی فضل دین
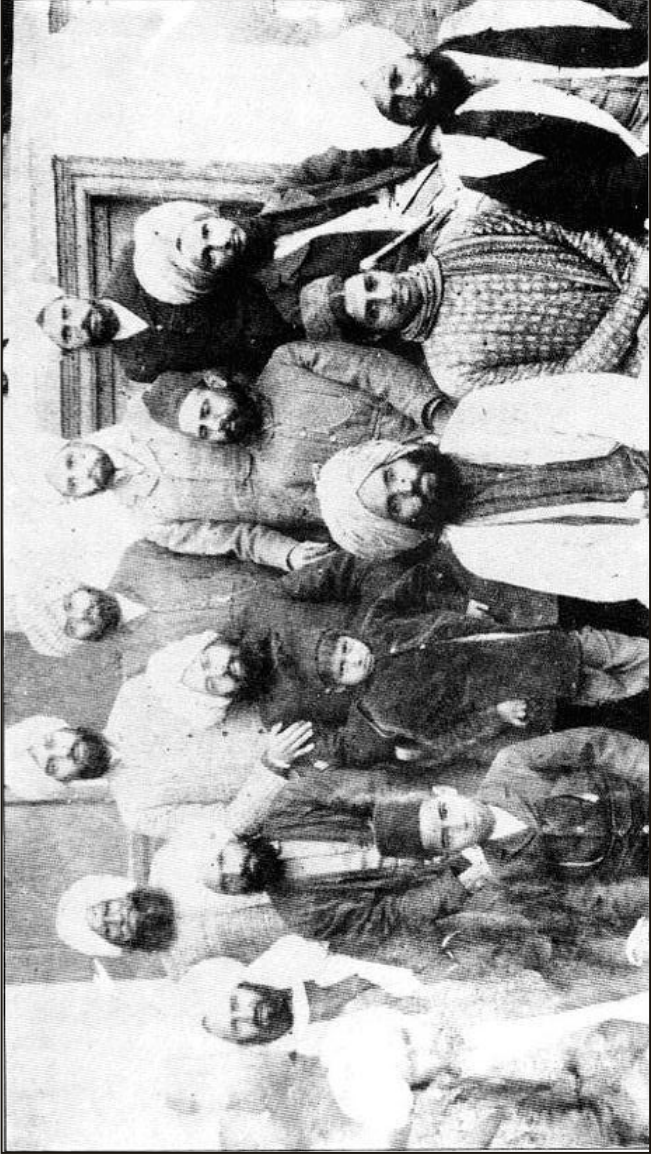
کرسیوں پر بیٹھے ہوئے دائیں سے بائیں: (1) نامعلوم (2) حضرت چوہدری مولا بخش سیالکوٹی (3) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی گود میں صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب (4) حضرت شیخ نور احمد صاحب (مالک ریاض ہند پریس امرتسر) (5) مستری فیض احمد جموں۔

کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں: (1) نامعلوم (2) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ (3) حضرت مفتی فضل الرحمان (4) حضرت پیر منظور محمد (5) حضرت حکیم فضل دین بھیروی

بیٹھے ہوئے فرش پر دائیں سے بائیں: (1) حضرت حکیم شمس الدین سیالکوٹی (2) ایک رشتہ دار پیر سراج الحق صاحب نعمانی کے (3) حضرت پیر سراج الحق نعمانی (4) محمود یعقوب ابن حضرت حکیم محمد حسین آف لاہور (5) حضرت حکیم محمد حسین آف لاہور

منارۃ المسیح

اظہارِ تشکر

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ خدمت گزار

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس عاجز کے دل میں اپنے آباء و اجداد کی تاریخ کو یکجا کرنے کی جوت جگائی اور پھر خود ہی قریباً تین دہائیوں کے بعد اس کام کو تکمیل دے کر کتابی شکل میں طبع کروانے کی توفیق دے رہا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے کس درد کے ساتھ فرماتے ہیں:

''افسوس ہے کہ ہماری جماعت اپنی تاریخ کے یاد رکھنے میں نہایت سُست واقع ہوئی ہے۔ شاید ہی کوئی اور قوم ایسی ہو جو اپنی تاریخ کے یاد رکھنے میں اتنی سُست ہو جتنی ہماری جماعت ہے۔ عیسائیوں کو لے لو انہوں نے اپنی تاریخ کے یاد رکھنے میں اتنی سُستی سے کام نہیں لیا اور مسلمانوں نے تو صحابہؓ کے حالات کو اس تفصیل سے بیان کیا ہے کہ اس موضوع پر بعض کتابیں کئی کئی ہزار صفحات پر مشتمل ہیں لیکن ہماری جماعت باوجود اس کے کہ ایک علمی زمانہ میں پیدا ہوئی ہے اپنی تاریخ کے یاد رکھنے میں سخت غفلت سے کام لے رہی ہے۔'' (خطبات محمود جلد سوئم صفحہ 677-678)

عاجز کو اس بات کا احساس زیاں بھی ہے اور اعترافِ حقیقت بھی کہ ہمارے خاندان نے بالخصوص اور جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ نے بالعموم اپنی تاریخ کو رقم کرنے میں ایک صدی کی تاخیر کر دی ہے اور بہت سا مواد زمانے کی دست بُرد کے باعث ضائع ہو چکا ہے اور بے شمار لوگ بے انتہاء قیمتی یادداشتیں اپنے سینوں میں لئے اس جہانِ فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔

شاید عالمگیر جماعت احمدیہ کی اس معمور تاریخ کا لمحہ لمحہ محفوظ کرنے کے لئے ہر ضلع میں ایک قاضی محمد یوسفؓ اور ہر ملک میں ایک دوست محمد شاہد جیسے صاحبان علم و اہل قلم کی ضرورت ہے۔

عاجز اپنے پڑ دادا حضرت مولا بخش صاحب بھٹی سیالکوٹیؓ کی وفات کے ایک سو سال بعد اپنے خاندان اور احباب جماعت کی خدمت میں اُن کی سیرت و سوانح اور کتاب احمد رسول کا تحفہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو بہتوں کی ہدایت اور ازدیادِ ایمان کا ذریعہ بنائے۔ تا اس مشتِ خاک کی بخشش کا بھی سامان ہو جائے۔ آمین۔

ہمارے پیارے آقا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

''ہم نے اپنے آباء و اجداد کی نیکیوں کو جاری رکھنا ہے اور نہ صرف جاری رکھنا ہے بلکہ ان میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے تا کہ آئندہ نسلیں بھی نیک اور صالح پیدا ہوں اور اس مقصد کو پورا کرنے والی ہوں جس کی خاطر ہمارے بڑوں نے قربانیاں دیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آئے اور اپنی زندگیاں گزاریں۔'' (خطبہ نکاح فرمودہ 10 مارچ 2012ء)

آخر میں خاکسار اُن تمام احباب کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہے جن کی بدولت آج یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے

(1) محترم والدِ گرامی لیفٹینینٹ کرنل (ر) ڈاکٹر رفیق احمد صاحب۔ جن کی تربیت نے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جذبہ بیدار رکھا اور جن کی دلی تمنّا کو اللہ تعالیٰ نے عاجز میں ودیعت کر کے خاندان کی تاریخ جمع کرنے کا کام لیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ (2) عاجز کی پھوپھی مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ جن کی بدولت نہایت قیمتی مواد اور تاریخی دستاویزات جن کو ایک لمبا عرصہ بہت احتیاط سے محفوظ رکھا گیا تھا اب تاریخ احمدیت کا حصہ بن چکے ہیں۔ (3) مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ حال

پروفیسر جامعہ احمدیہ کینڈا جنہوں نے الحکم، الفضل اور فاروق سے بے حد مفید حوالہ جات فراہم کئے۔(4) مکرم شیخ مجاہد احمد صاحب شاستری مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان جنہوں نے الحکم و البدر سے نہ صرف نئے حوالہ جات تلاش کئے بلکہ کتاب کی ترتیب اور اس کے مواد سے متعلق اپنی صائب رائے اور مفید مشوروں سے بھی نوازا تا کہ تمام مراحل کتابت سے طباعت تک تیز روی سے طے ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام افراد کا ہر دم حامی و ناصر ہو اور ان کی زندگیوں کو ہر طرح کے فیوض و برکات سے بھر دے۔آمین یارب العالمین

مَیں ان سب خواتین و حضرات کا بے حد ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت کے لیے اپنی مالی معاونت فراہم کی۔ان میں مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ،مکرمہ سلیمہ شہنواز صاحبہ،مکرمہ نعیمہ خالد صاحبہ،ڈاکٹر مبرور بھٹی صاحب،ڈاکٹر مبارک احمد صاحب،ڈاکٹر ہارون ناصر صاحب،مکرم نثار احمد صاحب اور مکرم نصر اللہ خان صاحب آف جرمنی شامل ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال میں برکت دے اور ان کے خاندانوں کو بے بہا فضلوں سے نوازے،آمین۔

مَیں اپنی چھوٹی پھوپھی محترمہ نعیمہ خالد صاحبہ آف شکاگو،امریکہ کا خصوصی طور پر تہہِ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے نہایت خلوص،محبت اور بشاشت سے اس کتاب کی طباعت و اشاعت پر صرف کی آدھی ذمہ داری خود اٹھائی تا کہ یہ اہم کام جلد مکمل ہو سکے۔اللہ تعالی آپ کو بے انتہا افضال و برکات سے نوازے اور آپ کی نیکیاں آپ کی نسلوں میں بھی جاری و ساری فرمادے۔آمین ثم آمین

خاکسار

ڈاکٹر فرید احمد

سابق ڈاکٹر انچارج،احمدیہ مسلم ہسپتال

فرافینی،دی گیمبیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَحۡمَدَ المَوعُوۡدِ

ولادتِ باسعادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت چوہدری مولا بخش صاحب ؓ بھٹی بہت مخلص، جری اور پر جوش مبلغ تھے آپ 1865ء میں چونڈہ تحصیل ظفروال (حال پسرور) ضلع سیالکوٹ میں مکرم امیر بخش صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ پسرور سے چونڈہ کا فاصلہ تقریبا 10 کلومیٹر اور سیالکوٹ شہر سے جانب مشرق کا فاصلہ 25 کلومیٹر ہے۔موجودہ چونڈہ کی بنیاد سولہویں صدی کے وسط میں ایک ہندو مانک باجوہ نے رکھی۔ چونڈہ میں باجوہ، کشمیری، شیخ اور دیگر دست کار کام کرنے والی اقوام موجود ہیں۔

چونڈہ کی آبادی تقریبا 50 ہزار ہے۔جس میں احمدیوں کی تعداد تقریبا 550 کے قریب ہے۔ چونڈہ ایک تاریخی قصبہ ہے۔ 1965ء میں ہندو پاک جنگ میں جنگ عظیم دوئم کے بعد یہاں ٹینکوں کی سب سے بڑی لڑائی لڑی گئی۔جس میں ایک احمدی جنرل عبدالعلی صاحب نے انتہائی بہادری کا مظاہرہ کیا اور انہیں حکومت پاکستان کی جانب سے ''ہلال جرأت'' کے تمغہ سے نوازگیا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 85)

چونڈہ نام رکھنے کی وجہ

اس بارہ میں ایک روایت یہ ملتی ہے کہ چونڈہ کو آباد کرنے والے ہندو جاٹ مانک باجود کی ملکیتی آراضی چوراسی ہزار بیگہ تھی جب اس نے اپنی اس جائیداد کو اپنے چار بیٹوں میں تقسیم کیا تو یہ ''چارونڈاں''

کے نام سے معروف ہوگیا۔ جو مرورِ زمانہ سے ''چونڈہ'' بن گیا۔

والدین و بھائی بہن

آپ کے والد صاحب کا نام مکرم امیر بخش صاحب تھا۔ آپ کے آباءواجداد کے بارے میں خاندان میں روایت مشہور ہے کہ بادشاہ اکبر کے زمانہ میں جن راجپوت راجوں مہاراجوں کی اپنی فوجیں تھیں (سہ ہزاری، چار ہزاری، پنج ہزاری یا دس ہزاری) وہ جب جنگوں میں فتوحات حاصل کرتے تو اُن کو مختلف خطابات اور انعامات سے نوازا جاتا تھا۔ حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ کے آباءواجداد کو بھی ''خان'' کا خطاب ملا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے بھائی حضرت چوہدری جلال خان صاحب اور آپ کے بیٹے مکرم شاہ سوار خان صاحب اور مکرم ڈاکٹر شاہ نواز خان اس کا استعمال اپنے ناموں کے ساتھ کرتے تھے۔

راجپوت بھٹیوں کی جو شاخ چونڈا میں آکر آباد ہوئی وہ زمیندار کاشت کار تھی اُنہوں نے وہاں ایک وسیع اور کشادہ حویلی بھی تیار کی تھی۔ چوہدری امیر بخش صاحب کے تینوں بیٹوں مکرم چوہدری جلال خان صاحب، مکرم چوہدری مولا بخش صاحبؓ اور مکرم چوہدری نبی بخش صاحب کے خاندان اسی حویلی میں رہائش پذیر تھے۔ یہ حویلی ''سفید پوشوں کی حویلی'' کے نام سے مشہور تھی۔ اور اس کے باسی سفید پوشوں کا ٹبر کہلاتا تھا۔ ممکن ہے کچھ زرعی زمین کاشتکاری کے لئے اور ساتھ میں ''سفید پوش'' کا انعام واکرام انگریز سلطنت کی طرف سے بھی ملا ہو۔ واللہ اعلم۔

مکرم امیر بخش صاحب کے تینوں بیٹوں کو امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو پہچاننے اور آپ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مولا بخش صاحبؓ کے علاوہ آپ کے دونوں بھائیوں کا ذکر جماعتی لٹریچر میں کچھ یوں ملتا ہے۔

(1) حضرت چوہدری نبی بخش صاحبؓ

آپ نے 1905ء میں بیعت کی تھی اور 20 سال تک جماعت احمدیہ چونڈہ کے صدر رہے۔ آپ

نے اپنے حالات زندگی اور قبولیت احمدیت کی روایات قلم بند کروائی ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں

روایات چوہدری نبی بخش صاحب ولد چوہدری امیر بخش صاحب

سکنہ چونڈہ عمر ۸۰ سال ۔ سن بیعت ۱۹۰۵ء

آپ لکھتے ہیں کہ

''مَیں جموں میں وکالت کرتا تھا۔ جس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مسیحیت کا دعویٰ کیا میں وہیں تھا۔ لوگوں میں عام چرچا ہوا۔ ایک دفعہ چند معزز دوست جمع تھے۔ ان میں قادیان کے پنڈت لچھمن داس بھی تھے۔ وہ گورنر جموں کے سررشتہ دار تھے اور بہت معزز عہدہ پر مامور تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں قادیان کا باشندہ ہوں اور مرزا صاحب کا ہم عمر ہوں۔ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ مرزا صاحب نے بچپن میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ راستبازی کے لحاظ سے ہم میں مشہور تھے۔ ہم راستبازی میں ان کو بطور مثال پیش کیا کرتے تھے۔

ان کی یہ گواہی سن کر میری طبیعت پر آپ کی صداقت کے متعلق خاص اثر ہوا۔ اس کے بعد میں نے وکالت چھوڑ کر ملازمت اختیار کر لی۔ میں کرتاہ میں نائب تحصیلدار تھا اور وہاں چوہدری غلام احمد صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ میرے پاس آیا کرتے تھے۔ چونکہ ہم ہموطن تھے اس لئے وہ میرے پاس ہی آ کر قیام کیا کرتے تھے۔ وہ احمدی تھے۔ مجھے تبلیغ بھی کرتے تھے اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز مطالعہ کے لئے دیا کرتے تھے۔ اس رسالہ نے بھی مجھ پر خاص اثر کیا تھا۔ میرا ایک مسلمان سیاہ نویس ہوا کرتا تھا۔ میں اس کے ساتھ سرینگر گیا اور وہاں حضرت مسیح کی قبر دیکھی۔ وہاں جو مجاور تھے ان سے دریافت کیا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یوز آسف کی قبر ہے۔ میں نے پوچھا تم کو کیسے پتہ لگا؟ کہنے لگے یہ نام سینہ بسینہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس بات نے بھی مجھ پر اثر کیا۔ اس کے بعد میں نے بذریعہ خط بیعت کر لی۔

چند اور باتیں بھی میری بیعت کا محرک ہوئی ہیں اور وہ پہلے زمانہ کی ہیں۔ مَیں لاہور میں اسلامیہ

کالج کی برانچز کا ناظم ہوا کرتا تھا اور ہم نے ایک مشترکہ مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ جس میں مَیں، مولوی محمد علی، چوہدری شہاب الدین، چوہدری سردار خان وغیرہ رہا کرتے تھے۔ مولوی محمد علی کالج میں پروفیسر تھے۔ چوہدری شہاب الدین بھی پروفیسر تھے۔ مولوی محمد علی کا اور میرا کمرہ ساتھ ساتھ تھا۔ درمیان میں دروازہ تھا۔ باورچی بھی ہمارا ایک تھا۔ جب حضرت اقدس نے دعویٰ کیا اور چند سال گزر گئے تو مولوی محمد علی اور شہاب الدین کی حضرت صاحب کے متعلق بحث رہا کرتی تھی۔ یہ لوگ تاش بہت کھیلا کرتے تھے اور لاء کالج میں تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ مولوی محمد علی حضرت صاحب کی تعریف کیا کرتے تھے اور شہاب الدین مخالفت۔ ایک دن مولوی محمد علی کالج سے آئے اور قادیان کو چلے گئے۔ پیچھے شہاب الدین آئے۔ مجھ سے پوچھا مولوی صاحب کہاں گئے؟ میں نے کہا قادیان۔ کہنے لگے میں ابھی واپس لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ بھی گئے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اور کون کون گئے مگر بہر حال یہ دونوں گئے اور واپس آ کر انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم پہنچے تو مولوی محمد علی بیعت کر چکے تھے۔ چوہدری صاحب نے کہا ذرا مجھے مرزا صاحب سے ملاؤ تا میں ان سے باتیں کروں۔ مولوی محمد علی نے کہا پہلے مولوی نورالدین صاحب سے گفتگو کرو پھر مرزا صاحب سے کر لینا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اوّل سے باتیں کر کے ہی صداقت ان پر کھل گئی اور حضرت صاحب کے پاس جا کر تو بالکل نرم ہو گئے اور بیعت کر کے واپس آئے اور پھر آ کر حضور کی صداقت پر عام گفتگوئیں کرتے رہے۔ ان باتوں کا بھی مجھ پر اثر تھا۔

مجھے یاد ہے کہ جب ایک شخص سراج دین عیسائی نے کچھ سوالات اسلام پر کئے اور ان سوالوں کا عام چرچا ہوا تو حضرت اقدس نے ان کا جواب لکھا اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو لاہور میں سنانے کے لئے بھیجا۔ حضرت مسیح موعود کا مضمون اور مولوی عبدالکریم سنانے والے۔ بس پھر انہوں نے اسلامیہ کالج کی پرانی بلڈنگ میں سنانے میں کمال ہی کر دیا۔ انگریز آفیسر، لیڈیاں، پادری وغیرہ سب موجود تھے اور سب حیرت میں تھے۔ جب لیکچر ختم ہوا تو پادری پر بڑا رعب طاری ہوا۔ خوا جہ کمال الدین نے بیان کیا کہ جب میں چونکہ مشن کالج میں تعلیم حاص کرتا رہا ہوں اس لئے وہاں تعلقات کی

وجہ سے کبھی کبھی جایا بھی کرتا ہوں۔ میں جو لیکچر کے بعد وہاں گیا تو پرنسپل کو دیکھا کہ وہ طلباء کو نصیحت کر رہا تھا کہ مرزا صاحب کا لیکچر سننا تو درکنار نہ ان کی کتابیں دیکھو نہ ان کے مریدوں کے پاس جاؤ۔ یہ شخص عیسائی مذہب کا بڑا دشمن ہے۔ اس مذہب سے بہت پرہیز کرو۔ اس میں عیسائیت قائم رہ سکتی ہے۔ اس مذہب کا عروج عیسائیت کی موت ہے۔

نبی بخش بقلم خود

(بحوالہ رجسٹر روایات صحابہ نمبر 10 صفحہ 201-204)

آپ کی وفات 90 سال کی عمر میں 1940ء میں ہوئی، حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اعلان وفات دیتے ہوئے لکھا:

''چودھری نبی بخش صاحب مرحوم جو ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب ایم بی بی ایس افریقہ کے چچا تھے اور ہمارے قدیمی دوست تھے، نوے سال کی عمر میں اپنے وطن چونڈہ میں فوت ہو گئے۔ مرحوم ایک مخلص اور جوشیلے احمدی تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے فرمانے کے مطابق اپنے درثہ میں لڑکی کو بھی شرعی حصہ دیا۔ مرحوم جماعت احمدیہ چونڈہ کے بیس سال تک پریذیڈنٹ رہے اور سلسلہ کی خدمت بڑے جوش سے کرتے رہے۔''

(الحکم 14 دسمبر 1940ء صفحہ 6)

آپ کی ایک بیٹی مکرمہ فاطمہ صاحبہ تھیں جو اپنے چچا زاد مکرم شاہ سوار خان صاحب کے ساتھ بیاہی گئیں۔ اور بعد میں لیڈی ہیلتھ وزیٹر کا کورس کرنے کے بعد مسز ایس ایس خان کے نام سے مشہور ہوئیں۔

(2) مکرم چوہدری جلال خان صاحب

اپنے بھائی مکرم چوہدری جلال خان صاحبؓ کا ذکر خود حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ نے چندہ کی ادائیگی کے لئے کیا ہے۔ (بحوالہ الحکم 14 فروری 1910ء صفحہ 5)

آپ کے دو بیٹے مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب اور مکرم چوہدری عبد الطیف صاحب اور تین بیٹیاں مکرمہ انور صاحبہ، مکرمہ بلقیس صاحبہ اور مکرمہ محمودہ صاحبہ تھیں۔

سیالکوٹ تاریخ کے آئینہ میں

سیالکوٹ دامن کوہ سے کوئی بیس پچیس میل دور کوہستان ہمالہ کے جنوب مغربی سلسلے شوالک کی تلہٹی میں ایک پہاڑی ندی 'اَیک' کے کنارے دریائے راوی سے نسبتاً دور، لیکن چناب سے قریب ایک سرسبز اور شاداب میدان میں واقع ہے۔ روایتاً اس کی بنیاد پانڈو خاندان کے راجہ سل نے رکھی۔ صدیاں گزر گئیں۔ ایک بہت بڑا سیلاب آیا۔ ہر طرف ویرانی چھا گئی۔ پھر سے آباد ہوا، تحقیقاً سکالا کے کھنڈروں پر ویدک دور میں مدرا قبائل کا دارالحکومت رہا۔ اسکندر یونانی کی یورش کے بعد جب چندر گپت موریا نے سلوکس کو شکست دے کر شمالی ہندوستان میں موریا سلطنت قائم کی تو سکالا کو بڑا عروج ہوا۔ سکالا بڑا پر رونق شہر تھا۔ سجے ہوئے بازار، دولت کی افراط، ہاتھیوں کی آمدورفت۔ اشوک کا زمانہ آیا تو سکالا بدھ مت کا مرکز بن گیا۔ مشہور بدھ چینی سیاح ہیون تسانگ نے اس کی یاترا کی۔ آگے چل کر باختری حکمرانوں کی، جن کو دولتِ موریا کے زوال پر عروج ہوا، راجدھانی بنا۔ مالندہ (یونانی مینانڈر) اور یوثی دامون اسی خاندان کے حکمرانوں میں سے ہیں۔ سفید ہون قبائل شمال مغربی ہندوستان پر حملہ آور ہوئے اور لوٹ مار کا بازار گرم ہوا تو ان کا ایک سردار مہر اگل یا مہراکل سیالکوٹ میں جم کر بیٹھ گیا۔ تا آنکہ 360ء میں بکر ماجیت کے معاصر سالباہن نے یہاں اپنی حکومت قائم کی۔ وہ قلعہ تعمیر کیا جو ایک ٹیلے کی شکل میں اب بھی موجود ہے۔ موسم خوشگوار ہو، فضا مصفا اور آپ ان دفاتر کے عقب سے ہوتے ہوئے جو قلعے کے بالائی کناروں کے ساتھ ساتھ تعمیر ہوئے، شمال مشرقی افق پر نگاہ ڈالیں تو شمال میں ہمالیہ کی برف پوش چوٹیاں آپ کے سامنے ہوں گی۔ نیچے سیالکوٹ کے بازار اور گلیاں، سڑکیں اور بلند و پست مکان جو قلعے کی دیواروں کے ساتھ ساتھ ہر چہار طرف پھیل گئے ہیں۔ پھر قلعہ سے کوئی ڈیڑھ دو میل دور شمال میں ایک کھلے میدان میں چھاؤنی۔ اس سے بہت قریب ریلوے اسٹیشن جس

سے ذرا آگے، مگر کچھ ہٹ کر کچہری اور ضلع کے دفاتر۔ سیالکوٹ بڑا پر رونق اور صاف ستھرا شہر ہے۔ گرد و پیش دل کشا۔ آب و ہوا خوشگوار۔ زمین زرخیز۔ جدھر دیکھیے درختوں کے جھنڈ اور لہلہاتے ہوئے کھیت۔ سیالکوٹ کی قدامت مسلم ہے۔ تاریخی عظمت مسلم۔ موریا عہد میں سیالکوٹ کی سیاسی، مذہبی، تہذیبی اور ثقافتی اہمیت میں خاصا اضافہ ہوا۔ سیالکوٹ راجگانِ کشمیر کے زیر تسلط رہ چکا ہے۔ لیکن موریا سلطنت کے زوال اور باختری حکمرانوں کے بعد ہندو عہد میں سیالکوٹ نے کوئی خاص شہرت حاصل نہ کی۔ سالباہن کے بیٹے پورن اور راجہ رسالو کی کہانیاں زبان زد خاص و عام ہیں۔ وہ کنواں بھی موجود ہے بلکہ اس نام کی ایک بستی بھی بس گئی ہے جس میں پورن کی سوتیلی ماں نے انتقاماً پورن کے بازو کٹوائے اور اس کنوئیں میں ڈلوا دیے یا پھر 790ء میں مغربی پنجاب کے راجہ نروت کے ہاتھوں قلعے کی تباہی کا ذکر ملتا ہے۔

اسلامی عہد میں البتہ سیالکوٹ کی قدر و منزلت میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا۔ سیالکوٹ سے محمود غزنوی کا گزر رہا۔ سیالکوٹ غزنویہ پنجاب کا عارضی دارالحکومت رہ چکا ہے۔ سیالکوٹ کے ویران قلعے کی شہاب الدین غوری کے حکم سے مرمت کی گئی۔ طبقات ناصری میں سیالکوٹ کا ذکر موجود ہے۔ تیمور نے جموں فتح کیا تو سیالکوٹ بھی آیا۔ دولت خان لودھی نے شاید سیالکوٹ ہی میں بابر سے ملاقات کی۔ اکبر کے عہد میں اسے سرکار کا درجہ حاصل تھا۔ جہانگیر کے عہد میں کاغذ کی صنعت نے بالخصوص ترقی کی۔ سیالکوٹ کے جہانگیری کاغذ کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔ شاہ جہاں کا زمانہ آیا تو سیالکوٹ کی علمی سرگرمیاں انتہا کو پہنچ گئیں۔ سیالکوٹ ارباب علم کا مولد و منشا، مرجع و مسکن بنا۔ سیالکوٹ کا شمار اسلامی ہندوستان کی عظیم درس گاہوں میں ہونے لگا۔ تشنگان علم دور دور سے سیالکوٹ کا رخ کرتے۔ سیالکوٹ کا تعلق نواب عبدالصمد خاں دلیر جنگ کے جانشینوں تک دولت مغلیہ سے قائم رہا۔ سکھ گردی کے پر آشوب ایام میں البتہ سیالکوٹ کا گزر ویسے ہی آلام و مصائب سے ہوا جیسے پنجاب کے دوسرے اضلاع و اقطاع کا۔ سکھوں نے شہر لوٹا، آگ لگا دی۔ کتب خانے جلا دیئے۔ اسلاف کی یاد

گاریں مٹ گئیں۔ 1849ء میں برطانوی اقتدار اور پھر 1947ء میں تقسیم کے بعد جب امن و امان کی ایک صورت پیدا ہوئی تو سیالکوٹ کی شہری، تعلیمی اور تمدنی زندگی نے پھر ایک کروٹ لی۔

بھٹی (ذات) تاریخ کے آئینہ میں

بھٹی راجپوتوں کی سب سے بڑی شاخ ہیں۔ اپنی تاریخ کے لحاظ سے بھٹی کافی قدیم ہیں۔ ان کے نام پر مختلف علاقہ جات مثلاً ''بھٹیانہ''، ''بھٹیورہ'' اور مختلف مقامات جیسا کہ ''بھٹینڈہ''، ''بھٹنیر'' اور ''پنڈی بھٹیاں'' موسوم ہیں۔ بھٹی روایات کے مطابق وہ ''شری کرشن جی مہاراج'' کی اولاد میں سے ہیں اور اسی واسطہ سے راجپوتوں کی ''چندر ونشی'' شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ روایات کے مطابق ازمنہ قدیم میں انہیں سندھ سے پار دھکیل دیا۔ لیکن انہوں نے اپنا علاقہ واپس لے کر جوئیہ، لنگاہ اور دوسرے قبائل کو ستلج کے پار دھکیل دیا جیسلمیر اور بھٹیانہ ریاستوں کی بنیاد رکھی۔ راجپوت جاٹ اور گجر قبائل کی اکثر شاخیں مثلا وٹو، نارو، نون، کھچی، سدھو، باجوہ، باجو، گھمن اپنا نسب بھٹی راجپوتوں سے جوڑتی ہیں۔ ایک وقت میں بھٹی راجپوتوں کی سلطنت میں تمام سرسہ ضلع اور ضلع حصار کے ملحقہ علاقہ جات شامل تھے جو آج بھی بھٹیانہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ جنرل کننگھم کے مطابق ابتدائی ایام میں بھٹی راجپوتوں کی سلطنت سالٹ رینج اور کشمیر پر مشتمل تھی اور ان کا دارالحکومت گجنی پور موجودہ راولپنڈی تھا۔ غالباً دوسری صدی قبل مسیح میں ہندوساسانی قبائل نے انہیں جہلم کے پار دھکیل دیا اور ان کے راجہ رسالو بھٹی راجپوت نے سیالکوٹ کا شہر آباد کیا تاہم قابض قبائل نے انھیں مزید پرے دھکیل دیا، البتہ کشمیر میں ان کا اقتدار 1339ء تک قائم رہا۔ اگر ہم بھٹی قبیلہ سے نکلنے والی ذیلی شاخوں کو بھی بھٹی شمار کریں تو پنجاب کا کوئی علاقہ ایسا نہیں ہوگا جس میں بھٹی غالب اکثریت میں نہ ہوں۔ تاہم روایتاً بھٹی اپنا تعلق بھٹنیر کے قدیم شہر اور بھٹیانہ کے علاقہ سے جوڑتے ہیں جو کہ عرصہ دراز سے خشک ہوئے دریائے گھاگرا کے کنارے پر آباد ہیں اور ان دونوں علاقوں کا بھٹی قوم سے کوئی ناتا نہ ہونا ناممکن ہے۔ یہ ممکن ہے کہ یا تو دریائے گھاگھرا کے خشک ہونے سے یا پھر راٹھوروں سے

شکست کھانے کے بعد بھٹی قبائل پنجاب میں آ کر آباد ہوئے۔ جہاں سے ہندوساسانی قبائل نے انہیں پھر واپس بھٹیانہ کے علاقوں میں دھکیل دیا۔

سیالکوٹ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعلق

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سیالکوٹ کے شہر کو وہ فخر حاصل ہے جو قادیان کے سوا دوسرے کسی شہر کو حاصل نہیں۔ خدا کے جری اللہ اور مسیح موعود نے سیالکوٹ کی سرزمین کو قادیان ہی کے برابر عزیز سمجھا تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعویٰ ماموریت و مسیح و مہدی سے قبل اسی شہر میں 1864ء تا 1867ء قیام کا موقعہ ملا۔ اس دوران یہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے بےشمار اوصاف حمیدہ ظاہر ہوئے۔ جن کے متعلق اپنوں اور غیروں نے گواہیاں دی ہیں۔ چنانچہ تاریخ احمدیت میں اس حوالہ سے تفصیلی حالات درج ہیں۔ یہاں تاریخ احمدیت کے حوالہ سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قیام سیالکوٹ کے حوالہ سے صرف دو گواہیاں درج کی جاتی ہیں۔

(1) مشہور مسلم لیڈر مولوی ظفر علی خاں صاحب آف اخبار زمیندار کے والد بزرگوار منشی سراج الدین صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ

"مرزا غلام احمد صاحب 1860ء یا 1861ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے اس وقت آپ کی عمر 22۔23 سال ہوگی اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔"

(2) دوسری شہادت جو سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے شمس العلماء مولانا سید میر حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی کی ہے۔ مولانا صاحب سیالکوٹ ہی میں نہیں ہندوستان بھر میں علوم مشرقی کے بلند پایہ عالم اور مسلمانوں میں ایک نہایت ممتاز شخصیت کے حامل تھے۔ ڈاکٹر محمد اقبال ایسے شہرہ آفاق فلسفی

شاعر ابتداء میں آپ ہی سے شرف تلمذ رکھتے تھے جس پر انہیں ہمیشہ ناز رہا۔ جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ میں قیام پذیر تھے مولانا صاحب موصوف کو بھی حضور سے اکثر ملاقات کا موقعہ ملتا تھا۔ مولوی صاحب نے اس زمانہ میں حضور کو بڑے قریب سے مطالعہ کیا اور دیکھا۔ وہ سرسید تحریک کے دلدادہ تھے مگر ان کے دل پر حضور کی بزرگی، تقدس اور تقویٰ کا غیر معمولی اثر تھا اور وہ حضرت اقدسؑ کی بے حد عزت کیا کرتے تھے۔

ایک مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سیالکوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ادنیٰ تامل سے بھی دیکھنے والے پر واضح ہوجاتا تھا کہ حضرت اپنے ہر قول وفعل میں دوسروں سے ممتاز ہیں۔''

ایک دفعہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ سیالکوٹ میں ان سے ملے تو انہوں نے چشم پر آب ہوکر فرمایا:

''افسوس ہم نے ان کی قدر نہ کی۔ ان کے کمالات روحانی کو بیان نہیں کرسکتا ان کی زندگی معمولی انسان کی زندگی نہ تھی۔ بلکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں۔''

مولوی سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کے قلم سے حضورؑ کے زمانہ سیالکوٹ کے مفصل حالات

مولانا سید میر حسن صاحب مرحوم نے حضور کے قیام سیالکوٹ کے متعلق دو مفصل بیانات بھی لکھے جن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سیالکوٹ پر تفصیلی روشنی پڑتی ہے اور جنہیں کوئی مورخ نظر انداز نہیں کرسکتا بلکہ حق یہ ہے کہ اس زمانہ کی تاریخ میں یہ قیمتی معلومات بنیادی لٹریچر کی

حیثیت رکھتی ہیں۔

مولوی سید میر حسن صاحب کا پہلا بیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیام سیالکوٹ کے بارے میں مولوی سید میر حسن صاحب نے جو پہلا بیان دیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے:

''حضرت مرزا صاحب 1864ء میں بتقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے اور قیام فرمایا۔ چوں کہ آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول ولغو سے مجتنب اور محترز تھے اس واسطے عام لوگوں کی ملاقات جو اکثر تضیع اوقات کا باعث ہوتی تھی آپ پسند نہیں فرماتے تھے لالہ بھیم سین صاحب وکیل جن کے نانا مٹھن لال صاحب بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھے ان کے بڑے رفیق تھے اور چوں کہ بٹالہ میں مرزا صاحب اور لالہ صاحب آپس میں تعارف رکھتے تھے اس لئے سیالکوٹ میں بھی ان کے اتحاد کامل رہا۔ پس سب سے کامل دوست مرزا صاحب کے اگر اس شہر میں تھے تو لالہ صاحب ہی تھے۔ اور چوں کہ لالہ صاحب سلیم طبع اور لیاقت زبان فارسی اور ذہن رسا رکھتے تھے اس سبب سے بھی مرزا صاحب کو علم دوست ہونے کے باعث ان سے بہت محبت تھی۔

مرزا صاحب کی علمی لیاقت سے کچہری والے آگاہ نہ تھے مگر چوں کہ اسی سال کے اوائل گرما میں ایک عرب نوجوان محمد صالح نام شہر میں وارد ہوئے اور ان پر جاسوسی کا شبہ ہوا تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے (جن کا نام پرکسن تھا اور پھر وہ آخر میں کمشنر راولپنڈی کی کمشنری کے ہو گئے تھے) محمد صالح کو اپنے محکمہ میں بغرض تفتیش حالات طلب کیا۔ ترجمان کی ضرورت تھی۔ مرزا صاحب چوں کہ عربی زبان میں کامل استعداد رکھتے تھے اور عربی زبان میں تحریر و تقریر بخوبی کر سکتے تھے۔ اس واسطے مرزا صاحب کو بلا کر حکم دیا کہ جو بات ہم کہیں عرب صاحب سے پوچھو اور جو جواب وہ دیں اردو میں ہمیں لکھواتے جاؤ۔ مرزا صاحب نے اس کام کو کما حقہ ادا کیا اور آپ کی لیاقت لوگوں پر منکشف ہوئی۔

اس زمانہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے (اب اس عہدہ کا نام

ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہے) کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔

مرزا صاحب کو اس زمانہ میں بھی مذہبی مباحثہ کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ پادری صاحبوں سے اکثر مباحثہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ پادری الائشہ صاحب (سے) جو دیسی عیسائی پادری تھے اور حاجی پورہ سے جانب جنوب کی کوٹھیوں میں ایک کوٹھی میں رہا کرتے تھے مباحثہ ہوا۔ پادری صاحب نے کہا کہ عیسوی مذہب قبول کرنے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔ مرزا صاحب نے فرمایا نجات کی تعریف کیا ہے؟ اور نجات سے آپ کیا مراد رکھتے ہیں؟ مفصل بیان کیجئے۔ پادری صاحب نے کچھ مفصل تقریر نہ کی اور مباحثہ ختم کر بیٹھے اور کہا میں اس قسم کی منطق نہیں پڑھا۔

پادری (جان) ٹیلر صاحب ایم اے سے جو بڑے فاضل اور محقق تھے مرزا صاحب کا مباحثہ بہت دفعہ ہوا۔ یہ صاحب موضع گوہد پور کے قریب رہتے تھے۔ ایک دفعہ پادری صاحب فرماتے تھے کہ مسیح کو بے باپ پیدا کرنے میں یہ سر تھا کہ وہ کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے اور آدم کی شرکت سے جو گنہگار تھا بری رہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ مریم بھی تو آدم کی نسل سے ہے پھر آدم کی شرکت سے بریت کیسے اور علاوہ ازیں عورت ہی نے تو آدم کو ترغیب دی جس سے آدم نے درخت ممنوع کا پھل کھایا اور گنہگار ہوا۔ پس چاہئے تھا کہ مسیح عورت کی شرکت سے بھی بری رہتے اس پر پادری صاحب خاموش ہو گئے۔

پادری ٹیلر صاحب مرزا صاحب کی بہت عزت کرتے تھے اور بڑے ادب سے ان سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ پادری صاحب کو مرزا صاحب سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ پادری صاحب ولایت جانے لگے تو مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے کچہری میں تشریف لائے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پوچھا تو پادری صاحب نے جواب دیا کہ میں مرزا صاحب سے ملاقات کرنے کو آیا تھا۔ چوں کہ میں وطن جانے والا ہوں اس لئے ان سے آخری ملاقات کروں گا۔

چنانچہ جہاں مرزا صاحب بیٹھے تھے وہیں چلے گئے اور فرش پر بیٹھے رہے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔

چونکہ مرزا صاحب پادریوں کے ساتھ مباحثہ کو بہت پسند کرتے تھے اس واسطے مرزا شکستہ تخلص نے جو بعد ازاں موحد تخلص کیا کرتے تھے اور مراد بیگ نام جالندھر کے رہنے والے تھے مرزا صاحب کو کہا کہ سید احمد خاں صاحب نے تورات وانجیل کی تفسیر لکھی ہے آپ ان سے خط وکتابت کریں اس معاملہ میں آپ کو بہت مدد ملے گی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سرسید کو عربی میں خط لکھا۔

کچہری کے منشیوں سے شیخ اللہ داد صاحب مرحوم سابق محافظ دفتر سے بہت انس تھا اور نہایت پکی اور سچی محبت تھی۔ شہر کے بزرگوں سے ایک مولوی صاحب محبوب عالم نام سے جو عزلت گزین اور بڑے عابد اور پارسا اور نقشبندی طریق کے صوفی تھے مرزا صاحب کو دلی محبت تھی۔

چونکہ جس بیٹھک میں مرزا صاحب مع حکیم منصب علی کے جو اس زمانہ میں وثیقہ نویس تھے رہتے تھے اور وہ سر بازار تھی اور اس دکان کے بہت قریب تھی جس میں حکیم حسام الدین صاحب مرحوم سامان دوا سازی اور دوا فروشی اور مطب رکھتے تھے۔ اس سبب سے حکیم صاحب اور مرزا صاحب میں تعارف ہو گیا۔ چنانچہ حکیم صاحب نے مرزا صاحب سے قانونچہ اور موجز کا بھی کچھ حصہ پڑھا۔

چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیوں کر ہوتے وہ دنیوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے۔ سچ ہے

ہر کسے را بہرے کارے ساختند

ان دنوں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی قائم ہوئی تھی۔ اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی۔ جس کی تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار تھی۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کی آپ درخواست بھیج دیں چونکہ آپ کی لیاقت عربی زباندانی کے لحاظ سے نہایت کامل ہے آپ ضرور اس عہدہ پر مقرر ہو جائیں گے۔ فرمایا میں مدرسی کو پسند نہیں کرتا کیوں کہ اکثر لوگ پڑھ کر بعد ازاں بہت شرارت کے کام کرتے ہیں اور علم کو ذریعہ

اور آلہ ناجائز کاموں کا بناتے ہیں۔ میں اس آیت کی وعید سے بہت ڈرتا ہوں اُحۡشُرُوا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا وَاَزۡوَاجَھُمۡ (الصافات 23) اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے نیک باطن تھے۔

ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ انبیاء کو احتلام کیوں نہیں ہوتا؟ آپ نے فرمایا کہ چونکہ انبیاء سوتے جاگتے پاکیزہ خیالوں کے سوا کچھ نہیں رکھتے اور ناپاک خیالوں کو دل میں آنے نہیں دیتے اس واسطے ان کو خواب میں بھی احتلام نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ لباس کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ ایک کہتا کہ بہت کھلی اور وسیع موہری کا پاجامہ اچھا ہوتا ہے جیسا ہندوستانی اکثر پہنتے ہیں۔ دوسرے نے کہا تنگ موہری کا پاجامہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ بلحاظ ستر عورت تنگ موہری کا پاجامہ بہت اچھا اور افضل ہے اور اس میں پردہ زیادہ ہے۔ کیوں کہ اس کی تنگ موہری کے باعث زمین سے بھی ستر عورت ہو جاتا ہے۔ سب نے اس کو پسند کیا۔

آخر مرزا صاحب نوکری سے دل برداشتہ ہو کر استعفیٰ دے کر 1868ء میں یہاں سے تشریف لے گئے۔ ایک دفعہ 1877ء میں آپ تشریف لائے اور لالہ بھیم سین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا اور بتقریب دعوت حکیم میر حسام الدین صاحب کے مکان پر تشریف لائے۔

اسی سال سر سید احمد خان صاحب غفرلہ نے قرآن شریف کی تفسیر شروع کی تھی۔ تین رکوع کی تفسیر یہاں میرے پاس آ چکی تھی۔ جب میں اور شیخ اللہ داد صاحب مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے لالہ بھیم سین صاحب کے مکان پر گئے تو اثنائے گفتگو میں سر سید صاحب کا ذکر شروع ہوا۔ اتنے میں تفسیر کا ذکر بھی آ گیا۔ راقم نے کہا کہ تین رکوعوں کی تفسیر آئی جس میں دعا اور نزول وحی کی بحث آ گئی ہے۔ فرمایا ''کل جب آپ آویں تو تفسیر لیتے آنویں۔ جب دوسرے دن وہاں گئے تو تفسیر کے دونوں مقام آپ نے سنے اور سن کر خوش نہ ہوئے اور تفسیر کو پسند نہ کیا۔

اس زمانہ میں مرزا صاحب کی عمر راقم کے قیاس میں تخمیناً 24 سے کم اور 28 سے زیادہ نہ تھی غرض کہ

1864ء میں آپ کی عمر 28 سے متجاوز نہ تھی۔ راقم میر حسن''۔

سید میر حسن صاحب کا دوسرا بیان

''حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حسب عادت زمانہ۔ صاحب حاجات جیسے اہلکاروں کے پاس جاتے ہیں ان کی خدمت میں بھی آجایا کرتے تھے اس عمرا مالک مکان کے بڑے بھائی فضل الدین نام کو جو فی الجملہ محلہ میں موقر تھا آپ بلا کر فرماتے۔ میاں فضل الدین ان لوگوں کو سمجھا دو کہ یہاں نہ آیا کریں نہ اپنا وقت ضائع کیا کریں اور نہ میرے وقت کو برباد کیا کریں۔ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں حاکم نہیں ہوں۔ جتنا کام میرے متعلق ہوتا ہے کچہری میں ہی کر آتا ہوں فضل الدین ان لوگوں کو سمجھا کر نکال دیتے۔ مولوی عبدالکریم صاحب بھی اسی محلہ میں پیدا ہوئے اور جوان ہوئے جو آخر میں مرزا صاحب کے خاص مقرّبین میں شمار کئے گئے۔

اس کے بعد وہ مسجد جامع کے سامنے ایک بیٹھک میں بمعہ منصب علی حکیم کے رہا کرتے تھے۔ وہ (یعنی منصب علی) وثیقہ نویس کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ بیٹھک کے قریب ایک شخص فضل الدین نام بوڑھے دکاندار تھے جو رات کو بھی دکان پر ہی رہا کرتے تھے ان کے اکثر احباب شام کے بعد آتے سب اچھے ہی آدمی ہوتے تھے۔ کبھی کبھی مرزا صاحب بھی تشریف لایا کرتے تھے اور گاہ گاہ نصراللہ نام عیسائی جو ایک مشن سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے آجایا کرتے تھے۔ مرزا صاحب اور ہیڈ ماسٹر کی اکثر بحث مذہبی امور میں ہو جاتی تھی۔ مرزا صاحب کی تقریر سے حاضرین مستفید ہوتے تھے۔

مولوی محبوب عالم صاحب ایک بزرگ نہایت پارسا اور صالح اور مرتاض شخص تھے۔ مرزا

صاحب ان کی خدمت میں بھی جایا کرتے تھے اور لالہ بھیم سین صاحب وکیل کو بھی تاکید فرماتے تھے کہ مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرو۔ چنانچہ وہ بھی مولوی صاحب کی خدمت میں کبھی کبھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب کبھی بیعت اور پیری مریدی کا تذکرہ ہوتا تو مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خود سعی اور محنت کرنی چاہئے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت 70) مولوی محبوب عالم صاحب اس سے کشیدہ ہو جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کے بغیر راہ نہیں ملتی۔

دینیات میں مرزا صاحب کی سبقت اور پیش روی تو عیاں ہے مگر ظاہری جسمانی دوڑ میں بھی آپ کی سبقت اس وقت کے حاضرین پر صاف ثابت ہو چکی تھی۔

اس کا مفصل حال یوں ہے کہ ایک دفعہ کچہری برخواست ہونے کے بعد جب اہلکار گھروں کو واپس ہونے لگے تو اتفاقاً تیز دوڑنے اور مسابقت کا ذکر شروع ہو گیا۔ ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں بہت دوڑ سکتا ہوں۔ آخر ایک شخص بلا سنگھ نام نے کہا کہ میں سب سے دوڑنے میں سبقت لے جاتا ہوں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ میرے ساتھ دوڑو تو ثابت ہو جائے گا کہ کون بہت دوڑتا ہے۔ آخر شیخ اللہ داد صاحب منصف مقرر ہوئے اور یہ امر قرار پایا کہ یہاں سے شروع کر کے اس پل تک جو کچہری کی سڑک اور شہر میں حد فاصل ہے ننگے پاؤں دوڑو۔ جوتیاں ایک آدمی نے اٹھالیں اور پہلے ایک شخص اس پل پر بھیجا گیا تا کہ وہ شہادت دے کہ کون سبقت لے گیا اور پہلے پل پر پہنچا۔ مرزا صاحب اور بلا سنگھ ایک ہی وقت میں دوڑے اور باقی آدمی معمولی رفتار سے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب پل پر پہنچے تو ثابت ہوا کہ حضرت مرزا صاحب سبقت لے گئے اور بلا سنگھ پیچھے رہ گیا۔''

حضرت مسیح موعودؑ کا سیالکوٹ ملازمت سے استعفیٰ دینا

سیالکوٹ کا زمانہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روحانی ٹریننگ کا زمانہ تھا۔ جس میں آپ کے ہاتھوں پادریوں سے معرکہ آرائی کا آغاز ہونا مقدر تھا۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور تقدیر

کے مطابق یہ چار سالہ دور ختم ہونے کو آیا تو 1867ء میں آپ کے والد بزرگوار کے دل میں جدائی کا زخم جو آہستہ آہستہ مندمل ہو گیا تھا یکا یک تازہ ہو گیا اور انہوں نے ایک آدمی بھجوا کر اپنے چہیتے فرزند کو ملازمت سے استعفیٰ دے کر واپس آجانے کی فوری ہدایت دی۔ یہاں کیا دیر تھی چار سال کی طویل مدت میں ایک ایک گھڑی اسی انتظار میں گذر رہی تھی کہ واپسی کا فرمان آئے تو اس دور اسیری کا خاتمہ ہو۔ چنانچہ آپ یہ ارشاد ملتے ہی ملازمت سے مستعفی ہو کر سیالکوٹ سے قادیان کو چل دیئے اور اپنے والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تحریر فرماتے ہیں کہ:

''آخر چوں کہ میرا جدا رہنا میرے والد صاحب پر بہت گراں تھا اس لئے ان کے حکم سے جو عین میری منشاء کے مطابق تھا میں نے استعفیٰ دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ بقول صاحب مثنوی رومی وہ تمام ایام سخت کراہت اور درد کے ساتھ میں نے بسر کئے

من بہر جمعیتے نالاں شدم
جفت خوشحالاں وبد حالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نجست اسرار من

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 94 تا 100 قادیان 2007ء)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے معرکۃ الاراء لیکچر سیالکوٹ میں اپنے قیام سیالکوٹ کے دنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی الہامی پیشگوئی **یاتون من کل فج عمیق** کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''پس اے عزیزو! اگرچہ آپ کو یہ تو خبر نہیں قادیان میں میرے پاس کس قدر لوگ آئے اور کیسی

وضاحت سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی ۔لیکن اسی شہر میں آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا میرے آنے پر میرے دیکھنے کے لئے ہزار ہا مخلوقات اس شہر کی ہی اسٹیشن پر جمع ہو گئی تھی اور صد ہا مردوں اور عورتوں نے اسی شہر میں بیعت کی اور میں وہی شخص ہوں جو براہین احمدیہ کے زمانہ سے تخمیناً سات آٹھ سال پہلے اسی شہر میں قریباً سات برس رہ چکا تھا اور کسی کو مجھ سے تعلق نہ تھا اور نہ کوئی میرے حال سے واقف تھا۔۔وہ کیسا زمانہ تھا اور کیسی گمنامی کے گڑھے میں مرا وجود تھا۔اب میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں ایسے زمانہ میں ایسی عظیم الشان پیشگوئی کرنا ایسے گمنام کا آخرکار یہ عروج ہوگا لاکھوں لوگ اس کے تابع اور مرید ہو جائیں گے اور فوج در فوج لوگ بیعت کریں گے اور باوجود دشمنوں کی سخت مخالفت کے رجوع خلائق میں فرق نہیں آئے گا بلکہ اس قدر لوگوں کی کثرت ہوگی کہ وہ لوگ تھکا دیں کیا یہ انسان کے اختیار میں ہے؟اور کیا ایسی پیشگوئی کوئی مکار کرسکتا ہے۔''

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 242۔243)

غرض سیالکوٹ کا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔

چوہدری مولا بخش صاحبؓ کی بیعت کا ایمان افروز واقعہ

چوہدری مولا بخش صاحبؓ کو 35 سال کی عمر میں 28 ستمبر 1900ء کو امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی توفیق نصیب ہوئی۔آپ خود اپنی بیعت کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ

اصل عبارت: آج مورخہ 28 ستمبر 1900ء کو بحضور جناب مسیح موعود و مہدی موعود امام الزمان حضرت و مولانا و مرشدنا جناب مرزا غلام احمد صاحب المعروف احمد صاحب کی خدمت میں ہو کر پچھلے گناہوں سے توبہ کرکے آئندہ کی لوٹ رکھ کر بیعت کی۔ بروز جمعہ بعمر

35 سال
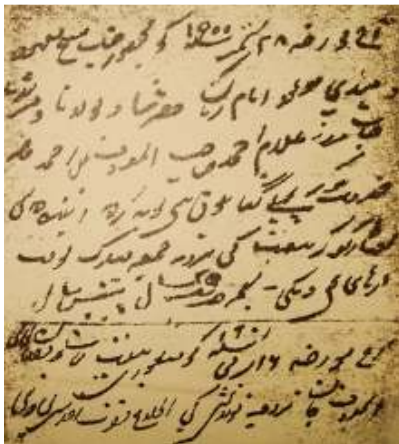
آپ کی بیعت کا اعلان اخبار الحکم 10 اکتوبر 1900ء صفحہ 7 پر بیعت جدید کے تحت درج ہے

''مولا بخش صاحب چونڈا ضلع سیالکوٹ''

مختصر کیفیت بعد از بیعت

جمعہ مورخہ 28 ستمبر 1900ء کا مبارک جمعہ تھا۔ جب کہ میں نے بمقام دارالامان قادیان حاضر ہو کر حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود امام زمان جناب مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام رئیس قادیان کے ہاتھ مبارک میں ہاتھ دے کر شرف بیعت حاصل کیا۔ اُس وقت میری عمر 35 سال کی تھی۔ اپنے آپ میں روحانی قوت کا غلبہ دیکھ کر پھر میں نے اپنی زوجہ ثانی مسمات رمضان بی بی المعروف جان بنت چوہدری نہالا اعلیٰ نمبردار موضع ملا تحصیل ظفروال کو جو کہ نماز روزہ کی سخت پابند تھی۔ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کی بیعت کے لئے کہا۔ اور مورخہ 16 مئی 1901ء کو جب کہ اُس کی عمر قریباً 18 سال کی تھی۔ منظوری بیعت کی خبر بذریعہ کارڈ آئی۔ پھر ہم دونوں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لے کوشش کرنے لگے۔ مجھ کو شروع سال 1901ء میں سلسلہ رؤیا صادقہ کا شروع ہو گیا تھا۔ اور میں اپنی بیوی کو اپنی خوابیں سنایا کرتا تھا۔ اور عموماً خوابوں میں رسول کریم ﷺ (فداہ ابی و امی) کی زیارت ہوا کرتی تھی۔ میری خوابیں سُن کر میری بیوی نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں تہجد کی نمازوں میں سخت گریہ وزاری و عاجزی سے دعائیں مانگنی شروع کیں اور یہ بہت آرزو تھی کہ ایک دفعہ رسول مقبول ﷺ کی زیارت ہو جاوے۔ چنانچہ ایک دن جب کہ موسم گرما تھا۔ نماز عشاء کے بعد چارپائیوں پر لیٹے ہوئے تھے کہ سونے سے پہلے میری بیوی نے دعا کی کہ خدایا مجھ کو بھی میرے شوہر کی طرح کر اور عمدہ عمدہ خوابیں اور رویا صادقہ دکھا۔ قبل از نماز تہجد اُس کو الہام ہوا۔ تیرا درجہ دوسرا ہے اور تیرے خاوند کا تیسرا۔ صبح اُٹھ کر مجھ کو بتلایا کہ یہ بات کسی نے خواب میں کہی ہے۔ میں نے بتلایا کہ اب رؤیا صادقہ شروع ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام اطلاع دی ہے کہ زہد و تقویٰ میں تو ترقی

کرتی کرتی مجھ سے بڑھ جاوے گی۔مبارک ہو۔

(بحوالہ کتاب رویائے صالحہ مرتبہ حضرت مولا بخش صاحبؓ)

آپ کی بیعت میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان کتاب ''براہین احمدیہ'' کا عمل دخل تھا۔ چنانچہ آپ کے بیعت کے حوالہ سے حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ اپنے والد مکرم حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب کی دعوۃ الی اللہ کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ

''والد حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ سابقہ تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ (حال تحصیل وضلع نارووال) کے شفاخانہ میں انچارج ڈاکٹر تھے جن دنوں کا واقعہ بیان کرنے لگا ہوں ان دنوں میری عمر چھ سات برس سے زیادہ نہ تھی۔ تحصیل کے افسران تحصیلدار، نائب تحصیلدار ناظر اور انچارج تھانہ سبھی حضرت والد صاحب کی بہت عزت کرتے اور ان سے حسن عقیدت رکھتے۔ ان کی مستورات کا ہمارے گھر آنا جانا تھا۔خواہ مسلم ہوں یا ہندو یا عیسائی۔ان میں سے ایک ناظر حضرت والد صاحب کے بڑے عقیدت مند تھے۔لیکن ان کا اپنا حال یہ تھا کہ راگ وساز کے شیدائی اور ان کے لوازمات میں کھوئے ہوئے تھے۔ ایک دن ان کے بچوں سے ملنے ان کے ہاں گیا ڈھولکی اور سارنگی کی آواز سن کر باہر کے ایک کمرے میں جھانکا۔ساری مجلس مست ومگن تھی۔لیکن ناظر صاحب کچھ شرمائے۔سیدوں کی بڑی قدر کرتے تھے۔گانا بجانا تو کچھ دیر کیلئے بند ہوگیا اور مجھے اندرون خانہ بھجوا دیا۔ان کی دنیا کی رنگ رلیوں سے شغف میں ان کی ہر خاص وعام میں شہرت تھی۔اب تک ان کی شکل نہیں بھولتی۔ بڑی بڑی مونچھیں اور داڑھی صاف۔ جب میں قادیان آیا تو ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ ایک صاحب سجدہ میں سرنگوں ہیں اور نہ معلوم اپنے مولا سے کس قسم کے راز ونیاز کی کیفیت میں غائب۔ان کے لمبے سجدوں اور طول طویل نماز کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ چہرے

پر داڑھی تھی میں پہچان نہ سکا۔نماز سے فارغ ہونے پر انہوں نے مجھے خود ہی گلے لگایا اور بتایا کہ وہ وہی مولا بخش بھٹی ہیں جو رعیہ میں ناظر تھے اور جس کی شہرت جیسی تھی سب کو معلوم ہے اور مجھے ان سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب غالباً براہین احمدیہ ان کو پڑھنے کیلئے والد صاحب نے انہیں دی اور جب وہ رعیہ سے تبدیل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق بخشی اور یہ وہ مشہور صحابی ہیں جن کی اولاد سے ہمارے نہایت مخلص دوست ڈاکٹر شاہ نواز صاحب ہیں جنہوں نے ملازمت کے بعد اپنے آپ کو خدمت دین اور اشاعت اسلام کیلئے وقف کیا اور اب بطور مبلغ کام کررہے ہیں۔

(بحوالہ سیرت سید ولی اللہ شاہ مصنفہ احمد طاہر مرزا ناشر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان صفحہ 77)

بیعت کے بعد حضرت مولا بخش صاحبؓ کی تقویٰ وطہارت میں ترقی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں آپ پر ایمان لانے والوں میں ایک عجیب نمایاں تبدیلی نظر آتی ہے۔ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ دنیا میں ڈوبا ہوا ایک انسان بیعت کے بعد چمکتا دمکتا کندن بن کرنکلا۔ چوہدری مولا بخش صاحبؓ کی بھی بیعت سے قبل کی روحانیت سے دور تھی۔ لیکن بیعت کے بعد آپ نے اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کی جو نمایاں طور پر ہر ایک کو نظر آنے لگی۔ چنانچہ اس بارے میں مکرم خان بہادر چوہدری محمد الدین صاحب ریونیو منسٹر جودھپور اپنے ایک مضمون ''میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیوں سچا مانا۔؟'' میں حضرت مولا بخش صاحبؓ کی بیعت کے بعد نمایاں تبدیلی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ

'' ہمارے ایک دوست چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی مرحوم (ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب کے والد) تھے۔ ابتداً یہ بہت فیشن پرست اور شاہ خرچ تھے ان کو مذہب سے دُور کا واسطہ نہیں تھا لیکن احمدی ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ ان میں ایک نمایاں روحانی تبدیلی پیدا ہوگئی۔اسی طرح بے شمار

روحانی مردوں کو مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے زندہ ہوتے دیکھا ہے۔''

(بحوالہ اخبار فاروق قادیان 14 ستمبر 1940ء صفحہ 11)

حضرت مسیح موعودؑ کے سفر جہلم کے موقعہ پر حضرت مولا بخش صاحبؓ کی خدمت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کرم دین ساکن بھیں نے مقدمہ کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1903ء کے شروع میں جہلم تشریف لے جانا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کے کام نہاں در نہاں ہوتے ہیں۔ بظاہر تو مقدمہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہلم تشریف لے گئے تھے لیکن آپ کی آمد کا سُن کر ارد گرد سے سینکڑوں کی تعداد میں زائرین آپ کے دیدار کے لئے تشریف لائے اور اُن میں سے بہتوں نے اس موقعہ پر بیعت کی۔ اور احمدیت میں شامل ہوئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام 16 جنوری 1903ء کو دوپہر 2 بجے جہلم ریلوے اسٹیشن تشریف لائے۔ لوگوں کا اس کثرت سے اژدہام تھا کہ جہلم ریلوے اسٹیشن میں لوگوں کو قابو کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس موقعہ پر حضرت مولا بخش صاحبؓ کو سکیورٹی کے تحت خدمت سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے لوگوں کے اژدہام کو کنٹرول کیا تا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بخیریت اسٹیشن سے اپنی رہائش گاہ تک تشریف لے جائیں۔ اس بارے میں تفصیل سے حضرت میاں عبدالرزاق صاحبؓ سیالکوٹی نے اپنی روایات میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

''جب حضرت صاحب گاڑی سے اترنے لگے تو ایک گلی باہر تک پولس کی مدد سے احمدی دوستوں نے بنا دی۔ اس گلی میں سب سے پہلے چوہدری مولا بخش صاحب جو سیالکوٹ کے مشہور احمدی تھے گذرے اور گاڑی تک گئے۔ ان کے بعد حضرت صاحب تشریف لے گئے اور ساتھ ہی مولوی عبد الطیف صاحب شہید کابل اور مولوی محمد احسن صاحب بھی تھے۔ اور بند گاڑی میں بیٹھ گئے۔''

(بحوالہ رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 11 صفحہ 158-159)

مینارۃ المسیح کی تعمیر میں حضرت مولا بخش صاحبؓ کو یادگار خدمت کی سعادت

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کہ مہدی دمشق کے مشرقی جانب نازل ہوگا، کے مطابق قادیان دار الامان میں 13 مارچ 1903ء کو مینارہ المسیح کی بنیاد رکھی۔ اس کے اخراجات کا اندازہ کر کے مخلصین کو چندہ کی تحریک کی گئی۔ احباب کے ذمہ سوسو روپیہ کی رقم لگائی گئی۔ اس موقعہ پر حضرت منشی شادی خاں صاحب نے اپنے گھر کا تمام اسباب بیچ کر سو روپے جمع کرائے اور صدیقی اخلاص کا نمونہ دکھایا۔ حضرت مصلح موعودؓ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں

> ''منشی شادی خان صاحب پر بھی سو روپیہ غالباً لگا تھا۔ انہوں نے اپنے گھر کا تمام سامان بیچ کر تین سو پیش کر دیا۔ اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ شادی خاں صاحب سیالکوٹی نے بھی وہی نمونہ دکھایا ہے جو حضرت ابو بکرؓ نے دکھایا تھا سوائے خدا کے اپنے گھر میں کچھ نہیں چھوڑا۔ جب میاں شادی خاں نے یہ سنا تو جو چار پائیاں موجود تھیں ان کو بھی فروخت کر ڈالا اور اُن کی رقم بھی حضرت کے حضور پیش کر دی۔''

(بحوالہ الفضل 20 جولائی 1949ء صفحہ 6)

حضرت مولا بخش صاحبؓ کو مینارۃ المسیح کی اس مالی تحریک میں شمولیت کا موقع نصیب ہوا بلکہ آپ نے ایک خاص تکونے پتھر پر ''مینارۃ المسیح'' کندہ کروایا جس کے نیچے آپ کا نام بھی درج تھا، اور وہ پتھر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا کہ اسے مینارۃ المسیح کے سامنے کی جانب لگایا جائے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولا بخش صاحبؓ کی اس درخواست کو قبول فرمایا۔

اس بارے میں سلسلہ کے جید عالم حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ اپنی سوانح ''حیات قدسی'' میں بعنوان

مینارۃ المسیح کا سنگ بنیاد

تحریر کرتے ہیں کہ

''یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے کہ جب حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد اقصیٰ کے مینارۃ المسیح کی بنیاد رکھنے لگے اور چوہدری مولا بخش صاحب ؓ (والد ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب ساکن چونڈہ ضلع سیالکوٹ) نے مینارۃ المسیح کے عنوان کا کتبہ تیار کروا کر حضور کی خدمت میں پیش کیا اور درخواست کی کہ اس کتبہ کو مینارۃ المسیح کی پیشانی پر سامنے کی طرف لگا کر انہیں ثواب کا موقع دیا جائے تو سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کی اس درخواست کو شرف قبولت بخشا۔ اس موقع پر جب حضرت اقدس علیہ السلام نے صحابہ کی معیت میں مسجد اقصیٰ میں لمبی دعا فرمائی تو اس عبد حقیر کو بھی بفضل تعالیٰ حضور اقدس کی معیت میں دعا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان ایام میں خاکسار قادیان میں ہی حضور اقدس کے قدموں میں حاضر تھا۔

(بحوالہ حیات قدسی صفحہ نمبر 173 مطبوعہ قادیان۔)

مینارۃ المسیح کی تصویر اور اُس یادگاری پتھر کی تصویر آئندہ تصاویر میں شامل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سفر سیالکوٹ

اور چوہدری مولا بخش صاحب ؓ کی اس میں شرکت (27 اکتوبر تا 3 نومبر 1904ء)

اگست 1904ء میں جب حضور علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے تو سیالکوٹ کی جماعت نے حضور کی خدمت میں سیالکوٹ آنے کی درخواست پیش کی جو حضور نے منظور فرمائی تھی چنانچہ 27 اکتوبر کی صبح کو 4 بجے آپ قادیان سے روانہ ہوئے۔ اہل و عیال بھی ساتھ تھے۔ بٹالہ اسٹیشن

سے ایک ڈبا سیکنڈ کلاس کا اور ایک ڈبا انٹر کلاس کا ریزرو کروایا گیا۔ امرتسر پہنچنے پر وہاں کی جماعت نے بڑے اخلاص کے ساتھ حضور کی خدمت میں کھانا پیش کیا جو حضور نے قبول فرمالیا۔ جب گاڑی لاہور پہنچی تو اس قدر پبلک اسٹیشن پر جمع ہوگئی کہ ریلوے حکام اور پولیس کو انتظام کرنا مشکل ہوگیا۔ وزیر آباد کے اسٹیشن پر بھی لوگوں کا اتنا اژدہام تھا۔ ریلوے ملازمین کو آپ کا ریزروڈبّا کاٹ کر سیالکوٹ کی گاڑی کے ساتھ لگانے میں دقت پیش آئی۔ وزیر آباد کے احباب نے بھی حضور اور حضور کے ساتھیوں کی تواضع سوڈا اور لیمونیڈ سے کی۔ اگرچہ گاڑی مغرب کے بعد سیالکوٹ اسٹیشن پر پہنچی تاہم مشتاقانِ زیارت کا یہ حال تھا اسٹیشن پر تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ جب حضور مع احباب اپنی قیام گاہ پر جانے کیلئے گاڑیوں میں سوار ہوگئے تو باہر جہاں تک نظر پڑتی تھی انسان ہی انسان نظر آتے تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ آپ کی گاڑی کے ساتھ بھاگے جا رہے تھے۔ آغا محمد باقر خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ انتظام کرنے کیلئے حضور کی گاڑی کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ راستہ میں روشنی کیلئے یہ انتظام کیا گیا تھا حضور کی سواری کے آگے آگے مہتابیاں چھوڑی جارہی تھیں۔ حضور کا قیام حضرت حکیم حسام الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ایوان میں کیا گیا تھا۔ حضرت اقدس کی سیالکوٹ تشریف آوری جماعت کی طرف سے مطبوعہ خیر مقدم بھی تقسیم کیا گیا تھا جس پر مندرجہ ذیل دو شعر تھے

اے آمدنت باعثِ آبادئ ما
ذکر تو بود زمزمہ شادئ ما
سایہ گستر باد یا رب بردلِ شیدائے ما
حصرما، مہدئ ما، عیسیٰ ما، مرزائے ما

احباب سیالکوٹ کی مہمانداری

چونکہ حضرت حکیم صاحب کا مکان سارے احباب کی مہمانداری کیلئے ناکافی تھا اس لئے اردگرد

کے کئی احباب نے کچھ ایسے انداز سے مہمانوں کو ٹھہرانے کیلئے مکان خالی کر دیئے تھے کہ وہ سارا محلّہ جہاں یہ مہمان فروکش تھے ایک ہی مکان کا حکم رکھتا تھا۔ ہر کمرے میں پانی اور روشنی کا معقول انتظام تھا۔ جماعت کی طرف سے شہر میں عطاروں کی دو کانیں مفت دوا حاصل کرنے کیلئے مخصوص کر دی گئی تھیں۔ کھانا کھلانے کا یہ انتظام تھا قادیان کے بزرگوں کو تو کھانا ان کی جائے قیام پر پہنچا دیا جاتا تھا مگر باقی احباب جو سیالکوٹ گوجرانوالہ، لاہور اور جہلم و گجرات وغیرہ کئی اضلاع سے تشریف لائے ہوئے تھے انھیں ایک وسیع صحن میں ایک ہی جگہ بٹھا کر کھانا کھلایا جاتا تھا۔

نمازِ جمعہ کے بعد حضرت اقدس کی تقریر

دوسرے روز 28 اکتوبر کو جمعہ تھا۔ جمعہ کی نماز حضرت حکیم حسام الدین صاحبؓ والی مسجد میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جس میں سورۃ جمعہ کی تفسیر بیان کی گئی۔ نماز کے بعد کافی دوستوں نے بیعت کی، بیعت کرنے والوں کی تعداد چونکہ بہت زیادہ تھی اس لئے بارہ پگڑیاں مختلف سمتوں میں پھیلا دی گئیں جنہیں پکڑ کر بیعت کا عہد دوہرایا گیا۔ بیعت کے بعد حضور نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں حقیقت بیعت پر روشنی ڈالی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تلقین فرمائی۔ یہ تقریر سلسلہ کے اخبارات میں چھپی ہوئی موجود ہے۔ بعد نمازِ جمعہ دیر تک لوگوں میں بیٹھنے کی وجہ سے حضور کی طبیعت مضمحل ہوگئی اس لئے اگلے روز یعنی 29 اور 30 اکتوبر کو حضور باہر تشریف نہ لا سکے۔ حضور نے واپسی کا ارادہ ظاہر فرمایا کیونکہ توقع سے بہت زیادہ مہمان جمع ہو گئے تھے اور حضور کو ڈر تھا کہیں جماعت سیالکوٹ کے لئے مہمانوں کا انتظام کرنا مشکل نہ ہو جائے۔ جب حضرت حکیم صاحبؓ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ذخائر خورونوش کا ذکر کر کے حضور سے اس ارادہ کے التوا کی درخواست کی۔ حضور کو محترم حکیم صاحب کی خاطر بہت عزیز تھی کیونکہ سیالکوٹ میں ملازمت کے ایاّم سے ہی ان کے ساتھ تعلقات چلے آتے تھے اس لئے حضور نے اپنے ارادہ واپسی کو ملتوی فرما دیا۔

پبلک لیکچر کی تجویز

فیصلہ ہوا سیالکوٹ میں ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے 2 نومبر 1904ء کی تاریخ مقرر کر کے بذریعہ اشتہارات عام اعلان کر دیا گیا اور حضور مضمون کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ اس لئے 31 اکتوبر 1904ء کو حضور باہر تشریف نہ لا سکے۔ مشتاقانِ دید کی یہ حالت تھی ان کی تعداد بڑھتی ہی چلی جاتی تھی ، یہ حالت دیکھ کر حضور سے درخواست کی گئی حضور کچھ دیر دریچے میں رونق افروز ہو جائیں تا لوگ گلی سے شرف دیدار حاصل کر سکیں ۔حضور دریچے میں تشریف تو لے آئے مگر اس خیال سے ہزارہا مخلوق جو جمع ہے کہیں کوئی بوڑھا یا بچہ یا کمزور ہجوم کے ریلے میں آ کر کچلا نہ جائے، ایک منٹ کھڑے ہو کر واپس تشریف لے گئے۔

آپ کے قلم میں اس قدر روانی تھی بعض اوقات سینکڑوں صفحات کی کتاب چند دن میں لکھ لیتے تھے۔ سیالکوٹ کا لیکچر جو ایک معرکۃ الآراء لیکچر ہے اسے حضور نے 31/ اکتوبر کو بعد دوپہر لکھنا شروع فرمایا اور یکم نومبر کو زیورِ طبع سے بھی آراستہ ہو گیا۔ لیکچر کا موضوع تھا ''اسلام'' یہ لیکچر 2 نومبر 1904ء کی صبح سات بجے مہاراجہ جموں کی سرائے میں پڑھا جانے والا تھا۔ جلسہ گاہ مہاراجہ جموں کی سرائے کا صحن تھا اس میں دریوں اور شامیانوں کا وسیع انتظام کیا گیا تھا۔

چونکہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے تشریف لا کر شہر میں دو پبلک لیکچر دے چکے تھے اور اشتہارات بھی کافی تعداد میں تقسیم ہو چکے تھے اس لئے مخالف علماء صاحبان نے حسب سابق اپنی پرانی عادت کے مطابق اس روز لوگوں کو جلسہ گاہ میں جانے سے روکنے کے لئے یہ انتظام کیا صبح ساڑھے چھ بجے ہی شہر کے مختلف مقامات پر امتناعی تقریریں شروع کر دیں ۔باوجود اس کے حضرت اقدس کا لیکچر سننے کیلئے لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا ان کو بٹھانے کا انتظام دشوار ہو گیا۔

لیکچر گاہ کو روانگی

حضرت اقدس ایک جلوس کی شکل میں لیکچر گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔قریباً پندرہ سولہ گاڑیاں ساتھ تھیں ۔حضرت اقدس کے ساتھ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت کی گاڑی کے ساتھ ساتھ انتظام کرنے کے لئے سردار محمد یوسف خاں صاحب سٹی مجسٹریٹ چل رہے تھے۔جلوس کے دورویہ مخلوق کا اس قدر انبوہ تھا بڑی مشکل سے گاڑیوں کے چلنے کے لئے رستہ بنایا جاتا تھا۔راستہ میں مخالف مولوی صاحبان کے اڈے بھی دکھائی دیتے تھے۔مولوی لوگ گلا پھاڑ پھاڑ کر مخلوقِ خدا کو جلسہ گاہ میں جانے سے روک رہے تھے۔مگراس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جن لوگوں کو جلسہ گاہ کا پہلے علم تھا وہ تو اس کی طرف جا ہی رہے تھے،جن کو علم نہیں تھا انہیں بھی مولویوں کی تقریروں سے علم ہو گیا اور وہ دیوانہ وار جلسہ گاہ کی طرف دوڑ پڑے۔عدو سود سببِ خیر گر خدا خواہد۔

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کی صدارتی تقریر

جب حضور لیکچر گاہ میں پہنچے تو دیکھا کہ ہر مذہب و ملت کے ہزارہا لوگ جمع ہیں۔شہر کے معززین کی یہ رائے تھی آج تک سیالکوٹ کی سرزمین میں کسی شخص کے لیکچر میں اتنا بڑا ہجوم نظر نہیں آیا۔اسٹیج پر حضرت اقدس کے ساتھ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ اور دیگر بزرگان تشریف فرما تھے، شہر کے بعض معززین بھی وہاں ہی بیٹھے تھے۔میاں فضل حسین صاحب بیرسٹر کی تحریک اور حاضرین کی تائید سے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ جلسہ کے صدر قرار پائے۔آپؓ نے ایک برجستہ مگر مختصر تقریر فرمائی اور پھر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ حضرت اقدس کا لیکچر سنائیں۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے پہلے سورہ صف کے آخری رکوع کی نہایت خوش الحانی سے بآواز بلند تلاوت کی اور پھر نہایت دلآویز اور دلنشین انداز سے حضرت اقدس کا لیکچر سنانا

شروع کیا۔اس وقت کے منظر کا نقشہ کھینچنا ناممکن ہے۔لوگ ہمہ تن محویت کے ساتھ حضرت اقدس کا لیکچر سن رہے تھے اور بکثرت لوگ دھوپ میں بھی کھڑے تھے۔اس لیکچر کی خاص بات یہ تھی آپ نے اپنے دعاوی بیان کرتے ہوئے پہلی دفعہ پبلک میں اپنے آپ کو مثیل کرشن کی حیثیت میں پیش فرمایا۔

لیکچر ختم ہوجانے کے بعد جب حضور ایک بند گاڑی میں مع خدام جائے قیام کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں مخالف لوگوں نے آپ کی گاڑی پر خشت باری شروع کردی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے حضور بحفاظت جائے قیام پر پہنچ گئے۔مخالفین کی ان شرارتوں کو دیکھ کر ایک یورپین انسپکٹر پولیس نے جو اس وقت ڈیوٹی پر تھے ان مولویوں کو مخاطب کر کے کہا:

''ہم کو تعجب ہے تم لوگ اس شخص کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔مخالفت تو ہم (یعنی عیسائیوں) کو یا ہندوؤں کو کرنی چاہئے تھی جن کے مذہب کی وہ تردید کر رہا ہے۔اسلام کو تو وہ سچا اور حقیقی مذہب ثابت کر رہا ہے۔ستیاناس تو ہمارے مذہب کا کر رہا ہے اور تم یونہی مخالفت کر رہے ہو۔''

3 نومبر 1904ء کو حضور کی واپسی کا پروگرام تھا اس لئے 2 نومبر کو یعنی لیکچر والے دن بکثرت لوگوں نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔

3 نومبر 1904ء کے روز آپ کو واپس قادیان کے لئے روانہ ہونا تھا۔حضور جس مکان پر قیام فرما تھے اس کے باہر حسب معمول صبح سے ہی لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے ۔ حضرت اقدسؑ نے احتیاطاً اپنی روانگی سے کافی وقت پہلے مستورات کو حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسٹیشن پر بھیج دیا تھا۔جماعت سیالکوٹ نے صبح دس بجے سے قبل ہی مہمانوں کو کھانا کھلا دیا تھا۔12 بجے کے قریب حضرت اقدس مکان سے اترے خلقت بکثرت جمع تھی باوجود اس کے پولیس بڑی تندہی سے انتظام کر رہی تھی مگر بعض اوقات وہ بھی بے بس ہو جاتی تھی ۔حضرت اقدسؑ کی گاڑی کے لئے بمشکل راستہ بنایا گیا۔جب حضور اسٹیشن پر پہنچے تو وہاں بھی تل دھرنے کو جگہ نہ تھی ۔حضور کے لئے سیکنڈ کلاس

کا ایک ڈبہ پہلے سے ریز رو کروایا گیا تھا۔حضوراس میں مع اہل بیت سوار ہو گئے اور جب گاڑی روانہ ہوئی تو السلام علیکم اور خدا حافظ کے نعروں سے پلیٹ فارم گونج اٹھا۔

اسی اسٹیشن کا واقعہ ہے جب گاڑی پلیٹ فارم سے نکل گئی تو کچھ مخالف لوگ اسٹیشن سے ایک طرف بالکل برہنہ ہو گئے تھے مگر ہم اس موقعہ پر اس کی تفصیل مناسب نہیں سمجھتے مگر یہ ایسی غیر اسلامی بلکہ خلافِ انسانیت حرکت تھی جس پر سلسلہ احمدیہ کا اشدترین مخالف اخبار اہلحدیث بھی ماتم کرنے سے نہ رہ سکا۔

جب گاڑی وزیر آباد پہنچی تو پلیٹ فارم سے بھی بڑھ کر ہجوم پایا گیا۔حضرت حافظ مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی رضی اللہ عنہ نے پہلے کی طرح پھر اپنے بھائیوں کی لیمونیڈ اور سوڈا سے تواضع کی۔اس موقعہ پر ڈسکہ کے عیسائی پادری اسکاٹ صاحب نے بھی حضور سے ملاقات کی،ان کے ساتھ عبدالحق صاحب نومسلم بھی تھے جو عیسائی سے مسلمان ہوئے تھے۔پادری صاحب نے آتے ہی حضرت صاحب سے یوں کلام شروع کیا آپ نے ہمارا ایک لڑکا (عبدالحق) لے لیا۔پھر حضور کے ساتھ کچھ مذہبی گفتگو کرنے کی کوشش کی مگر حضرت اقدس کے مقابلہ میں بھلا کیسے ٹھہر سکتے تھے دو چار مرتبہ سوال وجواب کے بعد ہی رخصت ہو گئے۔

وزیر آباد اسٹیشن پر گاڑی میں بھی بہت سے آدمیوں نے بیعت کی۔واپسی پر لاہور میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے حضور اور حضور کے ہمراہیوں کی خدمت میں شام کا کھانا پیش کیا۔رات حضور نے بٹالہ میں گزاری۔صبح چائے اور کھانا جماعت بٹالہ نے پیش کیا آخر 12 بجے دوپہر کے قریب حضور مع اہل بیت وخدام قادیان پہنچ گئے۔فالحمد للہ علی ذلك۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سیالکوٹ آنے پر لوگوں کا ایک جم غفیر حضور کی زیارت کے لئے امڈ آیا۔قادیان سے روانہ ہونے کے بعد ہر سٹیشن پر ایک کثیر تعداد مشتاقانِ زیارت کی موجود تھی اور بٹالہ سے چل کر سیالکوٹ تک کا نظارہ قابل دید تھا۔سیالکوٹ میں تو جہاں تک نگاہ جاتی

تھی ہرطرف آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے۔حضور کے سیالکوٹ میں رونق افروز ہونے اورلوگوں کا آپ کی طرف پروانوں کی طرح کھنچے چلے آنے کا نظارہ ایسا حسین اورایمان افروز تھاہمارا تصور بھی اس تصویر کو صحیح طرح نہیں کھینچ سکتا۔لیکن صحابہ کرام کی رُوح پرورروایات سے اس بات کا بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے امام کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نواز کر حضورؑ کی صداقت کی گواہی دی۔

حضرت چوہدری مولا بخش احمدی بھٹیؓ کے تاثرات

حضرت مولا بخش صاحب بھٹیؓ کو اس عظیم الشان سفر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک قربت وسعادت نصیب ہوئی۔حضورؑ کے مبارک لیکچر ''لیکچر سیالکوٹ'' کو سننے کا موقع ملا۔آپ اس سفر سیالکوٹ کے بارے میں جو تاثرات بیان کئے اُسے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ازراہ شفقت لیکچر سیالکوٹ کی شروعات میں صفحہ نمبر 2 میں شائع کیا ہے۔اپنے اس مبارک سفر کے تاثرات کو بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ

آمدِ مہدیؑ معہودؑ مبارک ہووے
مقدمِ عیسیٰ موعودؑ مبارک ہووے
آج سلکوٹ ہوا غیرتِ فردوس و ارم
شرف افزائی مسعود مبارک ہووے
آ گیا آج وہ دنیا میں امامِ اعظم
حکمِ عادل و محمود مبارک ہووے
بطفیل اُس کے ہمیں بخش تو مولائے کریم!
فضل ورحمت تیری اورجود مبارک ہووے

''سیالکوٹ کی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسا ممتاز بنایا ہوا ہے کہ اُس میں خدا کے پاک

سلسلہ کے حامی اخلاص اور محبت سے بھرے ہوئے دل رکھنے والے کثرت سے موجود ہیں۔ جب حضور مسیح موعودؑ لاہور کے سفر سے فارغ ہو کر واپس تشریف لے گئے تو جماعت سیالکوٹ کے نہایت اخلاص اور اصرار سے درخواست کرنے پر حضور جو مجسم کرم اور رحمت ہیں بتاریخ 27 ماہ اکتوبر 1904ء اپنے عیال اور اصحاب کو ہمراہ لے کر بذریعہ ریل لاہور کی راہ سے سیالکوٹ تشریف لائے۔ راستے میں تمام اسٹیشنوں پر مقامی جماعتوں کے لوگ بڑے شوق سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتے رہے اور شام کے ساڑھے چھ 6 بجے سیالکوٹ کے ریلوے سٹیشن پر پہنچے۔ مخالف مولوی پہلے سے مولانا مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے وعظ پر برانگیختہ ہو کر عام لوگوں کو ورغلانے میں مصروف تھے اور وعظوں میں کہتے تھے کہ جو شخص مرزا صاحب کو دیکھنے بھی جائے گا اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا اور وہ مرتد ہو جائے گا مگر خدا کب اُن کی ایسی مخالفتوں کی کچھ پیش جانے دیتا ہے۔ لوگوں میں خود بخود ایسی تحریک تھی اور دیکھنے کے لئے اتنا شوق تھا کہ پہلے سے ہزاروں آدمی اسٹیشن اور پلیٹ فارم اور سڑک اور بازاروں میں جمع ہو گئے اور حضور کی تشریف آوری پر ایک عظیم الشان میلہ لگ گیا اور ہفتہ بھر سیالکوٹ میں دین کا وہ جوش اور شوکت رہی کہ آج تک اُس کی نظیر نظر نہیں آئی۔

جماعت سیالکوٹ نے مہمان نوازی کے لئے جو اہتمام اور انتظام کیا وہ ہر نوع سے قابل تحسین اور آفرین ہے۔ فی الواقعہ سیالکوٹ کی جماعت کے لئے یہ بڑا مبارک موقعہ ہے کہ اُن میں بیٹھ کر خدا کے مسیح نے یہ لیکچر لکھا اور پڑھایا۔ اے اُس شہر کے رہنے والو جس کو خدا کا مامور اپنے مولد کے برابر پیارا سمجھتا ہے تم کو مبارک ہو کہ خدا کا مسیح تم میں آیا اور اس عظیم الشان جلسہ کی عزت تمہیں حاصل ہوئی۔ اے زمین تیرے لئے مبارکی ہو اور خوش ہو اور شادمانی کے گیت گا کہ تجھ میں مہدی آیا۔

اے خدا کے مسیح ہے کرشن رودر گوپال تیری جگ میں مہما ہو۔ تیرے قدموں کی برکت سے لوگ

ہدایت کا نور پائیں اور ضلالت کے گڑھے سے نکلیں۔آمین

خاکسار مولا بخش احمدی بھٹی ساکن چونڈہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ

حال نائب محافظ دفتر ضلع سیالکوٹ

(بحوالہ لیکچر سیالکوٹ اندرون صفحہ 2 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 202)

حضرت چودھری سر ظفر اللہ خان صاحبؓ

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ تشریف آوری اس شہر کے لیے تا ابد باعث فخر و امتیاز رہے گی۔حضور کا ورود عین مغرب کے بعد ہوا۔سٹیشن پر خلقت کا اس قدر ہجوم تھا پلیٹ فارم پر اس ہجوم کو کسی انتظام کے ماتحت لانا مشکل ہوجاتا اس لیے یہ انتظام کیا گیا تھا جس گاڑی میں حضور اور حضور کے اہل خانہ اور رفقاء سفر کر رہے تھے اسے کاٹ کر مال گودام کے پلیٹ فارم پر پہنچا دیا گیا۔ مال گودام کا وسیع احاطہ کھچا کھچ خلقت سے بھرا ہوا تھا اور اس کے باہر سڑک پر بھی خلقت جمع تھی۔سٹیشن پر اور ان بازاروں میں جہاں سے حضور کی سواری گزرنی تھی پولیس کا خاطر خواہ انتظام تھا۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس اور اکثر حکام ضلع اور آنریری مجسٹریٹ انتظام نگرانی کے لیے موجود تھے، بازاروں میں اور مکانوں کی کھڑکیوں اور چھتوں پر کثرت سے لوگ موجود تھے اکثر ان میں سے زائر یا تماشہ بین تھے بعض مخالف بھی تھے۔مخالف علماء اور سجادہ نشینوں نے ہر چند لوگوں کو روکنے کی کوشش کی تھی حضور کے استقبال یا زیارت کے لیے نہ جائیں لیکن یہ مخالفت خود اس ہجوم کے بڑھانے میں ممد ہوگئی۔''(اصحاب احمد جلد 11 صفحہ 30۔31)

حضرت حافظ محمد حیات صاحبؓ پنشنر (انسپکٹر پولیس حافظ آباد)

(وفات اپریل 1939ء)

سال 1904 میں جب حضور سیالکوٹ میں تشریف لائے ہیں ، میں شہر سیالکوٹ میں تعینات

تھا،ایک دن پہلے شہر سیالکوٹ میں عام منادی کی گئی جوکوئی مسلمان مرزا صاحب کو دیکھنے سٹیشن پر جائے گا یا ان کے لیکچر میں جاوے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور عورت حرام ہوجائے گی چنانچہ حضرت اقدس کی تشریف آوری پر جب گاڑی محلّہ میانیہ پورسے گزر رہی تھی لوگوں نے گاڑیوں کو اینٹیں مارنی شروع کردیں کئی شیشے ٹوٹ گئے اور کئی آدمی گاڑی کے ساتھ لپٹ گئے میرے خیال میں آج کل کے مقابلہ میں مردم شماری ان ایام میں کم تھی لیکن پھر بھی لالہ ٹوڈرمل صاحب مالک ''سیالکوٹ میر'' نے اپنے اخبار میں لکھا کہ مرزا صاحب کے استقبال کے لئے 35000 مجمع ریلوے سٹیشن پر موجود تھا جو مسلمان تھے اور دوسری اقوام کی تعداد بہت کم تھی اور بعضوں نے یہ لکھا اب مسلمانوں کے نکاح ٹوٹ گئے ہیں عورتوں کو دوسرے خاوند تلاش کرنے چاہئیں ۔شاہانہ سواری کے ساتھ حضور مع خدام وحضرت اماں جان وصاحبزادگان والاتبار کے مقام فرودگاہ مکان حکیم حسام الدین صاحب تشریف فرما ہوئے۔'' (الحکم 7 جولائی 1938ء صفحہ 3)

حضرت محمد قاسم احمدی ولد عطردین سکنہ امرتسر (بیعت 1904ء)

اکتوبر 1904ء کو حضور سیالکوٹ تشریف لے جانے کے لئے امرتسر سٹیشن پر پہنچے تو بندہ بغرض زیارت آیا لوگ کھڑے حضور کی زیارت کررہے تھے بندہ بھی زیارت کر کے کھڑا رہا۔اسی اثناء میں ایک ہندو عورت آئی اور کہا یہاں کیا ہے لوگوں نے کہا اوتار آئے ہوئے ہیں اس نے کہا مجھے درشن کرادو۔لوگوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔حضور نے اجازت دے دی اس عورت نے ہاتھ جوڑ کر......سر جھکایا مجھے کسی نے کہا تم بھی بیعت کرلو چنانچہ میں نے اسی وقت بیعت کرلی حضور نے دعا فرمائی۔'' (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 5 صفحہ 44)

حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی ؓ (بیعت 1892ء)

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''منشی عبدالعزیز اوجلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا جب حضرت مسیح موعود سیالکوٹ تشریف لے جارہے تھے تو راستہ میں خاکسار کو ملنے کا موقع نہ ملا کیونکہ خاکسار گورداسپور سے جارہا تھا اور حضور قادیان سے روانہ ہو کر بٹالہ سے گاڑی پر سوار ہوئے تھے۔ میں نے لاہور پہنچ کر مولوی محمد علی صاحب سے ذکر کیا مجھے بٹالہ سے لاہور تک حضرت کو بوجہ ہجوم خلقت کے ملنے کا موقعہ نصیب نہیں ہوا لیکن سیالکوٹ سے دو سٹیشن ورے مجھے ہجوم کم نظر آیا چنانچہ میں اپنے کمرے سے بھاگتا ہوا حضرت کے کمرہ کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا میاں عبدالعزیز آپ بھی پہنچ گئے۔ سیالکوٹ پہنچ کر حضور نے میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے مکان پر قیام فرمایا۔ اور منتظمین کو بلا کر فرمایا منشی اروڑا خان صاحب اور میاں عبدالعزیز کو رہائش کے لئے ایک الگ جگہ دو اور ان کا اچھی طرح سے خیال رکھنا ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے حضور ادنیٰ سے ادنیٰ خدام کا بھی کتنا خیال رکھتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوئم صفحہ 88)

حضرت میرزا احسن بیگ صاحبؓ ریاست کوٹہ (راجپوتانہ)

ایک دفعہ جبکہ حضور علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے جارہے تھے۔ سیکنڈ کلاس کے دو کمپارٹمنٹ ریزرو تھے۔ لاہور کے سٹیشن سے میں بھی ساتھ ہولیا۔ سٹیشن پر خلقت کا اژدھام تھا۔ پلیٹ فارم پر لوگ اندر آنے کی کوشش کر رہے تھے۔ پولیس روک رہی تھی۔ میں گاڑی کے دُوسرے کمرے میں تھا۔ جہاں میرے پاس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک انسپکٹر پولیس نے ایک چابک رحمت اللہ صاحب مرحوم کے پیٹ پر بے تحاشا مارا جو بے تابانہ حضور علیہ السلام کے پاس اندر زیارت کے لئے آنا چاہتے تھے۔ مجھ کو بڑا رنج ہوا میں نے اس یوروپین انسپکٹر کو جس کا نام بی ٹی تھا بہت بُرا بھلا کہا کیونکہ میرا اس سے دوستانہ تھا اور لاہور میں اس کی کوٹھی ہماری کوٹھی کے نزدیک تھی۔ راستہ میں تقریباً تمام سٹیشنوں پر خلقت کا ہجوم ہوتا تھا جو حضور علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہتا تھا۔ جب گاڑی سیالکوٹ پہنچی تو سورج ڈوب چکا تھا سٹیشن پر خلقت کا وہ اژدھام تھا دور تک سر ہی سر دکھلائی

دیتے تھے۔اس وقت گیس کی روشنی میں یہ نظارہ بہت بھلا معلوم ہوا۔سب سے پہلے ایک فٹن نما گاڑی (جس میں سامنے کی سیٹ چھوٹی ہوتی تھی) شاید اس کو وکٹوریہ کہتے ہیں (1) حضور علیہ السلام (2) حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ (3) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور (4) مَیں سوار ہوئے۔میری داڑھی منڈھی ہوئی تھی ۔اور چوخانہ زرد دریائی کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔سب کے خلاف میں ہی ایک ایسا وجود تھا جس پر سب کی نظر اٹھتی ۔خود میں شرم کے مارے پانی پانی ہوا جاتا تھا۔لیکن حضور علیہ السلام نے کبھی خیال تک بھی نہ فرمایا۔اور نہ ہی زبان مبارک سے کچھ فرمایا۔حضور انور کا خیال ہوگا حضور کو دیکھ کر خود ہی میری اصلاح ہوجائے گی ۔تمام راستہ جہاں سے گاڑی گزری انسانوں سے اٹا ہوا تھا اور چھتیں ،دروازے ،کھڑکیاں سب مردوں ،عورتوں ،بچوں سے بھری ہوئی تھیں ۔وہ نظارہ مجھے کبھی نہ بھولے گا۔

(الفضل 19 دسمبر 1942ء صفحہ 3)

حضرت بابو فضل الدین صاحب رضی اللہ عنہ (ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ لاہور ہائی کورٹ)

جب حضور 1904ء میں سیالکوٹ تشریف لائے تو......ہمارا گھر چونکہ قریب ہی تھا اس لئے حضور ہمیں حکیم صاحب کے مکان پر چلتے پھرتے نظر آتے تھے وہ لیکچر جو حضور نے سیالکوٹ میں دیا تھا بھی حضور نے اسی مکان پر چلتے چلتے لکھا تھا۔ہم نے دیکھا بعض اوقات حضور لکھتے لکھتے سجدہ میں بھی جا پڑتے تھے مگر اٹھ کر پھر لکھنا شروع کر دیتے تھے۔"

(تاریخ احمدیت لاہور صفحہ 213 مولانا عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ

(بیعت 1897ء۔وفات 16 دسمبر 1963ء)

حضرت اقدس جب 1904ء میں سیالکوٹ میں تشریف لائے اور حضور نے وہاں ایک مضمون لیکچر دینے کے لئے تحریر فرمایا اور لیکچر سے پہلے وہ طبع بھی کرایا گیا اس کا نام "اسلام" حضور نے تجویز

فرمایا۔ جہاں وہ طبع ہورہا تھا میں اور میاں معراج الدین صاحب لاہوری اس مطبع میں گئے اور مطبع والے نے کہا یہ جو ٹائیٹل پیج ہے ''اسلام'' نام کے سوا کچھ اور الفاظ بھی اگر تحریر ہو جاتے تو اچھا تھا کیونکہ۔۔۔اس وقت ہم دونوں نے جواب میں یہی کہا۔ کہ اس جگہ اگر کچھ لکھا جائے تو حضرت مسیح موعود کے کلمات طیبہ سے ہی کچھ تحریر ہونا چاہیے۔اس نے کہا پھر انہی کے کلمات سے کچھ لکھا دیجئے تو اس پر چند شعر لکھے ہوئے ہیں جو ازالہ اوہام کے قصیدہ الہامیہ کے ہیں وہ میاں معراج الدین صاحب اور میری تجویز سے لکھے گئے تھے۔''(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 10 صفحہ 98)

''حضرت اقدس جب میں 1904ء میں سیالکوٹ تشریف لے گئے تو مَیں بھی بعض احباب کے ساتھ وہاں پہنچا۔حضرت اقدس اس وقت میر حسام الدین صاحب کی چھوٹی مسجد کے ملحقہ مکان میں فروکش تھے اور ہجوم کی وجہ سے مسجد کا دروازہ بند کیا ہوا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکان کے اندر تھے اور لوگوں کو کہا گیا۔ کہ حضرت اقدس مکان سے چھت پر تشریف لانے والے ہیں۔ چنانچہ جگہ تھوڑی ہے۔اس لئے لوگ نیچے سے زیارت کرلیں۔ جگہ کی تنگی کی وجہ سے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی تشریف نہیں لائے تھے۔ جو کوچے کے ساتھ کا کمرہ ہے۔اس کی چھت پر انتظام تھا۔اس چھت پر ابھی کوئی چار پانچ آدمی ہی کھڑے انتظار کر رہے تھے۔ مگر کوچے میں لوگ بہت کھڑے تھے۔میں چوہدری عبداللہ خاں بہلول پوری دونوں جامع مسجد احمدیہ والے کوچے سے ہوکر اس چھوٹی مسجد کی طرف زیارت کی خاطر آئے۔ ہمیں پتہ لگا۔ کہ دروازہ بند کیا گیا ہے۔اور اوپر بھی صرف چار پانچ آدمی ہیں۔ ہم نے اس خیال سے اس چھت پر گنجائش ہے۔اوپر چڑھنے کی کوشش کی سعادت اور برکت سے زیادہ مستفیض ہونے کا موقع ملے گا۔ میرا وجود ہلکا اور پھرتیلا بھی تھا۔ اندر جذبہ محبت بھی تھا۔میں نے چوہدری صاحب کو کہا ۔ کہ اس وقت تو کچھ عشق ہی کام کرے گا ۔ چوہدری صاحب نے کہا۔ کس طرح میں نے کہا۔ دیکھو تو سہی ۔ میرے پاس ایک سرخی مائل لوئی تھی ۔ وہ ہلکی پھلکی سی تھی۔ میں نے ان کو کہا۔ یہ پکڑو۔ میں پیچھے ہٹ کر دوڑ کر اس قدر اچھلا ۔ کہ چھت کی منڈیر کو پکڑ لیا اور

اوپر چڑھ گیا۔ وہ حیران ہو گئے۔ انہوں نے اوپر لوئی پھینکی۔ میں نے جہاں حضرت صاحب کے بیٹھنے کا امکان تھا بچھا دی۔ اتنے میں حضرت صاحب تشریف لائے اوراس کے اوپر کھڑے ہو گئے حضور نے وہاں آ کر نصیحت کے طور پر کچھ باتیں فرمائیں۔ اور کچھ ذکر سنایا۔ اوراس کے بعد پھر تشریف لے گئے۔ چوہدری صاحب نے نیچے سے ہی زیارت کی مگر مجھے مصافحہ کا بھی موقع مل گیا۔ اس لوئی کو تبرک کے طور پر بڑی محبت سے گھر لے جا کر محفوظ کر لیا۔ اور بہ نگاہِ محبت وعظمت ہمیشہ دیکھتا رہا۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 10 صفحہ 97)

''لیکچر کا انتظام ایک سرائے میں کیا گیا تھا وہ اس قدر کشادہ تھی کہ اس میں ہزارہا انسان سما سکتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہی خیال تھا۔ اس مضمون کو مولوی عبدالکریم صاحبؓ پڑھ کر سنائیں گے۔ لیکن ان کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ مگر جب لیکچر کا وقت آیا تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی تشریف لے گئے۔ حضور کی دعا سے انہیں کچھ افاقہ ہوگیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا ہم دعا کریں گے۔ آپ لیکچر سنانا شروع کریں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے جب مضمون سنایا۔ تو باوجودیکہ وہ مضمون اچھا مبسوط ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے نہایت خوبی سے اُسے سنایا۔''

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ نمبر 10 صفحہ 99-98)

حضرت غلام محمد صاحبؓ سکنہ پوہلہ مہاراں سیالکوٹ

(بیعت 1904ء: وفات 31 دسمبر 1960ء)

4/3 اکتوبر 1904ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام شہر سیالکوٹ تشریف لائے۔ اور مہاراجہ جموں والی سرائے میں لیکچر دیا جو چھپ چکا ہوا ہے۔ اور لیکچر سیالکوٹ کے نام سے مشہور ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے یہ لیکچر پڑھا۔ اسی روز کا واقعہ ہے۔ عصر کے بعد سید حامد علی شاہ صاحب مرحوم کے مکان پر جہاں حضرت مسیح موعودؑ قیام فرماتے تھے۔ شاہ صاحب مرحوم کے مکان کی چھت کا الحاق مسجد کی چھت کے ساتھ ہے۔ وہاں ایک دروازہ ہے۔ اس دروازہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھڑے

ہو کر مختصر تقریر فرمائی ۔ساری تقریر تو یاد نہیں۔ اُس میں ایک مثال یہ تھی۔ کہ حضرت صاحب نے فرمایا سامنے دیوار پر جو دھوپ نظر آرہی ہے اس کی اور ہماری مثال ایک سی ہے۔یعنی دھوپ سورج نہیں کہلا سکتی مگر یہ سورج سے جدا بھی نہیں ہے۔ایسا ہی حضرت محمدؐ اور ہمارا تعلق ہے۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد نمبر 3 صفحہ 172)

حضرت مولوی محمد عبد اللہؓ ولد چوہدری عطر دین صاحب باجوہؓ

ساکن موضع کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ۔بیعت 1897ء

''سیالکوٹ جب لیکچر کے لئے حضور تشریف لائے۔جس صبح کو لیکچر ہونا تھا۔اس رات مجھے خواب میں دکھایا گیا۔حضرت صاحب نے اس لیکچر میں کوئی ایسی بات بتانی ہے جو پہلے ہم لوگوں کو یاد نہیں اور''امّ'' کے لفظ سے استدلال کرنا ہے۔یہ خواب میں نے ایک دوست کو صبح سنادی۔ راجہ کی سرائے میں لیکچر پڑھا گیا۔مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا۔ اس لیکچر میں حضرت صاحب نے یہ دعویٰ کیا۔کہ میں کرشن ہوں ۔یہ نئی بات تھی۔ جو پہلے ہم کو نہیں معلوم تھی۔ اس لیکچر میں حضور نے یہ بھی بیان کیا دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے۔اگر یہ اعتراض ہو۔کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں۔تو اس کا جواب یہ ہے ۔کہ یہ تو کہا جاتا ہے۔کہ ماں اپنے بچہ کو نو ماہ کے بعد جنتی ہے۔اور وقت کسی کو بھی معلوم نہیں ہوتا۔کہ کس وقت جنے گی ۔ایسا ہی دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے۔اور قیامت کی گھڑی کو کوئی نہیں جانتا۔

جب سیالکوٹ سے واپس تشریف لے گئے۔میں بھی اسی گاڑی پر سوار ہو گیا۔وزیر آباد گاڑی کھڑی ہوئی۔ رستہ میں ہر جگہ جہاں گاڑی کھڑی ہوتی تھی۔ میں جا کر مصافحہ کرتا تھا۔ وزیر آباد کے سٹیشن پر ایک پادری آ گیا۔اس نے مسیح کے متعلق کوئی گفتگو کی۔فرمایا۔کہ مسیح دو ہیں۔ پہلے وہ مسیح تھا ابن مریم۔اب اس وقت میں مسیح ہوں۔مسیح ایک نہیں دو ہیں۔وہ بھی مسیح تھا میں بھی مسیح ہوں۔''

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ نمبر 10 صفحہ 228۔229)

حضرت منشی عبداللہ صاحب احمدی صحابیؓ

محلّہ اسلام آباد شہر سیالکوٹ (بیعت 4 نومبر 1904ء)

’’جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں اپنے دعویٰ کرنے کے بعد 4 نومبر 1902ء کو واپس قادیان تشریف لے گئے۔ تو حضور نے ان لوگوں کے نام طلب فرمائے۔ جنہوں نے سیالکوٹ کے احمدیوں کو تکالیف دی تھیں۔ جب نام تحریر کئے گئے تو اس کے چند دن بعد سیالکوٹ میں بہت غلیظ طاعون پھوٹ پڑی۔ تو خدا تعالیٰ قادر و قہار نے چن چن کر ان لوگوں کے خاندانوں کو تباہ کر دیا۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ نمبر 3 صفحہ 154)

غرض یہ کہ حضور علیہ السلام اہل سیالکوٹ پر اتمام حجت کر کے واپس تشریف لے آئے اور حضور کا یہ سفر آپ کی صداقت کے نشان لے کر آیا سعید روحوں نے تو قبولیت احمدیت کی توفیق پائی لیکن شقی دل اپنی بد قسمتی سے پھر بھی محروم رہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ان لوگوں کو مخاطب کر کے اپنی الہامی پیشگوئی **یاتون من کل فج عمیق** کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’پس اے عزیزو! اگرچہ آپ کو یہ تو خبر نہیں قادیان میں میرے پاس کس قدر لوگ آئے اور کیسی وضاحت سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ لیکن اسی شہر میں آپ نے ملاحظہ کیا ہو گا میرے آنے پر میرے دیکھنے کے لئے ہزارہا مخلوقات اس شہر کی ہی اسٹیشن پر جمع ہو گئی تھی اور صدہا مردوں اور عورتوں نے اسی شہر میں بیعت کی اور میں وہی شخص ہوں جو براہین احمدیہ کے زمانہ سے تخمیناً سات آٹھ سال پہلے اسی شہر میں قریباً سات برس رہ چکا تھا اور کسی کو مجھ سے تعلق نہ تھا اور نہ کوئی میرے حال سے واقف تھا۔۔۔ وہ کیسا زمانہ تھا اور کیسی گمنامی کے گڑھے میں مرا وجود تھا۔ اب میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں ایسے زمانہ میں ایسی عظیم الشان پیشگوئی کرنا ایسے گمنام کا آخر کار یہ عروج ہو گا لاکھوں لوگ اس

کے تابع اور مرید ہو جائیں گے اور فوج در فوج لوگ بیعت کریں گے اور باوجود دشمنوں کی سخت مخالفت کے رجوع خلائق میں فرق نہیں آئے گا بلکہ اس قدر لوگوں کی کثرت ہوگی کہ وہ لوگ تھکا دیں کیا یہ انسان کے اختیار میں ہے؟ اور کیا ایسی پیشگوئی کوئی مکار کر سکتا ہے۔''

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 242۔243)

مکرم چوہدری مولا بخش صاحبؓ نے سب سے پہلے لیکچر لاہور کو خود طبع کروایا اور تقسیم کیا۔ چنانچہ اخبار الحکم 31 اکتوبر 1904ء صفحہ نمبر 14 کالم 3۔4 میں بعنوان ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں'' میں لیکچر سیالکوٹ کے بارے میں درج ہے کہ

''یہ لیکچر اپنے مضامین کے لحاظ سے بالکل نرالا ہے۔ یہ لیکچر چھپ چکا ہے۔ اور سیالکوٹ میں چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی احمدی سے مل سکتا ہے قیمت صرف چار آنہ علاوہ محصول ڈاک ہے۔'' چنانچہ اس ایڈیشن کا عکس احباب کے لئے نیچے درج کیا جاتا ہے۔''

(اخبار الحکم 31 اکتوبر 1904ء صفحہ نمبر 14 کالم 3۔4)

تحریک شیرازہ قوم اور حضرت مولا بخش صاحبؓ کی خدمت

الحکم 17 اگست 1905ء میں ایڈیٹر صاحب الحکم کی طرف سے ''اس سُستی کی بھی حد ہے؟'' سرخی کے تحت احمدی جماعتوں کو اپنے علاقہ کے احمدیوں کی فہرست اور کوائف جمع کرنے کے بارہ میں کی گئی تحریک شیرازہ قوم کا ذکر موجود ہے۔ اکثر جماعتوں کی طرف سے اس میں خاطر خواہ جواب موصول نہ ہوا۔ اس پر مکرم ایڈیٹر صاحب نے اس سرخی کے ساتھ مضمون لکھا ہے۔ لیکن اس مضمون میں سیالکوٹ کی جماعت کی تعریف کی ہے۔ خصوصاً چوہدری مولا بخش صاحب بھٹیؓ کے کام کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

''شیرازہ قوم کی تحریک میں سب سے اعلیٰ درجہ کا کام تو سیالکوٹ کی جماعت نے (جو ہر مفید تحریک میں سابق بالخیرات ٹھہر چکی ہے) کیا ہے۔ چوہدری مولا بخش صاحبؓ نے مجھے اطلاع دی ہے

کہ نہایت عزم واحتیاط سے ضلع کی فہرست تیار کی گئی ہے۔ غالباً ایک بھی فرد اس سے باہر نہ رہے گا۔"
(الحکم 17 اگست 1905ء صفحہ 1)

جاپان میں اشاعت اسلام کے لئے حضرت مولا بخش صاحبؓ کی کوشش

1900ء کے قریب ایک جاپانی تاجر بمبئی گئے اور ایک مسجد دیکھ کر اسلام کی طرف متوجہ ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ ان کا نام AHMAD ARIGA تھا۔ اسی طرح جنگ عظیم اول کے ایام میں جاپانیوں اور سلطنت عثمانیہ کے تعلقات قائم ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور جاپانیوں کی اسلام کی طرف رغبت کی خبر پہنچی تو آپ نے اس قوم کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے پر جوش تڑپ کا اظہار فرمایا۔ امام الزمان حضرت مہدی معہود و مسیح موعود علیہ السلام نے 1905ء میں جاپانیوں کی مذہبی زندگی کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے"۔ اسی طرح آپ نے اس اہم قوم کو تبلیغِ اسلام کے لئے تفصیلی راہنمائی فرمائی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ اس لیے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو جس طرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔ اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکھائی جاویں۔ اس کی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اس کے ثمرات اور نتائج بھی دکھائے جاویں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 371)

جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش

26ر اگست 1905ء نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک قادیان میں ذکر آیا کہ جاپان میں اسلام کی طرف رغبت معلوم ہوتی ہے اور ہندوستان سے بعض مسلمانوں نے وہاں جانے کا ارادہ کیا ہے۔ اس پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''جن کے اندر خود اسلام کی روح نہیں وہ دوسروں کو کیا فائدہ پہنچائیں گے۔ جب یہ قائل ہیں کہ اب اسلام میں کوئی اس قابل نہیں ہوسکتا کہ خدا اس سے کلام کرے اور وحی کا سلسلہ بند ہے تو یہ ایک مردہ مذہب کے ساتھ دوسروں پر کیا اثر ڈالیں گے۔ یہ لوگ صرف اپنے پر ہی ظلم نہیں کرتے ہیں ان کو اپنے عقائد اور خراب اعمال دکھا کر اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ ان کے پاس کونسا ہتھیار ہے جس سے غیر مذاہب کو فتح کرنا چاہتے ہیں۔

جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے۔ ان کی بوسیدہ اور ردّی متاع کون لے گا۔ چاہیے کہ اس جماعت میں سے چند آدمی اس کام کے واسطے تیار کئے جائیں جو لیاقت اور جرأت والے ہوں اور تقریر کرنے کا مادہ رکھتے ہوں۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 351)

''اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کردے گا جو خود ہماری طرف توجہ کرے گا۔ اب آخری زمانہ ہے۔ ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 297 تا 299)

''اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں۔ ہم ایسے معاملات میں کسی کے مشورہ پر نہیں چل سکتے۔ خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 297 تا 299)

جاپانیوں کے واسطے ایک کتاب لکھی جاوے

''اس ضعف اسلام کے زمانے میں جبکہ دین مالی امداد کا سخت محتاج ہے۔ اسلام کی مدد ضرور کرنی چاہیے جیسا کہ ہم نے مثال کے طور پر بیان فرمایا ہے کہ جاپانیوں کے واسطے ایک کتاب لکھی جاوے اور کسی فصیح وبلیغ جاپانی کو ایک ہزار روپیہ دے کر ترجمہ کرایا جائے اور پھر اس کا دس ہزار نسخہ چھاپ کر جاپان میں شائع کر دیا جائے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 373)

''اس مضمون کے پڑھنے کے لئے اگر مولوی عبدالکریم صاحبؓ جائیں تو خوب ہے۔ ان کی آواز بڑی بارعب اور زبردست ہے اور وہ انگریزی لکھا ہوا ہو تو اسے خوب پڑھ سکتے ہیں اور ساتھ مولوی محمد علی صاحب بھی ہوں اور ایک اور شخص بھی چاہیے۔ الرفیق ثم الطریق''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 234۔235)

جاپان کے بارہ میں الہام

1905ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو روس اور جاپان کے معرکہ میں دنیا کے نقشہ پر ایک مشرقی طاقت کے ظہور کی خبر دی اور یہ الفاظ الہام فرمائی۔ ''ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت'' (الہام 1904ء شائع شدہ الحکم 10 جولائی 1905ء)

اس جنگ کے بعد مشرق میں ''جاپان'' ایک زبردست طاقت بن کر اُبھرا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی الفاظ حرف بہ حرف پورے ہوئے۔

ایک طرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جاپان میں اسلام کی اشاعت کے حوالہ سے شدید خواہش تھی تو دوسری جانب بیسویں صدی کی شروعات میں جاپان اپنی مادی ترقی کی وجہ سے دوسری قوموں کے لئے مطمع نظر بنا ہوا تھا علاوہ دوسری باتوں کے مختلف مذاہب کے پیرو کوشش کرنا چاہتے تھے کہ جاپان کو اپنے مذہب میں داخل کرلیں۔ عیسائی صاحبان اور آریہ اس کوشش میں تھے کہ جاپانیوں کو علی الترتیب عیسائی اور آریہ بنائیں۔ اور اپنے مذہب کی اشاعت وہاں کریں۔

ایسے موقعہ پر جب کہ عیسائی جاپان میں عیسائیت کی تبلیغ و ترویج کے لئے زور شور سے پروگرام بنا رہے تھے۔ سیالکوٹ سے مکرم چوہدری مولا بخش صاحب بھٹیؓ سیکریٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ نے مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم کو لکھا کہ وہاں کی جماعت نے الحکم کے 25 رسالہ جاپان میں اپنے خرچ سے تبلیغ کے لئے بھجوانے منظور کئے ہیں۔ تا اسلام کی اشاعت جاپان میں تیزی اور سرعت

کے ساتھ ہو۔(مزید تفصیل کے ملاحظہ ہوالحکم 24اگست 1905ءصفحہ 1)

اللہ تعالیٰ نے حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ کی اس نیک خواہش کو اس رنگ میں پورا کیا کہ آپ کے بیٹے مکرم حضرت ڈاکٹر شاہنواز خان صاحبؓ کو جنگ عظیم دوئم کے بعد جاپان میں طبی خدمات اور تبلیغ کا خاص موقعہ ملا۔ چنانچہ اس حوالہ سے مکرم انیس احمد ندیم صاحب مبلغ سلسلہ جاپان اپنے مضمون ''تاریخ احمدیت جاپان'' میں تحریر کرتے ہیں کہ

''جنگ عظیم دوم میں شکست وریخت اور ایٹمی تباہی کا شکار ہونے کے بعد تعمیر نو کا مرحلہ شروع ہوا تو اللہ نے اپنے خاص فضل سے ایسا انتظام کر دیا کہ ایک بزرگ احمدی مکرم کیپٹن ڈاکٹر محمد شاہنواز خان صاحب ہیروشیما کے متاثرین کی امداد کے لئے ایک برطانوی فوجی قافلہ کے ساتھ جاپان تشریف لائے اور ہیروشیما کے ایک مشہور ہسپتال سے مریضوں اور زخمیوں کی دیکھ بھال کا آغاز کیا۔

آپ کی بے لوث اور اعلیٰ خدمات کی بنا پر شہنشاہ جاپان کی طرف سے ایک تلوار بطور انعام دی گئی۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہدایات کے پیش نظر آپ جتنا عرصہ جاپان میں مقیم رہے تبلیغی مہمات میں حصہ لیتے رہے۔''

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 27نومبر 2015ءصفحہ 20)

حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ کی عیادت کے لئے جماعت سیالکوٹ کی قادیان تشریف آوری

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا الہاماً 12 ستمبر 1905ءکو فرمایا کہ ''دو شہتیر ٹوٹ گئے۔'' (بحوالہ تذکرہ)

اس الہام کی تعبیر میں 11 اکتوبر 1905ء کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولوی برہان الدین جہلمیؓ کی وفات 3دسمبر 1905ءکو ہوئی۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ کی وفات کا قدرتی

بہت صدمہ پہنچا تھا کیونکہ آپ رات دن سلسلہ عالیہ کے کاموں میں مصروف تھے۔

آپ 1858ء میں بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ آپ کو پیدائشی نام کریم بخش تھا جسے بعد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عبد الکریم میں تبدیل کر دیا۔ آپ نے مارچ 1888ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرف ملاقات حاصل کیا اور ستمبر 1898ء میں مستقل قادیان میں ہجرت کر آئے اور حضور کے مکان کے اس حصہ میں رہائش اختیار کر لی جو مسجد مبارک کے اوپر صحن کے ساتھ ملحق ہے۔ یہاں پانچ وقت کی نماز کی امامت آپ ہی کے سپرد تھی جس کے فرائض آپ عمر بھر ادا کرتے رہے۔

آپ پہلے نیچری خیالات کے تھے مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فیض نے آپ کے نظریات کو یکسر پلٹ کر جلد ہی زبردست عاشقانہ رنگ پیدا کر دیا تھا اور وہ قومی اور قلمی جہاد کے میدان کے لئے ایک جرنیل بن گئے اور آخری وقت تک وہ اس خدمت میں مصروف رہے۔ آپ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا ''مسلمانوں کا لیڈر''۔

آپ کی شبانہ روز قلمی مصروفیت کا نتیجہ تھا کہ زلزلہ کانگڑہ 1905ء سے قبل آپ کو کثرت پیشاب کا شدید عارضہ ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے افاقہ ہوا ہی تھا کہ 12 اگست 1905ء کو آپ کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان ایک چھوٹی سی پھنسی نمودار ہوئی جو پہلے معمولی سمجھی گئی مگر بعد میں یکا یک خطرناک صورت اختیار کر گئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے کاربنکل کا یہ پھوڑا مکمل طور پر ٹھیک ہو گیا مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر مبرم کے تحت آپ مورخہ 11 اکتوبر 1905ء کو دن کے اڑھائی بجے وفات پا گئے۔ آپ کی نعش کے ذریعہ بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کیا۔

آپ کی بیماری کے ایام میں لاہور اور سیالکوٹ سے احباب جماعت آپ کی عیادت کے لئے قادیان تشریف لائے۔ چنانچہ اخبار بدر میں درج ہے کہ

''مولوی عبدالکریم صاحب کا زخم اب پہلے سے اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنمحترم کو جلد شفا دے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور، اور شیخ مولا بخش صاحبؓ مستری نظام دین صاحب مولوی فیض دین صاحب منشی امام دین صاحب اور دیگر احباب سیالکوٹ سے مولوی صاحب کی عیادت کے واسطے تشریف لائے۔''

(بحوالہ اخبار البدر 22 ستمبر 1905ء صفحہ 7)

حضرت مولا بخش صاحبؓ نے اپنی ڈائری میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے بارے میں تحریر فرمایا تھا۔ جس کا عکس آگے شامل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گرم کوٹ کا تحفہ ملنا

امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عادت میں شامل تھا کہ آپ اپنے دوست احباب کی انتہائی قدردانی فرماتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد مبارک کے ماتحت اُنہیں وقتاً فوقتاً تحائف پیش فرماتے۔

(1) حضرت مولا بخش صاحبؓ کو بھی امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر گرم کوٹ تحفۃً عنایت فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ تحریر کرتے ہیں کہ

آج مورخہ ۸ / اکتوبر ۱۹۰۵ء بوقت ۲½ بجے دن کے حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک کوٹ گرم تبرکاً عنایت فرمایا
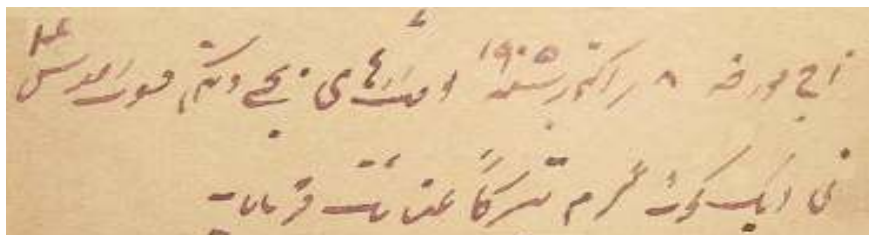
یعنی آج مورخہ 8 اکتوبر 1905ء بوقت اڑھائی بجے دن کے حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک کوٹ گرم تبرکاً عنایت فرمایا۔

(2) اس بارے میں حضرت چوہدری شاہ نواز صاحبؓ اپنے مکتوب بنام بخدمت مکرم سیکریٹری

صاحب مجلس کارپرداز ربوہ مورخہ 13 جنوری 1977ء میں تحریر کرتے ہیں کہ

''حضرت اقدسؑ نے قبلہ والد صاحبؓ محترم کو ایک مستعملہ کوٹ (حیدر آبادی انگرکھا کی طرز کا) تبرکاً تحفہ عطا فرمایا۔ جو ہلکا گرم Summer Cloth کا تھا اور جس پر مہندی (حنا) کے داغ بھی تھے یہ چوغہ میرے پاس محفوظ ہے جس کو ایک بار حضرت مصلح موعودؓ کی مجلس میں (قادیان) حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ اور حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحبؓ نے پہچانا تھا اور شہادت دی تھی کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ کوٹ پہنے ہوئے دیکھا تھا۔

(3) مکرم ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحبؓ نے پاکستان سے باہر جانے سے پہلے اپنے بڑے بیٹے مکرم محمود احمد صاحب بھٹی کو یہ امانت سپرد کر دی اس ہدایت کے ساتھ کہ اس کی نمائش نہ کی جائے۔

(4) مکرم ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحبؓ نے اپنی آل اولاد کو وصیت میں بھی اس بات کی تاکید کی تھی کہ اس تبرک کو کسی طور پر بھی شرک کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

اس متبرک کوٹ کی تصویر بشکریہ مکرمہ امتہ الحفیظ بھٹی صاحبہ و مکرم مسعود احمد بھٹی صاحب آگے شائع کی جارہی ہے۔

حضرت مولا بخش صاحبؓ بحیثیت داعی الی اللہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام صحابہ کرام حضور کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں کامیاب داعی اللہ تھے۔ تاریخ احمدیت میں اصحاب احمد کی تبلیغ کے بے شمار واقعات دکھائی دیتے ہیں۔ ہر صحابی اپنی طاقت اور بساط کے مطابق احمدیت کی تبلیغ میں دن رات مصروف تھا۔

حضرت مولا بخش صاحبؓ کے دل میں تبلیغ احمدیت کی ایک لو روشن تھی۔ آپ رات دن احمدیت کی تبلیغ میں پیش پیش رہتے تھے۔ آپ کے ذریعہ کتنی سعید روحوں نے احمدیت کو قبول کیا اس کی معین تعداد تو بیان کرنا آج ممکن نہیں ہے۔ ہاں جن کے بارہ میں علم ہو سکا وہ درج کی جاتی ہیں۔

(1) حضرت چوہدری محمد علی صاحبؓ باجوہ آف چونڈہ

آپ کی ولادت 1889ء کی ہے اور بیعت 1904ء وفات 1966ء ہے۔ آپ کا تعلق چونڈہ سیالکوٹ کے ایک معزز زمیندار باجوہ خاندان سے تھا۔ آپ کے والد صاحب کا نام چوہدری چھنڈے خان صاحب تھا۔ آپ کو احمدیت کا پیغام حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ بھٹی آف چونڈہ کے ذریعہ پہنچا۔ ان کی تحریک پر آپ اپنی برادری کے ایک بھائی کو ساتھ لے کر قادیان دارالامان پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی اس وقت آپ کی عمر 18 سال تھی۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 649۔650ء)

(2) مکرم چوہدری اکبر خان صاحب پٹواری

آپ کی بیعت کا ذکر اخبار بدر 12 اکتوبر 1911ء صفحہ 10 میں فہرست نومبائعین کے تحت ان الفاظ میں درج ہے۔

''چوہدری اکبر خان صاحب پٹواری معرفت منشی مولا بخش صاحبؓ بھٹی احمدی سیالکوٹی۔''

(بحوالہ اخبار بدر 12 اکتوبر 1911ء صفحہ 10)

(3) مکرم حضرت چوہدری غلام محمد صاحبؓ

چوہدری غلام محمد صاحب کے دادا چوہدری خدا بخش صاحب جو مارچ 1862ء میں فوت ہوئے موضع ڈھپئی متصل کوٹلی لوہاراں شرقی ضلع سیالکوٹ کے ایک بڑے زمیندار تھے۔ جن کے صاحبزادہ چوہدری محمد دیوان صاحب (متوفی 1906ء) کے ہاں محترمہ بی بی صاحبہ کے بطن سے چودھری غلام محمد صاحب اکتوبر 1877ء میں پیدا ہوئے۔

بیعت

مکرم چوہدری غلام محمد صاحبؓ کی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے مولف اصحاب احمد مکرم ملک

صلاح الدین صاحب ایم اے تحریر کرتے ہیں کہ

جلسہ سالانہ دسمبر 1905ء کے موقع پر آپ حضرت مولوی جان محمد صاحب اور حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب کے ہمراہ قادیان آئے۔ قادیان میں حضرت مولوی جان محمد صاحب کے کلاس فیلو محکم دین نام جو امرتسر میں وکالت کرتے تھے۔ وہ آپ کو ہر روز بیعت کرنے کو کہتے بیعت کا واقعہ آپ کے الفاظ میں یوں ہے کہ:

''ایک دن جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا جنازہ (قبرستان) روڑی سے بہشتی مقبرہ میں لے جانے کے لئے کھدوا رہے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی وہاں کچھ دوستوں کے حلقہ میں کھڑے تھے۔ محکم دین صاحب نے مجھے علیحدگی میں لیجا کر اور حضور کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ کو اپنی وفات کے الہام ہو رہے ہیں اور تم نے ضروری احمدی ہو جانا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم فوراً بیعت کر لو ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے۔ اس لئے میرا خیال فوراً بیعت کر لینے کا ہو گیا۔ اس لئے میں نے چوہدری مولیٰ بخش بھٹی صاحبؓ کو جن کا نام منارۃ المسیح کے کتبہ پر لکھا ہوا ہے کہا کہ میری بیعت کرا دیں۔ انہوں نے حضورؑ کو رقعہ لکھ کر اندر بھیجا۔ حضورؑ نے فوراً مجھے اندر بلا لیا۔ آپ نے دستِ مبارک میں میرا ہاتھ لے کر میری بیعت لے لی۔ الحمد اللہ علیٰ ذالك۔''

اس جلسہ پر میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی دو تقریریں سُنی تھیں۔ ایک نئے مہمان خانہ میں اور دوسری نماز جمعہ کے بعد آریوں کے متعلق۔

(اصحاب احمد مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب جلد 8 صفحہ 52)

(4) اسی طرح آپ کے پوتے مکرم محمود احمد صاحب بھٹی ابن مکرم ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحبؓ حضرت مکرم چوہدری سر محمد ظفر اللہ صاحبؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک بار سیالکوٹ کی کچہری میں چوہدری مولا بخش صاحبؓ اور ایک مولوی صاحب کی کسی دینی موضوع پر بحث چھڑ گئی۔ جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو دونوں نے علامہ سر محمد اقبال صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر فیصلہ چاہا۔ علامہ اقبال نے

دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد کہا کہ ''چوہدری مولا بخش صاحب کے دلائل میں زیادہ وزن ہے۔''

حضرت مولا بخش صاحبؓ کی دنیوی و اخروی کامیابیوں سے متعلق آپ کی زوجہ محترمہ رمضان بی بی صاحبہ کی رویائے صالحہ

خواب (26) درمیانی شب 2/3 فروری 1904ء بروز منگل و بدھ

بوقت گیارہ بجے شب دیکھا کہ ایک مصفّا میدان میں ہوں۔ اور نورانی فرش ہوا ہوا ہے۔ اُس میدان میں ایک پینگ کے رسّے نورانی ہیں اور وہ پینگ آسمان تک بلند نظر آتی ہے۔ اُس وقت میرا شوہر آیا۔ اور آکر اُس پینگ کو جھولا۔ بعدش دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین پر اُتر آیا ہے۔ مَیں اُس وقت پینگ کے ایک طرف کی رسّی کو پکڑے کھڑی تھی۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ تو میں نے عرض کی۔ کہ اس پینگ سے کیا مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ پینگ ہے۔ پہلے اس سے اس پر تمہارے شوہر نے ہونٹا لیا ہے۔ اب یہ پینگ تمہاری ملکیت میں دے دی گئی ہے۔ اس پر بڑے بڑے لوگ ہونٹا لینے کی خواہش کریں گے۔ یہ میرا افضل ہے۔ جس پر چاہتا ہوں۔ کرتا ہوں۔ پھر میں نے اپنی بیماریوں کی نسبت عرض کی جو جواب ملا۔ یاد نہیں رہا۔ پھر میں نے اپنے بال بچوں کی بیماری کی نسبت عرض کی حکم ہوا کہ یہ سب ابتلا ہے۔ یعنی امتحان ہے۔ بغیر پاس کرنے امتحان کے ترقی نہیں ملتی ہے۔ اور درجہ بلند نہیں ہوتا۔ استقامت کے لئے دعا کیا کرو۔

خواب (27) درمیانی شب جمعرات و جمعہ 4/5 فروی 1904ء

تین بجے شب جبکہ دردسر کے سخت دورہ اور کھانسی و ریزشی کے باعث نیند نہیں پڑی تھی۔ ذرا سی آنکھ جھکی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا۔ تکلیف بہت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ آرام دے گا۔ پھر بوقت چار بجے جب کہ مَیں آرام سے سوگئی تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کی میرا خاوند واسطے آسامی نائب

محافظ دفتر درخواست دینا چاہتا ہے وہ دے۔ یا نہ دے۔فرمایا۔ضرور دے دیوے۔

نوٹ از جانب کاتب الحمداللہ کہ میری وہ عرضی جو کہ حسب بشارت ملہمہ دی گئی تھی۔اوراس عرضی کی منظوری کی ہر ایک کو مایوسی تھی۔ یہاں تک کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب بھی مایوس تھا۔اور دیگر اہلکار بھی سخت ہنسی کرتے تھے۔عین مایوسی کی حالت میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے 18 یوم کی سوچ کے بعد منظور کر لی۔ بلکہ دیگر جملہ ہم عہدہ دعویداران سے سینئر قرار دیا۔

(بحوالہ سیرت وسوانح حضرت رمضان بی بی صاحبہ صفحہ 76 تا78)

خواب(73)

درمیانی شب 17/18 اکتوبر 1905ء بروز منگل وبدھ

واقعات قبل ازخواب۔

کل رات میرے شوہر کوخواب میں روزِمحشر دکھایا گیا۔ مالك یوم الدین بشکل انسان ایک کرسی پر جلوہ افروز ہے۔اور ہر ایک کا حساب کتاب لے رہا ہے۔ ہر ایک آدمی کو دو فرشتے پیش کرتے ہیں۔ایک فرشتہ دائیں طرف کے بازو سے پکڑ کراور دوسرا بائیں طرف کے بازو سے پکڑ کر پیش کرتے ہیں۔میرا شوہر بیان کرتا ہے۔کہ مجھ کوبھی اللہ تعالیٰ کے حضور اسی طرح پیش کیا گیا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے سوال کیا۔کہ دنیا میں تم نے کیا کیا کام کیا۔میرے شوہر نے جواب دیا۔کہ حتی الامکان ہر ایک شریعت کے حکم کی پابندی کی۔نماز پڑھی۔اور روزہ رکھا۔حج نہیں کیا۔اس کا باعث یہ ہوا۔کہ حج کی توفیق نہیں تھی۔اس وقت ہر دو فرشتوں نے ہر دو بازوؤں پر خفیف سا مس کیا،جس سے نامعلوم خفیف سا بوجھ اُن بازوؤں پر معلوم ہوا۔پھر سامنے ایک جگہ کھڑا کر دیا گیا۔اسی طرح اور آدمی پیش ہوتے گئے۔جو گناہگار ہوتے تھے۔انکو فرشتوں کے اُسی طرح مَس کرنے سے سخت تکلیف ہوتی تھی۔اوراُن کے سینوں میں جلن پیدا ہو جاتی تھی۔اور جو مومن ہوتے تھے انکو کچھ تکلیف نہ ہوتی تھی۔ پاس ہی ایک

باغ تھا۔ اس میں مومن بھیج دیے جاتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ خواب بوقت 3 بجے شب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ مَیں نے بعد سلام عرض کیا۔ کہ حضور تو ہر دو جہان کے بادشاہ ہیں۔ جناب کو ہر بات کا علم رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ عرض کرو۔ میں نے عرض کی کہ کل رات جو خواب میرے خاوند کو روزِ محشر کے بارے میں ہوا ہے۔ اسکی کیا تعبیر ہے۔ فرمایا۔ کہ گناہگاروں کو اسی طرح سے فرشتے مس کریں گے۔ اور ان کو سخت تکلیف ہوگی۔ لیکن تمہارے شوہر کو تو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ شکر کرو۔

(بحوالہ کتاب سیرت وسوانح حضرت رمضان بی بی صاحبہ صفحہ 110 و 111)

حضرت مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت

حضرت چوہدری حضرت مولا بخش صاحب بھٹی رضی اللہ عنہ سیالکوٹ میں محرر تھے اس لئے لکھنے پڑھنے کا کام آپ کا روزانہ کا تھا۔ آپ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ آپ نے کئی خطوط سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تحریر فرمائے۔ ان خطوط میں جہاں گھریلو معمولی معمولی باتیں بھی نظر آتی ہیں وہیں کئی فقہی مسائل بھی نظر آتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ خوش قسمتی بھی آپ کو حاصل ہوئی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے کئی خطوط کا از راہ شفقت جواب تحریر فرمایا۔

یہاں پر حضرت مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خط و کتابت اور چند تبرکات وتحریرات کے عکس پیش کئے جاتے ہیں۔ آپ کے اصل مکتوبات الحمد للہ خاکسار کے پاس محفوظ ہیں۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا متبرک کوٹ

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مستعملہ کوٹ (حیدر آبادی انگرکھا کی طرز کا) تبرکاً حضرت چودھری مولا بخش صاحب بھٹیؓ کو عنایت فرمایا۔ جس کا عکس مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی مبارک تحریر

الہامات اپریل 1908ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا استفسار دربارہ علاقہ (جس کا خواب میں اشارہ کیا گیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ ۱۵۰ روپیہ کے نوٹ پہنچ گئے چونکہ اس وقت عید پر ایک کافی جلسہ ہو گیا تھا اس لئے صرف چند روز میں چار سو روپے خرچ کئے اور اب روز روز مہمان بکثرت آتے ہیں، یہی امر ہے جس کے لئے لکھا گیا تھا۔ اگر ایسا ہو کہ ماہوار ایک معقول رقم سیالکوٹ سے پہونچ جایا کرے تو کسی قدر لنگر خانہ کے بار عظیم سے سبک دوشی ہو۔ اب ہر ضرورت کی وجہ سے اپنے کام میں بہت تردّد اور حرج واقع ہوا ہے، اس طرح خدا تعالیٰ ہی کوئی راہ نکال دے گا۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔

والسلام مرزا غلام احمد

۱۲ نومبر ۱۹۰۷ء

استفسار بابت قصر نماز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۳؍ جنوری ۱۹۰۶ء

بحضور جناب مسیح موعود و مہدی معہود امام زمان سلمہ اللہ الرحمٰن

جناب عالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ میں دارالامان سے روانہ ہو کر اپنے سُسرال میں بمعہ عیال و اطفال چلا گیا تھا، وہاں میرا ارادہ آٹھ یوم قیام کرنے کا تھا، میں نے یہ مسئلہ سنا ہوا تھا کہ پندرہ یوم تک اگر قیام ہو تو نماز کو کسر کرنا چاہیے۔ جب میں نے اور میری بیوی نے وہاں جا کر کسر نماز کیا تو میری سالی نے جو کہ حضور کی خادمہ ہے، روکا۔ میں نے کہا کہ میں نے یہ مسئلہ حضرت صاحب کے کسی مخلص مولوی مرید سے سُنا ہوا ہے، اوس میری سالی نے حضرت حکیم الامت جناب مولانا حکیم نورالدین صاحب کی خدمت میں اس کسر نماز کی نسبت خط لکھا جہاں سے حضرت مولوی صاحب موصوف نے تحریر فرمایا کہ اگر چار یوم تک قیام کا ارادہ ہو تو ہی کسر پڑھنی چاہیے، تردّد کی حالت میں بیس یوم تک کسر کر لو۔ اب حضور عالی! مجھ کو بہت فکر پڑ گئی ہے، آٹھ یوم تک میں نے برابر کسر کیا ہے، اب میں اس قصور کا کیا علاج کروں، حضور اپنے دست مبارک سے تحریر فرماویں۔

اول۔ کیا میں نے کسر کرنے میں غلطی کی ہے؟ اگر غلطی کی ہے تو اس کا اب کیا علاج کروں، کیا دوبارہ اپنی نمازیں پڑھوں؟ ہر ایک نماز کے ساتھ فرض کتنی دفعہ پڑھوں؟

دوئم۔ قصر کتنے دنوں تک نماز ہو سکتی ہے۔ والسلام

عاجز خادم

مولا بخش محرر میانی ضلع سیال کوٹ

حضرت اقدس علیہ السلام کا جواب

”جواب لکھ دیں اعادہ نماز کی ضرورت نہیں، حدیثوں میں اختلاف ہے بعض پندرہ دن تک ہی بیان کرتی ہیں، اکثر تین دن تک روایت کرتی ہیں اور جس حالت میں انسان مسافر ہے قطعی طور کا اقامت کا ارادہ نہیں، اس صورت میں اگر پندرہ دن تک کسر کرے تو کچھ حرج نہیں۔ غرض اختلافی مسئلہ ہے نماز کا عود کسی طرح ضروری نہیں ہے۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بچے کا نام عبداللطیف رکھنے کے متعلق خط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے حضرت مولا بخش صاحبؓ کے نام درج پتا
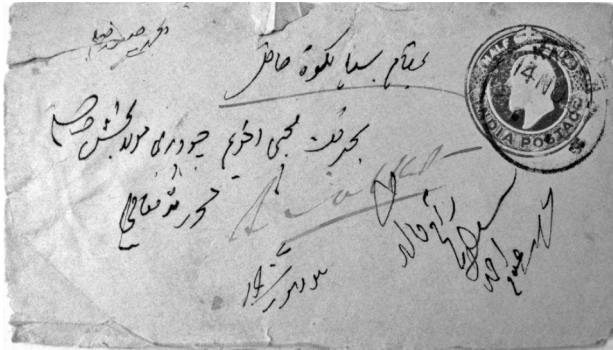
حضرت مسیح موعودؑ کو حضرت مولا بخش صاحبؓ کی طرف سے لنگر خانہ کے خرچ کے لیے 100 روپے وصولی کی رسید مورخہ 13 جنوری 1904ء

اکنالجمنٹ

مین اقرار کرتا ہون کہ

تعداد روپیہ پشت پر

دستخط پانیوالیکے (سیاہی سے) تاریخ سنہ 19
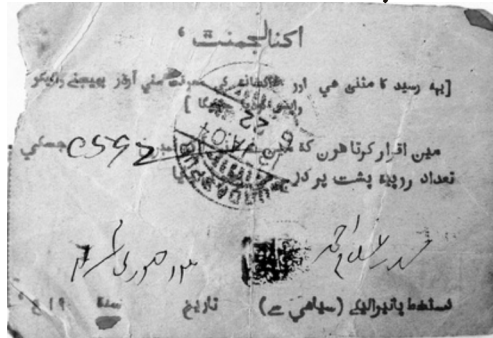
ایک دن بعد ایکنالجمنٹ کارڈ قادیان سے سیالکوٹ کچہری پہنچ گیا۔

ON POSTAL SERVICE.

نام بھیجنے والے کا
پتہ

SIALKOT-KUTCHERY

نام کی مہر جو ڈاکخانہ
ابھرا کر چھاپنا چاہئے

احباب جماعت کی خیر خواہی اور حضرت مولا بخش صاحبؓ کی خدمات

حضرت مولا بخش صاحبؓ کے دل میں بنی نوع انسان سے خصوصی ہمدردی تھی۔ اور خاص طور پر احمدی احباب کے ہم و غم میں آپ ہر دم شریک ہوتے تھے۔ دراصل یہ امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ صحبت اور تعلیم کا اثر تھا۔ آپ کی خدمت کے حوالہ سے چند ایک متفرق واقعات اخبار بدر اور الحکم میں ملے ہیں جنہیں یہاں یکجا پیش کیا جا رہا تا کہ آپ کی سیرت کا یہ پہلو نمایاں ہو۔

(1) مورخہ 17 جون 1905ء کے الحکم کے سرورق میں آپ کی طرف سے مکرم چوہدری غلام حسین صاحب ساکن سیالکوٹ کی نماز جنازہ اور مغفرت کے لئے دعا شائع ہوئی ہے۔ چنانچہ مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایڈیٹر الحکم تحریر کرتے ہیں کہ

'' مکرمی چوہدری مولا بخش صاحبؓ احمدی سیالکوٹ سے مندرجہ ذیل دردناک خبر پہنچا کر نماز جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحوم کے لئے نماز جنازہ غائب پڑھیں۔

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کو ایک سخت صدمہ جانکاہ کی اطلاع دیتا ہوں کہ موضع چونڈہ تحریر ظفر وال ضلع سیالکوٹ کی احمدی جماعت کا سرتاج سلسلہ احمدیہ کا عملی نمونہ غریب احمدی بھائیوں کا باپ سے زیادہ ہمدرد صلح کل شکل وشبہاہت میں شہزادہ دل کا حلیم چوہدری غلام حسین خلف الرشید چوہدری امین بخش ذیلدار متوفی 10 جون (1905ء) بوقت 11 بجے بعارضہ تپ محرقہ اس جہان سے کوچ کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اُن کی نماز جنازہ و دُعائے مغفرت کے لئے اخبار الحکم میں میری طرف سے یہ درخواست درج کر دیں۔ والسلام

مولا بخش سیالکوٹ 12 جون 1905ء

(بحوالہ اخبار الحکم 17 جون 1905ء صفحہ 1)

(2) اخبار البدر 18 اکتوبر 1906ء صفحہ 13 میں ایک اعلان محمد شاہ سوار خان اینڈ برادرس کمیشن ایجنٹ سیالکوٹ شہر کی جانب سے بعنوان ''سیالکوٹ سے اسباب منگوانے میں دھوکہ سے بچنے کا ذریعہ'' شائع ہوا ہے۔ اس اعلان میں مشتہر محمد شاہ سوار خاں نے سیالکوٹ سے خالص سامان بھجوانے اور زیورات تیار کر کے دینے کے تعلق سے اشتہار شائع کیا ہے اس کے نیچے تصدیق کے طور پر مکرم چوہدری مولا بخش صاحبؓ کی تصدیق درج ہے چنانچہ بعنوان تصدیق درج ہے کہ

''میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس ایجنسی سے کسی خریدار کو کسی قسم کا نقصان یا دھوکہ نہ ہوگا کیونکہ یہ مومنوں کی قائم کردہ ایجنسی ہے۔'' چوہدری مولا بخش فارین سیکریٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ

(بحوالہ اخبار بدر 18 اکتوبر 1906ء صفحہ 13)

حضرت مولا بخش صاحبؓ کا اخبار بدر کی اعانت کا وعدہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار البدر قادیان نے اخبار البدر 6 ستمبر 1906ء میں ایک مضمون بعنوان ''حالتِ اخبار'' کے نام سے لکھا اس میں آپ نے اخبار کی کمزور مالی حالت کا ذکر کرتے ہوئے بعض مخیر احباب سے مالی تعاون کی درخواست کی ہے۔ اس میں حضرت مولا بخش صاحب بھٹیؓ فارین سیکریٹری سیالکوٹ کا نام نامی بھی شامل ہے۔

چنانچہ ایڈیٹر صاحب اخبا البدر تحریر کرتے ہیں کہ

''قادیان کے گاؤں میں سے جہاں نہ پریس مین عام مل سکتا ہے اور نہ کل اور نہ کاغذ اور نہ ضروریات مطبع کی کوئی دوکان کو موجود ہے ایسی جگہ سے اخبار نکالنا کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ اس سال کے شروع سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی پرچہ اخبار کا بے وقت نہیں نکلا۔ ہر ایک پرچہ ٹھیک جمعرات کے دن شائع ہوتا ہے۔''

اس کے بعد ایڈیٹر صاحب نے اخبار کے صفحات اور قیمت کا ذکر کر کے لکھا ہے

''تمام اخراجات کی زیادتی کے مقابلہ میں آمد بہت کم ہے اور اس تھوڑی آمد کے

مقابلہ میں اخبار کا برابر نکلنا مشکل۔۔۔۔۔(اسلئے) اخبار کے واسطے نئے خریدار پیدا کئے جائیں جو قیمت پیشگی ادا کریں تعداد خریداروں میں ترقی ہو۔۔۔۔اگر اس وقت زیادہ نہیں ایک سوایسے دوست پیدا ہو جائیں جو زیادہ نہیں پانچ ماہ کے اندر دس خریدار دینا اپنے ذمہ کر لیں تو اس سال کے آخر تک ایک ہزار نیا خریدار پیدا ہوسکتا ہے ایک ہزار خریدار کا مانگنا کوئی بڑی بات نہیں بلکہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں مانگنے کو بھی اٹھا تو کیا مانگا۔''

اسکے بعد مکرم ایڈیٹر صاحب نے ایسے احباب کے نام بطور نمونہ لکھیں ہیں جو چھ ماہ میں 10 نئے خریدار پیدا کر کے اخبار کی مدد کریں گے۔ان ناموں میں نمبر (6) پر درج ہے

''محبی چوہدری مولا بخش صاحب فارین سیکریٹری سیالکوٹ''

(بحوالہ اخبار البدر 6 ستمبر 1906ء صفحہ 3)

حضرت مفتی محمد صاحب صادق ایڈیٹر اخبار البد نے 27 ستمبر کے اخبار میں بعنوان'' آپ کی توجہ درکار ہے'' اُن احباب کا شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے اخبار کو نئے خریدار دئے یا دینے کا وعدہ کیا ہے اس ضمن میں مولا بخش بھٹی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا کہ

''چوہدری مولا بخش صاحب ؓ سیالکوٹ۔۔۔۔نے وعدہ کیا ہے کہ وہ خریدار بہم پہنچانے کی کوشش کریں گے۔(اخبار البدر 27 ستمبر 1907ء صفحہ 4)

مکرم ایڈیٹر صاحب سے کئے گئے اپنے وعدہ کو آپ نے پورا کیا اور اخبار بدر کی مسلسل اعانت میں پیش پیش رہے۔چنانچہ 1911ء میں مکرم ایڈیٹر صاحب نے بعنوان ''انصار بدر'' کے نام سے تحریر کیا کہ

''چوہدری مولا بخش صاحب ؓ سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ اخبار بدر کا چندہ جس قدر آپ وی پی کریں مَیں دینے کو بالکل تیار ہوں میں 12 اخباروں کا خریدار ہوں لیکن جس دن بدر کے آنے کا دن ہوتا ہے اُس دن اور ہی خوشی اور چین ہوتا ہے۔''(اخبار بدر قادیان 5 جنوری 1911ء صفحہ 2)

حضرت مولا بخش صاحبؓ اور تربیت اولاد

حضرت مولا بخش صاحبؓ کو جب بھی اپنے کاموں سے فرصت ہوتی آپ اپنے آقا امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں قادیان تشریف لے آتے اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے۔ چنانچہ اخبار ''البدر'' میں ''اخبار قادیان'' کے تحت درج ہے کہ

''اس ہفتہ میں باہر سے مفصلہ ذیل احباب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہیں۔ چوہدری نصر اللہ صاحب وکیل اور **چوہدری مولا بخش صاحب سیالکوٹ** سے خواجہ کمال الدین صاحب لاہور سے۔ سید لعل شاہ صاحب برق پشاور سے، برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب بھی ایک دن کے واسطے تشریف لائے تھے۔''

(البدر 27 ستمبر 1906ء صفحہ 3)

اسی طرح الحکم میں دارالامان کے ہفتہ کے تحت درج ہے کہ

''ایسٹر کی تعطیلات سے اس مرتبہ احباب نے غیر معمولی فائدہ اٹھایا اور اکثر احباب دار الامان حاضر ہوئے۔ خصوصاً سیالکوٹ کی جماعت کے برگزیدہ رکن میر حامد شاہ صاحب اور چوہدری مولا بخش صاحبؓ اور دیگر احباب۔۔۔۔تشریف لائے۔

(الحکم 31 مارچ 1907ء صفحہ 2)

حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ جب بھی قادیان تشریف لاتے آپ کی کوشش ہوتی کہ اپنے اہل و عیال کو بھی قادیان حضور کی صحبت میں لے کر جائیں۔ چنانچہ آپ اپنی زوجہ محترمہ رمضان بی بی صاحبہ کو 1901ء میں بیعت کے لئے قادیان لائے اس کے بعد بھی دوسری مرتبہ اُنہیں قادیان لے کر آئے۔ اسی طرح اپنی بچوں (مکرم شاہ سوار خان صاحب اور مکرم ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب) کو بھی باوجود اُن کی چھوٹی عمروں کے قادیان لے کر آتے۔ اور اپنے دوست مکرم مفتی محمد صادق صاحبؓ کو کہا کرتے کہ ان کو سبق دیں۔

مکرم ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب نے اپنی آخری چٹھی محررہ 13 جنوری 1977ء بنام مکرم سیکریٹری صاحب مجلس کارپرداز ربوہ کے نام تحریر کیا ہے کہ

''میری پیدائش 29 دسمبر 1899ء ہے۔ میں اپنی والدہ (محترمہ رمضان بی بی صاحبہؓ) اور والد (محترم چوہدری مولا بخش صاحبؓ) کے ساتھ اکثر قادیان جلسہ سالانہ کے دنوں میں آیا کرتا تھا۔ عمر 5۔7 سات سال کے درمیان تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت عاجز کی عمر 8 سال 4 ماہ 29 دن تھی۔ (26 مئی 1908ء کو)''

اس حوالہ سے صاف عیاں ہے کہ مولا بخش صاحبؓ اپنے چھوٹے بچہ کو بھی باوجود سفر کی تکلیف کے سیالکوٹ سے قادیان متعدد مرتبہ لے کر آئے تا اولاد بھی امام الزمان کی صحبت مقدس سے فیضیاب ہو۔

انجمن احمدیہ سیالکوٹ اور حضرت مولا بخش صاحبؓ کی خدمات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار الحکم نمبر 16 جلد 11 مورخہ 10 مئی 1907ء میں منجانب سیکریٹری انجمن احمدیہ قادیان ''احمدی احباب کی خدمت میں ایک ضروری التماس'' کے عنوان سے ایک شکایت چھپی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ باوجود اعلان شائع کرنے کے کسی انجمن نے قواعد نہ بھیجے۔''

سیکریٹری انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے یہ چھٹی شائع ہونے پر حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ نے سیکریٹری ضلع سیالکوٹ نے تفصیلی طور پر سیالکوٹ کے انجمن کی حالات درج کئے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں

''احمدی احباب جماعت کی خدمت میں ایک ضروری التماس

بعض دفعہ یہ ضرورت پڑتی ہے کہ بیرونجات میں ہر جگہ احمدیوں میں ایک بات پہنچائی جاوے ایسے موقعہ پر جو تکالیف ہوتی ہے ان کا تو ذکر یہ ممکن ہی نہیں کہ اطلاع سب کو ہو سکے۔ اس غرض کے لئے یہ تجویز کی گئی تھی کہ جہاں جہاں احمدی احباب ہوں وہاں احمدی جماعت کی انجمن بھی ہو۔ پھر جو دیہات کی انجمن ہوں ان کا تعلق تحصیل کی انجمن سے ہو اس طرح تحصیل کی انجمن کا ضلع کی انجمن سے تعلق ہو۔ پھر

اضلاع کی انجمنوں کا صدر انجمن احمدیہ قادیان سے تعلق ہو۔ اگر کسی ضلع کی انجمن کے لئے ہیڈ کواٹر مناسب نہ ہوتو اُس ضلع میں کوئی اور مناسب جگہ ہیڈ کواٹر ہوسکتا ہے۔ مثلاً گورداسپور کے ضلع میں قادیان دارالامان ہے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے یہ اعلان شائع کیا گیا تھا کہ جہاں جہاں احمدی انجمن ہیں وہ اپنے قواعد اور عہدیداران سے اطلاع دیں تا کہ جہاں جہاں انجمن نہیں ہیں وہاں تحریک کر کے انجمن قائم کی جاوے۔ مگر افسوس کہ اس پر کسی نے بھی غور نہ کیا۔ اس اعلان کے بعد ہمیں اس قسم کا ایک بھی خط نہیں ملا۔ لہذا اب پھر صاحبان کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ اس التماس پر ضرور غور کریں۔ اور ضرور اطلاع دیں کہ فلاں فلاں جگہ انجمن ہے کہ فلاں جگہ عہدیدار ہیں۔ اور یہ اغراض ہیں۔

سیکریٹری انجمن احمدیہ''

اس اعلان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت چوہدری مولا بخش بھٹی صاحب سیکریٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ مزید تحریر کرتے ہیں کہ

''میرا خیال تھا کہ شہر سیالکوٹ کی انجمن نے جو قواعد شائع کئے تھے اُن کی ایک کاپی سوائے سیکریٹری صاحب کے آپ کی خدمت میں نیز ایڈیٹر صاحب بدر کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی قواعد میں جملہ عہدیداران کے نام اور باقی ضروری حالات درج ہیں۔ اور جناب سیکریٹری صاحب کے اعلان کا منشاء اُن سے کچھ کچھ پورا ہوسکتا ہے اگر چہ پورا علم جیسا کہ جناب سیکرٹری صاحب حاصل کرنا چاہتے ہیں اُن سے حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ قواعد شائع ہونے تک دیہات کے سب انجمنوں کی کاروائی تکمیل کو نہ پہنچی ہوئی ہے۔ اب میں بحیثیت سیکریٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ (جناب سیکریٹری صاحب کے منشاء کے مطابق بجائے فارن سیکریٹری کے اب سیکریٹری مفصلات نام رکھا گیا ہے۔)

جناب سیکریٹری صاحب کے اطمینان کے لئے آپ کی خدمت میں مفصل عرض کرتا ہوں۔ آپ اس کو اخبار الحکم میں شائع فرمادیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے اخبار الحکم مورخہ 24 جون 1905ء کے ضمیمہ میں برائے تیاری فہرست افراد

احمدی جماعت ایک اعلان شائع کیا تھا۔ مجھ کو اُسی وقت خیال پیدا ہو گیا تھا اور میں نے محض آپ کی اس مبارک تحریک پر ایک فہرست اُسی نمونہ کے مطابق تیار کرنی شروع کر دی۔ جیسا نمونہ آپ نے چھاپ کر بھیجا تھا اگر چہ شہر کے بعض احباب نے اُس وقت آپ کے ارسال کردہ نمونہ کی مخالفت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاص شہر کی اب تک فہرست بھی تیار نہیں ہوئی ہے لیکن الحمد للہ کے میں کُل ضلع سیالکوٹ کے دیہات کی فہرست مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اُور اسی فہرست تیار کردہ سے ایک جنرل رجسٹر مفصلات ضلع سیالکوٹ تیار ہو گیا جو کہ اب انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے کام آتا ہے۔ ضلع سیالکوٹ کے مفصلات کا جنرل رجسٹر مکمل تیار کرنے میں انجمن احمدیہ سیالکوٹ خصوصاً بندہ آپ کی تحریک کا سخت ممنون ہے۔ اب مفصل حال تحریر کرتا ہوں۔

خاص شہر سیالکوٹ کی انجمن (انجمن احمدیہ سیالکوٹ) کے نام سے مشہور ہے۔ اس انجمن کے ماتحت پانچ تحصیلات ہیں اور ہر ایک تحصیل میں ایک ایک علاقہ دار ہے ہر ایک علاقہ داران کے انڈر کئی کئی حلقہ دار ہیں جن کی تعداد چوبیس ہے اور ہر ایک حلقہ میں کئی کئی دیہات ہیں۔ جن کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔ ان سب باتوں کو آسانی سے سمجھنے کے لئے بندہ نے شجرہ تیار کیا ہے یہ شجرہ آئندہ اشاعت میں درج کیا جائے گا۔

اس شجرہ میں دیہات کا نام اس لئے درج نہیں کیا گیا کہ جناب سیکریٹری صاحب کی غرض صرف حلقہ داران یا علاقہ داران سے جان پہچان کی ہے اس لئے اس شجرہ کو حلقہ داران تک ہی محدود رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ضلع سیالکوٹ میں ایک صد سے زائد دیہات ہیں جن میں احمدی احباب دو ہزار سے زائد ہیں۔ اور یہ تعداد خاص شہر اور مضافات شہر سیالکوٹ سے علیحدہ ہے۔ جنرل رجسٹر مفصل میں درج ہیں۔ یہاں تک کہ جو احمدی الحکم خریدتا ہے اور جو بدر یا رسالہ میگزین یا دیگر رسالہ جات منگواتا ہے۔ اُن کا بھی پتہ رجسٹر مذکور سے مل جاتا ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو کسی موقع پر مفصل عرض کروں گا۔ اس مضمون میں ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک حلقہ وار کے پاس ایک ایک رجسٹر ہے۔ جس میں وہ ہر ایک قسم کا چندہ درج کرتا ہے اور وصول کرتا ہے اور اُس رجسٹر میں اُس کے حلقہ کے احمدیوں کے نام درج ہیں۔ بلکہ مرنے یا پیدا ہونے تک کے حالات درج کرنے پڑتے ہیں۔ جیسا کے رجسٹر کی پیشانی سے ظاہر ہوتا ہے۔ پیشانی یہ ہے۔

نمبر	خانہ	
۱	نمبر شمار رجسٹر	
۲	نام موضع	
۳	نمبر شمار موضع	
۴	نمبر شمار خاندان	
۵	نام مع ولدیت قومیت و پیشہ	
۶	عسمیہ	
۷	لنگر	چندہ ماہوار یا ششماہی
۸	مدرسہ	
۹	مہمان	
۱۰	رقم	وصولی فصل وار — فصل خریف
۱۱	تاریخ وصولی	
۱۲	رقم	فصل ربیع
۱۳	تاریخ وصولی	
۱۴	سگائی	[illegible]
۱۵	لڑکا	شادی
۱۶	لڑکی	شادی
۱۷	ختنہ	
۱۸	لڑکا	پیدائش
۱۹	لڑکی	پیدائش
۲۰	کھال ولیمہ	
۲۱	کھال عقیقہ	
۲۲	صدقہ	
۲۳	زکوٰۃ	
۲۴	نذر نیاز وغیرہ	
۲۵	چندہ عید الفطر	
۲۶	صدقہ عید الفطر	
۲۷	چندہ عید الاضحے	
۲۸	قیمت کھال قربانی عید الاضحے	
۲۹	رسالہ میگزین	خریداران اخبارات
۳۰	اخبار الحکم	
۳۱	اخبار بدر	
۳۲	رسالہ تشحیذ الاذہان	
۳۳	کیفیت	

نمونہ رجسٹر نمبر — ضلع — تحصیل

یادداشت وصولی چندہ احمدی انجمن

ہدایت نمبر ۳
جو مرید فوت ہو جاوے اسکا نام رجسٹری سے کاٹ دیا جاوے اور خانہ کیفیت میں نوٹ درج کیا جاوے کہ فلاں تاریخ فلاں بیماری سے فوت ہوا

ہدایت نمبر ۴
[illegible]

اب اس پیشانی سے واضح ہو سکتا ہے۔ کہ ہر قسم کا روپیہ جو دار الامان جاتا ہے وہ سب اس میں درج ہو کر جاتا ہے۔

چونکہ غرض جناب سکرٹری صاحب کی اس اعلان کے شائع کرنے کی ہے۔ وہ ضلع سیالکوٹ کی سب انجمنوں سے علیحدہ علیحدہ پوری ہونی مشکل ہے۔ کیونکہ تمام سب انجمنیں انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ماتحت زیر نگرانی سکرٹری مفصلات کام کرتی ہیں۔ کوئی چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یا اتفاقی خواہ کسی قسم کا ہو۔ کوئی سب انجمن براہ راست دار الامان نہیں بھیجتی۔ ہر ایک قسم کا چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یہاں تک کہ صدقہ۔ زکوٰۃ۔ یتیم فنڈ۔ عید فنڈ۔ کھال قربانی۔ کھال ولیمہ۔ کھال عقیقہ بھی سب کا سب ہر ایک حلقہ دار سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کے پاس بھیج دیتا ہے۔ جہاں سے شہر کے چندہ کے ساتھ جمع ہو کر دار الامان بھیجا جاتا ہے۔

میں اب جناب سکرٹری صاحب کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ صاحب موصوف براہ راست کسی علاقہ دار یا حلقہ دار ضلع سیالکوٹ کے ساتھ کسی قسم کی خط و کتابت نہ کریں۔ تا کہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے مقرر کردہ انتظام میں فرق نہ آجاوے۔ جس قسم کے اتفاقی چندہ کی ضرورت پڑ جاوے۔ یا کوئی اشتہار یا جدید ہدایت جاری کرنی ہو۔ تو بدستور سابق جناب جنرل سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے نام بھیج دیویں۔ جناب جنرل سکرٹری صاحب اول شہر کے احباب کو وہ حکم یا ہدایت یا اشتہار سُنا دیتے ہیں۔ بعدش سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کو دیدیا جاتا ہے۔ سکرٹری مذکور اگر اشتہار ہے تو چھپوا کر ورنہ خود لکھکر یا لکھا کر (جیسی صورت ہو) تمام حلقہ داران کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دیتا ہے۔ اس طرح سے ضلع سیالکوٹ میں بفضل خدا کام خوب چل رہا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک بھائی محض اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور اپنے پاک امام کی رضا کے لئے دلی محبت اور خلوص دل سے کام کرتا ہے۔ اس لئے اُمید کامل ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ابد تک قایم رہے گا۔ اور یہ کام اسی طرح سے قیامت تک چلتا جاوے گا۔

الراقم

حضرت اقدس کی جوتیوں کا خادم
بندہ مولا بخش بھٹی احمدی سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ

حقیقت نماز شایع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے۔ نماز کے کُل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے۔ اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں۔ آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے۔ کتاب کی قیمت بلحاظ اُسکی خوبیوں کے کم ہے۔ یعنی مع محصولڈاک ۱۲ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہیئے۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

اب اس پیشانی سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہر قسم کا روپیہ جو دارالامان جاتا ہے وہ اس میں درج ہو کر جاتا ہے۔ جو غرض جناب سیکریٹری صاحب کی اس اعلان کے شائع کرنے سے تھی وہ ضلع سیالکوٹ کی سب انجمنوں سے علیحدہ علیحدہ پورا ہونی مشکل ہے کیونکہ تمام سب انجمنیں انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ماتحت زیر نگرانی سیکریٹری مفصلات کام کرتی ہیں کوئی چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یا اتفاقی خواہ کسی قسم کا ہو۔ کوئی سب انجمن دارالامان براہ راست نہیں بھیجتی۔ ہر ایک قسم کا چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یہاں تک کے صدقہ زکوٰۃ، یتیم فنڈ، کھال قربانی، کھال ولیمہ، کھال عقیقہ بھی سب کا سب ہر ایک حلقہ سیکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔ جہاں سے شہر کے چندہ کے ساتھ جمع ہو کر دارالامان بھیج دیا جاتا ہے۔

میں اب جناب سیکریٹری صاحب کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ صاحب موصوف براہ راست کسی علاقہ یا حلقہ وار ضلع سیالکوٹ کے ساتھ کسی قسم کی خط و کتابت نہ کریں۔ تا کہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے مقرر کردہ انتظام میں فرق نہ آجاوے۔ جس قسم کے اتفاقی چندہ کی ضرورت پڑ جاوے یا کوئی اشتہار یا کوئی جدید ہدایت جاری کرنی ہو۔ تو بدستور سابق جناب جنرل سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے نام بھیج دیویں۔ جناب جنرل سیکریٹری صاحب اول شہر کے احباب کو وہ حکم یا ہدایت یا اشتہار سُنا دیتے ہیں۔ بعدش سیکریٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کو دے دیا جاتا ہے۔ سیکریٹری مذکور گر اشتہار ہے تو چھپوا کر ورنہ خود لکھ کر یا لکھا کر (جیسی صورت ہو) تمام حلقہ واران کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دیتے ہیں۔ اس طرح ضلع سیالکوٹ میں بفضلہٖ خدا کام خوب چل رہا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک بھائی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اپنے پاک امام کی رضا کے لئے دلی محبت اور خلوص دل سے کام کرتا ہے۔ اس لئے اس سے اُمید کامل ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ابد تک قائم رہے گا۔ اور یہ کام اسی طرح سے قیامت تک چلتا رہے گا۔

الراقم حضرت اقدس کی جوتیوں کا خادم

بندہ مولا بخش بھٹی احمدی سیکریٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ (بحوالہ الحکم 17 جون 1907ء صفحہ 11-12)

جلسہ سالانہ قادیان 1906ء میں حاضری

''25 دسمبر 1906ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح سیر کے واسطے باہر تشریف لے گئے۔ مجمع کثیر آپ کے ہمراہ تھا۔ جن میں اکثر حصہ سیالکوٹ کے ضلع کے احمدی برادران کا تھا جو کہ اپنے لائق مہتمم چوہدری مولا بخش صاحب کے ہمراہ خدمت میں حاضر ہوئے۔''

(بحوالہ ملفوظات جلد پنجم ص 86۔87)

جلسہ سالانہ قادیان 1907ء میں شمولیت اور خصوصی خدمت کی سعادت

1907ء کا جلسہ سالانہ تاریخ احمدیت میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ آخری جلسہ تھا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، کی مبارک زندگی میں ہوا۔

جلسہ سالانہ 1907ء کے لئے احباب کی آمد 19 دسمبر سے شروع ہوگئی تھی۔ چند ایک دوست اس سے پہلے ہی دارالامان میں پہنچ چکے تھے مگر سب سے پہلے آنے والی جماعت دولمیال کی تھی جو اپنے امیر مولوی کرم داد صاحب کے ہمراہ قادیان میں پہنچی تھی۔ اسکے بعد ہر روز ملک کے چاروں طرف سے بکثرت احباب کی آمد شروع ہوگئی۔ 24 دسمبر کی شام اور اس کے بعد سیالکوٹ، جموں، وزیر آباد، گوجرانوالہ، جہلم، گجرات، لاہور، کپورتھلہ، لودھیانہ، جالندھر، دہلی اور دیگر مختلف اطراف کی جماعتیں وارد ہوئیں۔ 26۔27 کو بھی مہمانوں کی بکثرت آمد ہوئی۔

28 دسمبر کا دن حضور کی سیر

28 دسمبر کو صبح حسب معمول سیر کے لئے حضورؑ تشریف لے گئے۔ احباب بہت کثرت سے ساتھ تھے مگر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، چوہدری مولا بخش صاحبؓ، ملک محمد حیات صاحب، حکیم محمد عمر صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے ایسا انتظام کیا کہ تمام دوستوں نے نہایت اطمینان کے ساتھ حضور کی زیارت کا شرف حاصل کرلیا۔ حضرت اقدس میدان میں ایک جگہ بیٹھ گئے اس کے بعد پہلے امرتسری دوست نے بعد ازاں

ابو یوسف مولوی مبارک علی صاحب نے نظمیں سنائیں۔(بحوالہ اخبار بدر 9 جنوری 1908ء صفحہ 2 کالم نمبر 3)

سفرِ کشمیر

اخبار بدر قادیان میں احوال احباب احمدیہ کے تحت حضرت چوہدری مولا بخش صاحب ؓ کے حوالہ سے درج ہے کہ

''اخویم چوہدری مولا بخش صاحب ؓ سیالکوٹ سے اپنے احباب کو اطلاع دیتے ہیں کہ وہ سفر کشمیر سے بخیریت واپس وطن میں آ گئے ہیں۔''

(بحوالہ اخبار بدر قادیان 17 ستمبر 1908ء صفحہ 2)

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ ؓ نے یہ سفر کس غرض کے لئے کیا تھا۔

ایک نیک ارادہ

احباب خلیفہ وقت کو نذرانہ پیش کریں تا سلسلہ کے کاموں میں آسانی ہو

چوہدری مولا بخش صاحب ؓ اپنی مصروفیت کی وجہ سے جلسہ سالانہ قادیان 1908ء میں تشریف نہ لا سکے۔اس بات کا آپ کو انتہائی قلق اور افسوس تھا۔اپنے اس غم کو کم کرنے کے لئے آپ ؓ نے ایک تدبیر نکالی کہ قادیان جلسہ سالانہ میں آنے جانے کے سلسلہ میں جو اخراجات ہوتے تھے اُنہیں چندہ کے طور پر دے دیا جائے اسی طرح احباب جب قادیان آئیں تو خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ایک روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا کریں۔تا سلسلہ کی مالی مدد ہو سکے۔آپ ؓ کی طرح اور دوسرے احباب جو جلسہ سالانہ میں بامر مجبوری نہ جا سکیں وہ بھی اسی طرح کریں۔اس سلسلہ میں آپ نے ایک چھٹی ایڈیٹر بدر مکرم مفتی محمد صادق صاحب ؓ کے نام لکھی۔جو انہوں نے ''ایک نیک ارادہ'' کے عنوان سے شائع کر دی۔اس خط میں آپ لکھتے ہیں۔

محبّ صادق جناب مفتی صاحب سلمہ اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

اس سال میں ایک ایسی آسامی پر تبدیل کیا گیا ہوں جس جگہ ماہ دسمبر کی تعطیلات میں اس قدر کام کرنا پڑتا ہے کہ دن رات میں بمشکل چند گھنٹے نیند کو پورا کرنے کے لئے ملتے ہیں اس لئے اس سال میرے حاضری جلسہ میں ظاہراً مشکل بلکہ ناممکن نظر آتی ہے میں دعا میں لگا ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے شمولیت جلسہ کے لئے کوئی راہ نکال دے آپ بھی دعا فرماویں اور حضرت خلیفۃ المومنین کی خدمت بابرکت میں دُعا کے لئے عرض کریں کیونکہ حضرت اقدس کے وصال مبارک کے بعد یہ پہلا جلسہ تھا جس میں حاضر ہونا ضروری تھا اور جب سے میں نے بیعت کی ہے یہ پہلا سال ہے کہ شمولیت جلسہ سے مجھ کو غیر حاضری نظر آتی ہے۔ جس کا مجھے رنج تمام عمر رہے گا اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ اگر خدا نخواستہ میں شمولیت جلسہ سے بے نصیب رہ جاؤں تو میری غیر حاضری بھی میرے احمدی احباب کے لئے قابل تقلید ہو جائے۔ سو میں آپ کے اخبار کے ذریعہ اس عرض کو مشتہر کرتا ہوں کہ میرے دارالامان حاضر ہونے پر جو خرچ ہوا کرتا ہے وہ حسب ذیل ہے کہ آمد کرایہ از سیالکوٹ تا قادیان دارالامان 5 روپیہ خرچ متفرق دارالامان سے 3 روپیہ اور نذرانہ حضرت قدس ایک روپیہ کل 9 روپیہ ہوتے ہیں ۔ میں یہ مبلغ 9 روپیہ کی رقم سید حامد شاہ صاحب سیکریٹری انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ کی معرفت بخدمت جناب محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان بھیج دوں گا۔ جس فنڈ میں مناسب ہو شامل کر لئے جائیں۔ ممکن ہے کہ میری اس تحریک سے بعض اور احباب جو میری طرح کسی باعث حاضری اور شمولیت جلسہ سے بے نصیب رہ جاویں۔ وہ اسی طرح وہ رقم جو اُن کی جلسہ میں شامل ہونے کے باعث خرچ ہوتی ہے دارالامان بھیج کر مستحق ثواب ہو جاویں۔ اور اس نیک تحریک سے اللہ میرے لئے کوئی راہ شمولیت جلسہ کی کھول دے آمین۔

دوسری عرض میری اُن احباب کی خدمت میں جو کہ میرے ساتھ دلی تعلق رکھتے ہیں

اور جو ضلع سیالکوٹ کے بیرونجات کے احباب ہیں اور جو میری تحریک پر ہر سال فی کس ایک روپیہ نذرانہ حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں پیش کیا کرتے ہیں وہ احباب میری غیر حاضری کی مجبوری سے مطلع ہو جاویں اور بدستور ایک ایک روپیہ نذرانہ حضرت خلیفۃ المسیح المومنین کی خدمت بابرکت میں پیش کریں تا کہ اون کے نیک نمونہ سے دیگر احباب میں تحریک پیدا ہو اور وہ دوست ثواب کے مستحق ٹھہریں۔

والسلام

آپ کا نیازمند اور حضرت خلیفۃ المومنین کا خادم

عاجز بندہ مولا بخش بھٹی احمدی سیالکوٹی

15 نومبر 1908ء

(بحوالہ البدر 19 نومبر 1908ء جلد 8 صفحہ 2 کالم 1)

مکرم چوہدری مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ اپنی خلوص نیت کے باوجود انتہائی مصروفیت کی وجہ سے جلسہ سالانہ قادیان 1908ء میں میں شامل نہ ہوسکے۔ آپ نے حسب وعدہ 10 روپے سلسلہ کے اخراجات کے لئے روانہ کئے۔ چنانچہ آپ نے مکرم یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم کو اس سلسلہ میں خط لکھا۔ جو آپ نے بعنوان ''مکرم چوہدری مولا بخش کی چھٹی'' اخبار بدر میں شائع کر دیا۔ اس خط میں مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے ہر چند کوشش کی اور دعا بھی کی لیکن امسال دارالامان کے جلسہ مبارک میں شامل ہونے کے لئے کوئی راہ نہ نکلی بیرونجات کے اکثر احباب نے مجھ کو بذریعہ تحریر وتقریر جلسہ مبارک پر حاضر ہونے کے لئے مجبور کیا۔ اور میں اُن کے ساتھ صرف ایک دن کے لئے جلسہ پر جانے کا وعدہ بھی کر لیا لیکن افسوس ہے کہ میں اس وعدہ کو پورا نہیں کر سکتا

ہوں۔اب میں آپ کے اخبار کے ذریعہ اُن دوستوں کی خدمت میں جن کے ساتھ میں نے وعدہ کیا تھا اطلاع دیتا ہوں کہ میں جلسہ مبارک پر حاضر ہونے سے مجبور ہوں۔شرح کرایہ میں رعایت ہونے کے باعث اب سیالکوٹ سے بٹالہ انٹرمیڈیٹ کلاس کے درجہ میں سفر کرنے پر صرف دو روپیہ کرایہ آنے جانے کا خرچ ہوگا اور ایک روپیہ کرایہ یکہ بٹالہ سے دار الامان تک۔ اس مبارک موقعہ پر صرف تین روپیہ کرایہ خرچ ہوتے ہیں لیکن میں آپ کی خدمت میں مبلغ دس روپے ارسال کرتا ہوں آپ مبلغ 25 روپیہ والے فنڈ میں اس کو جمع کرا دیں کیونکہ بموجب ریزولیشن 552 مورخہ 15 نومبر 1908 مجلس معتمدین 10 روپیہ بھی اس فنڈ میں جمع ہو سکتے ہیں۔

میں یہ رقم سید حامد شاہ صاحب سیکریٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کی معرفت آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔جیسا کہ میں اخبار بدر 19 نومبر 1908 میں عرض کر چکا ہوں لیکن حضرت شاہ صاحب موصوف نے یہاں سے 24 تاریخ کو روانہ ہونا ہے اور اُن کے پہنچنے پر فی الفور کارروائی جلسہ شروع ہو جاویگی۔اور میری غرض اس تحریک سے یہ تھی کہ وہ تمام دوست جن کو میری طرح کسی اشد ضروری وجوہات کے باعث شمولیت جلسہ نصیب نہ ہوئی ہو وہ اپنے آنے جانے کا خرچ اس فنڈ میں جمع کرا دیں اس لئے قبل از کارروائی جلسہ مبلغ 10 روپیہ ارسال خدمت بذریعہ منی آرڈر کرتا ہوں کہ محاسب صاحب کو دے کر رسید بھجوا دیں۔

آج تک مجھ کو جس قدر دوست ملے ہیں میں نے زبانی ہی اُن کو ایک روپیہ نذرانہ ادا کرنے کی تاکید کر دی ہے۔انشاء اللہ سب دوست ایک ایک روپیہ نذرانہ ادا کریں گے بلکہ اکثر دوستوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمیشہ اس نیک رسم کو جاری رکھیں گے۔

والسلام

الراقم

حضرت خلیفۃ المسیح المہدی موعود کا ادنیٰ خادم
بندہ مولا بخش بھٹی احمدی سیالکوٹی
(بحوالہ اخبار الحکم 18 دسمبر 1908ء جلد 20 نمبر 12 صفحہ 3 کالم 1 اور 2)

چنانچہ اس بابرکت تحریک پر آپ مسلسل عمل کرتے رہے اور جلسہ سالانہ کے ایام میں اس کی یاد دہانی کرواتے رہے۔ اخبار بدر 3 مارچ 1910ء صفحہ 3 میں ''جلسہ سالانہ میں تشریف لانے والے احباب کی خدمت میں عرض'' کے عنوان سے درج ہے کہ

''حضرت اقدس مرحوم و مغفور کی زندگی کے ایام میں محبی اخویم چوہدری مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ سیالکوٹی نے ایک تحریک کی تھی کہ ہمارے احباب جو جلسہ سالانہ پر قادیان جاویں کم از کم ایک روپیہ فی کس نذرانہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کریں۔ چنانچہ اس پر انہوں نے اپنے ضلع کے دوستوں سے عمل درآمد کروایا اور اس طرح مد لنگر خانہ کو ایک معقول مدد ملی گذشتہ سال بھی اس کے متعلق اخباروں میں تحریک کی گئی تھی اور اب بھی چوہدری صاحب موصوف یاد دہانی کرواتے ہیں کہ دوست اس ایک روپیہ فنڈ کو یاد رکھیں اور اسی نیت سے ایک روپیہ گھر سے لے کے چلیں۔ سیالکوٹ سے بیرونجات احباب کو بالخصوص اس امر کی طرف متوجہ کرتے رہیں کہ دوسرے دوست بھی اس نیک تحریک کی تقلید سے فائدہ اٹھائیں۔

(اخبار بدر 3 مارچ 1910ء صفحہ 3)

اسی طرح دوستوں کو اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے کے لئے بطور یاد دہانی آپ نے ایڈیٹر صاحب بدر کو لکھا۔ چنانچہ مکرم ایڈیٹر صاحب بدر بعنوان ''نذرانہ'' تحریر کرتے ہیں کہ

''چوہدری مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ بھٹی احمدی سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ حضرت مغفور و مرحوم کی زندگی میں مَیں نے دوستوں کے درمیان تحریک کی تھی کہ سب مصافحہ کے وقت حضرت صاحب کی خدمت میں کم از کم ایک ایک روپیہ نذرانہ کا گذار کریں چنانچہ اس پر عمل

ہوتا رہا اور اس سال کے واسطے بھی میں اپنے دوستوں کو اس نیک تحریک پر عمل کرنے کے واسطے یاددہانی کرتا ہوں۔''

(بدر 22دسمبر 1910ء صفحہ 1)

فتنہ ارتداد اور چوہدری مولا بخش صاحبؓ کی خدمات

آریہ سماج کی تحریک نے اپنی ابتدا سے ہی دیگر مذاہب کے متعلق جارحانہ رُخ اختیار کیا اور چنانچہ اس کے بانی سوامی دیانند سرسوتی نے اپنی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' میں دیگر مذاہب سمیت اسلام پر سخت نکتہ چینی کی۔

19ویں صدی کے آخر اور 20ویں صدی کی شروعات میں ہی شُدھی کے ذریعہ مسلمانوں کو ہندو مذہب میں داخل کرنے کا کام شروع کر دیا گیا۔ مسلمانوں میں سے خصوصا جو قومیں مذہب اسلام سے ناواقف تھیں اُن میں آریہ سماجیوں نے خاص زور شور سے شدھی کا کام شروع کیا۔ ان اقوام میں ملکانہ، اور راجپوت خاص طور پر نشانہ پر تھیں۔ اس نازک حالت کو دیکھ کر ایڈیٹر اخبار الحکم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے اخبار الحکم 28 دسمبر 1909ء میں ایک مضمون بعنوان ''فتنہ ارتداد اور مسلمان راجپوتوں کا فرض'' کے نام سے شائع کیا اس مضمون میں آپ نے مسلم راجپوتوں خصوصا احمدی راجپوتوں کو غیرت ایمانی دلائی اور شدھی کے سد باب کے لئے مؤثر کام کرنے کی تحریک کی۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

''ارتداد کا جو فتنہ آریوں نے شدھی کے رنگ میں پیدا کرنا چاہا ہے وہ اب ایسا نہیں رہا کہ مسلمان اس کی طرف توجہ نہ کریں اور اُسے ایک سرسری اور معمولی بات سمجھ کر خاموش ہو رہیں۔ اگرچہ قرآن نے ہمیں بشارت دی ہے اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اگر کوئی مرتد ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک قوم کو اُس کے بدلے میں لے آتا ہے مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ مسلمان ترقی کی اس سبیل کے کرشمے ہی مشاہدہ کرتے ہیں اور اس فتنہ کے انسداد کی کوئی تدبیر نہ سوچیں۔ ممالک متحدہ میں راجپوتوں کے بعض دیہات

آریوں کی کوشش اور تجاویز سے شُدھ کئے جاتے بیان کئے جاتے ہیں اگرچہ یہ امر اسلام کی تعلیم اور ہدایت پر کوئی داغ اور دھبہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حق آخر حق ہے اس کی حیثیت اور صداقت کی دلیل نہ کسی شخص کا اس کو مان لینا ہوسکتا ہے اور نہ اس کے ابطال کا موجب کسی کا انکار۔

تاہم مسلمانوں کا یہ فرض مذہبی ہے کہ وہ اسلام کی حفاظت کے لئے سعی کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پاک اسلام کی حفاظت کے لئے کس قدر قربانیاں دینی پڑیں۔ ایک ایسا امر ہے جس کا انکار نہیں ہوسکتا۔ اور وہ اسلام جس کو صلحاء اور راستبازوں کے خون سے سینچا گیا تھا اس زمانہ میں ان لوگوں کے اعتراضات کا تختہ مشق بنایا گیا ہے جو روحانیت اور مذہب کے نام سے محض نا آشنا اور ناواقف ہیں۔ اس وقت امن اور آزادی کا دور ہے اور کسی جان اور کسی خون کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ضرورت ہے سعی فی الدین کی۔

آریوں نے جن دیہاتوں کی شدھیوں کا اعلان کیا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ لوگ اسلام سے پورے واقف تھے یا نہیں ان میں اسلام کی کوئی عملی روح باقی تھی یا نہیں وہ تمام رسم ورواج حتی کہ اپنے ناموں میں اہل ہنود سے مشابہت اور مشارکت رکھتے تھے اس بات کا انکار ہو نہیں سکتا کہ ان کو مسلمان کہا جائے۔

یہ لوگ راجپوتوں کی اولاد اور نسل قرار دئے جاتے ہیں کس طرح انہیں اسلام سے گمراہ کیا گیا اس کی داستان نئی نہیں اور اس وقت اُس کو دہرانا میرا مقصد نہیں میں مسلمان راجپوت برادران کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو عموماً توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اس فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے توجہ کریں۔ اور اپنے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کے ملانے کے لئے کمر ہمت باندہیں۔ اور ان میں تبلیغ کا انتظام کریں کہ وہ بلحاظ قرابت زیادہ حقدار ہیں اس مضمون کے لئے تحریک بھی چند راجپوت مسلمانوں کی طرف سے ہوئی ہے۔ مَیں نے اپنے اس خیال کو ایک مخلص معزز راجپوت بھائی کی تحریک پر چند دوستوں میں پیش کیا۔ انہوں نے اپنا فرض سمجھا کہ وہ اس کام میں ہر طرح سے مدد

دیں۔اورانہوں نے بھی یہ محسوس کیا کہ اس کام کے لئے سردست مسلمان راجپوتوں سے ہی اپیل کی جاوے کہ وہ اس کارخیر کے لئے اپنا ہاتھ بڑھائیں۔

اورحضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت سردست احمدی راجپوتوں کی ایک مختصر سی کارکن کمیٹی ہو جو اپنے بھائیوں سے خاص طور پر چندہ جمع کرے اور چندہ خصوصیت کے ساتھ ان علاقہ جات میں تبلیغ اور تحریک پر خرچ کیا جاوے جہاں مسلمان راجپوتوں کے شدھ ہونے کا چرچا ہے۔ چند ذی فہم اور اہل اثر راجپوت معہ ایسے واعظین کے جن کو حضرت خلیفۃ المسیح تجویز فرمائیں وہاں بھیجے جائیں اوران میں کام شروع کیا جاوے کام کس طرح ہوگا اوراس کا انتظام کس طرح ہوگا یہ تمام امورحضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایت کے ماتحت اس وقت شروع ہوں گے جب وہ پسند فرمائیں گے سردست راجپوت برادران کا کام یہ ہے کہ وہ اس کام کے لئے بالفعل ایک ہزار روپیہ جمع کر کے حضرت کواطلاع دیں جن مخلص احباب نے اس تحریک میں شمولیت کی خواہش پرزور الفاظ میں ظاہر کی اور جواس کی اہمیت کوتسلیم کرتے ہیں ان کے نام نامی حسب ذیل ہیں کیونکہ وہ اس موقعہ پر یہاں قادیان میں موجود ہیں۔

چوہدری غلام احمد خان صاحب

چوہدری محمد عبدالسلام صاحب ساکن کاٹھ گڑھ

چوہدری سوہنے خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ

ان احباب نے ہرطرح اس کام میں مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے بلکہ انہوں نے یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ سواحمدی راجپوتوں سے کم ازکم دس دس روپیہ وہ لے لیں گے اوروہ خوشی سے اس کارخیر میں شریک ہوں گے۔

ان احباب کواپنے راجپوت بھائیوں کے اشدھ (مرتد) ہونے کا سخت رنج ہے اس اپیل کو عام مسلمانوں راجپوت کے سامنے رکھنے کی سردست کوشش نہیں کرتے بلکہ وہ احمدی راجپوت برادران

سے ایک ہزار روپیہ کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور فی الحقیقت اگر سو احمدی راجپوت اس کام کے لئے اپنی جیب کھولدیں تو وہ ایک ہزار کیا کئی ہزار جمع کر دینے کو آمادہ ہوسکیں گے وہ قوم جو دنیا کی لغو اور غیر مشروع رسومات پر ہزاروں ضائع کر دیتی ہے کیا وہ خدمت دین اور اپنے بھائیوں کے بچانے کے لئے ایک ہزار بھی جمع نہیں کر سکتے ضلع جالندھر اور ہوشیار پور کے علاوہ جہاں جہاں ہمارے راجپوت بھائی احمدی ہیں اور بھی بعض مقامات پر راجپوت احمدی برادری سلسلہ عالیہ میں داخل ہے اگر وہ سب مل کر اس فرض کو ادا کرنا چاہیں گے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ پھر راجپوت برادری میں بعض بڑے بڑے معزز عہدہ دار بھی ہیں جیسے ہمارے مکرم راجہ نواب خان صاحب تحصیل دار گجرات، مولوی عبداللہ خان صاحب پروفیسر پٹیالہ، راجہ نادر خان صاحب نائب تحصیلدار اور بہت سے بزرگ احباب ایسے لوگ اپنے اثر ورسوخ سے بہت کچھ کر سکتے ہیں اور سر دست یہ تحریک ابتدائی تحریک کے طور پر شائع کی جاتی ہے کہ راجپوت اس دینی کام میں مدد دینے کو آمادہ ہوں اور ایڈیٹر الحکم کو فی الحال اطلاع دیں اس کے متعلق جو مزید کاروائی ہوگی اس کی اطلاع بذریعہ الحکم شائع ہوتی رہے گی انشاء اللہ العزیز آئندہ امید کی جاتی ہے کہ اس تحریک پر لبیک کہنے کے لئے بہت سی سعادت مندروحیں بول اٹھیں گی اور اللہ تعالیٰ خود اُس کو بارآور فرماوے اور اس میں اخلاص کی روح پیدا کرے۔ آمین برادرم مکرم چوہدری عبدالحئی صاحب نے اس تحریک میں بہت بڑا حصہ لیا ہے اور وہ چندہ دینے لئے چاہتے ہیں کہ جملہ احباب ایک ایک ماہ کی تنخواہ 14 قسطوں میں دے دیں اور اسی کام کو زیادہ تر لفظوں اور باتوں تک محدود نہ رکھ کر اپنی تنخواہ سب سے پہلے پیش کرتے ہیں جو وہ بارہ قسطوں میں پوری کر دیں گے خدا کرے کہ یہ تحریک بارآور ہو۔ آمین۔

(الحکم 28 دسمبر 1909ء صفحہ 7)

فتنہ ارتداد اور مسلم راجپوتوں کا فرض

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو تحریک کی گئی تھی اس کے متعلق سب سے پہلی آواز جو احمدی

راجپوتوں میں سے تائید کے لئے اٹھی ہے وہ ہمارے مکرم و مخلص بھائی چوہدری مولا بخش صاحبؓ بھٹی مثلخواں محکمہ جج بہادر سیالکوٹ کی ہے۔ چوہدری صاحب سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے لئے ایک جوش اور اخلاص رکھتے ہیں انہوں نے اس تحریک پر ایک لمبا ''درد نامہ'' لکھا ہے کیونکہ وہ خود بھی راجپوت قوم کے قابل قدر رکن ہیں اس درد نامہ میں اپنی قوم کی مذہبی حالت کا دردناک خاکہ انہوں نے کھینچ کر بتایا ہے کہ کس طرح یہ بہادر اور سخن پرور قوم باوجود مسلمان ہونے کے گری ہوئی ہے میں ان کے دردنامہ کو شائع کرنے کے لئے پھر گنجائش نکال سکوں گا سردست میں نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ اس تحریک کو زندہ اور جاری رکھنے کے لئے اس مختصر نوٹ پر اکتفا کروں۔

چوہدری مولا بخش صاحبؓ نے اس تحریک میں ہر طرح سے حصہ لینے کی مستعدی ظاہر کی ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہتے ہیں انہوں نے محرکین تجویز بالا کی خدمت میں نہایت موثر الفاظ میں اپیل کی ہے کہ قول مردان جان دارد کے مشہور مقولہ پر عمل کر کے اور اپنی راجپوتی آن کو قائم رکھنے کے لئے اس بابرکت تحریک کو عملی رنگ میں لانے کی کوشش کریں ایسا نہ ہو کہ صرف اخبارات ہی میں یہ صدا اٹھ کر رہ جاوے اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو ہم راجپوتوں کے لئے یہ امر نہایت افسوس ناک ہوگا اس لئے جہاں تک جلد ممکن ہو اسے عمل میں لانے کی کوشش کرو۔

(الحکم 21 جنوری 1910ء جلد 14 نمبر 2 صفحہ 6 کالم 3)

اس سلسلہ میں چوہدری مولا بخش صاحبؓ کے دل میں ایک تڑپ اور لگن تھی کہ کسی طرح اُن کی قوم راجپوتوں میں اسلام جلد از جلد پھیلے اور مسلمان راجپوت اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کو پہچانیں۔ چنانچہ آپ نے اس تحریک کی بھرپور حامی بھری اور دل وجان سے اس میں کام کرنے کے لئے کمر بستہ ہوگئے۔ جس کا ذکر ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم نے اپنے اخبار میں بعنوان ''احمدی راجپوت کیوں خاموش ہیں؟'' میں کیا۔ آپ لکھتے ہیں

احمدی راجپوت کیوں خاموش ہیں؟

پچھلے دنوں ہمارے کچھ معزز احمدی راجپوت بھائیوں نے تجویز کی تھی کہ ان راجپوت نومسلموں میں تبلیغ کا کافی انتظام کیا جاوے جہاں آریوں نے فتنہ ارتداد برپا کیا ہے۔ اس تجویز کو نہایت جوش اور سرگرمی کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔ **چوہدری مولا بخش صاحبؓ بھٹی نے بھی پورے زور سے اس کی تائید کی اور ہر طرح سے مدد دینے کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ مَیں جانتا ہوں کہ چوہدری مولا بخش صاحبؓ اپنے بھائیوں میں اس تحریک کو بارآور بنانے کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں مگر اس تحریک** کے بعد جو اخبار میں کی گئی تھی پھر کوئی خبر میرے کان میں نہیں آئی اگر اسی استقلال اور سرگرمی سے یہ کام کیا جانا ہے تو اس سے بہتر تھا کہ اس کا نام بھی نہ لیا جاتا۔ راجپوتوں کی آن پر مٹی ہوئی ہے اور قول مردان جان دار کی گرویدہ قوم میں ایک تحریک خود پیدا ہوئی اور پھر اس کو عملی رنگ نہ دیا جاوے سخت افسوس ناک امر ہے۔ میں چوہدری غلام احمد صاحب سکنہ کریام، چوہدری مولا بخش صاحبؓ بھٹی اور چوہدری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ اور چوہدری فیروز خان صاحب سکنہ راہوں اور چوہدری غلام قادر صاحب خان سکنہ سڑوعہ کی خدمت میں خصوصیت سے التماس کرتا ہوں اور دوسرے احمدی راجپوتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ بڑے شرم کا مقام ہے اگر اس تحریک کو عملی رنگ میں لانے کے لئے سعی نہ کی گئی اس وقت ایک راجپوت نومسلم جو خدا کے فضل سے اچھا واعظ ہے ہمارے ہاتھ میں ہے وہ بھی اس خدمت کے لئے انشاء اللہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ نے اس کے لئے منظور کر لیا تیار ہو سکتا ہے۔

یہ کام محض باتوں سے نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ روپیہ کی چوہدری عبد الحئی صاحب نے جو تجویز کی تھی کہ ایک ایک مہینے کی تنخواہ اس مقصد کے لئے دی جائے وہ اس کام میں ابتدا کریں اور اس سالانہ جلسہ سے پہلے ایک کافی رقم اس غرض کے لئے جمع ہو جانی چاہیے میری دانست میں بہتر ہوگا کہ اگر ڈیڑھ دو ہزار روپیہ جمع ہو جائے تو اسے کسی مفید تجارت میں لگا دیا جائے اور اس کی آمدنی سے اس کام کو مستقل طور پر جاری رکھا جائے یہ تمام امور بعد میں سوچے جا سکتے ہیں۔

میں دیکھوں گا راجپوت احباب اس کا کیا جواب دیتے ہیں مراد یہ نہیں وہ چند صفحوں کا کوئی مضمون تائید کے لئے بھیج دیں بلکہ یہ کہ وہ اس کام کے جاری رکھنے کے لئے روپیہ بھیج دیں چونکہ یہی قرار پایا تھا اس تحریک کے لئے روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح کے نام بھیج دیا جاوے تا کہ حضرت کو خصوصیت سے دعا کی تحریک ہو مجھے صرف اطلاع دی جاوے میں امید کرتا ہوں کہ بزرگ جو اس تحریک کے بانی ہیں اس نوٹ کے بعد فوراً روپیہ بھیج دیں **چوہدری مولا بخش صاحب**ؓ **اور چوہدری عبدالحئی صاحب خصوصیت سے توجہ دیں۔**''

(الحکم 21 فروری 1910ء صفحہ 5)

مولا بخش صاحبؓ کا پُر جوش جواب

ایڈیٹر صاحب الحکم نے اخبار کے ذریعہ چوہدری مولا بخش صاحبؓ کو خصوصی توجہ دینے اور اس کام کے لئے آگے آنے کی اپیل وتحریک کی آپ کی اس دعوت کے جواب میں مولا بخش صاحبؓ نے فوراً والہانہ لبیک کہا اور اس کے لئے عملی قربانی شروع کر دی۔ آپ کی اس خدمت کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب الحکم نے بعنوان ''راجپوتوں میں ارتداد کا فتنہ'' تحریر کیا کہ

''راجپوتوں کے ارتداد کے لئے جو کوششیں آریہ سماج نے کی تھیں اور جو وہ کر رہے ہیں اس کے بُرے نتائج اور مضر اثر کو روکنے کے لئے بعض راجپوت دوستوں نے جو تحریک کی تھی اس کے متعلق چوہدری مولا بخش صاحبؓ نے نہایت پر جوش تحریر بھیجی ہے اور وہ اس کام میں بہت بڑی مدد دینے کے لئے ہر طرح سے آمادہ ہیں اور وہ اور اُن کے بھائی ایک ایک مہینہ کی تنخواہ اگر یہ تجویز ہو تو دینے کو آمادہ ہیں اور اگر دس دس روپیہ فی آدمی دے تو بھی بہت سے آدمی جو راجپوت ہیں اس کام میں مدد دینے کو آمادہ ہو سکتے ہیں۔ چوہدری صاحب چاہتے ہیں کہ وہ ایام جلسہ میں راجپوت برادران کا ایک مختصر جلسہ کریں اور پھر اس کام کو ایک ضبط اور انتظام سے چلانے کا فکر کریں۔ چوہدری غلام احمد صاحب ساکن کریام نے 5 روپیہ اور چوہدری عبدالحئی صاحب نے سرگودہ سے 10 روپیہ اس فنڈ میں بھیج دئے ہیں دوسرے دوستوں کو بھی جلدی کرنی چاہیے جلسہ کے موقع پر اس انجمن کے مختصر سے قواعد ترتیب دیکر

دوستوں کے سامنے رکھ دوں گا۔ چوہدری مولا بخش اپنے دوستوں اور بھائیوں سے دس روپیہ اس فنڈ میں جمع کر کے بھیج دیں اور یہ تمام رقوم جیسا کہ پہلے بھی اعلان کیا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے نام پہنچنا چاہیے جب تک پانچ سو روپیہ کم از کم جمع نہ ہو جائے یہ کام شروع نہیں ہو سکتا۔ صرف روپیہ ہی اس کام کے لئے کافی نہیں نہایت اخلاص اور دردمند دل سے دعاؤں کی بھی حاجت ہے احمدی راجپوت توجہ کریں جس کام کا کرنے کا انہوں نے اعلان کیا ہے اس کے سرانجام دینے کی خدا کے فضل سے توفیق چاہیں۔ (الحکم 7 مارچ 1910ء صفحہ 7)

چوہدری مولا بخش صاحبؓ جہاں فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے خود ہمہ تن وقف تھے وہاں دیگر راجپوت برادری کو بھی بیدار کر رہے تھے۔ چنانچہ اپنے ضلع میں جہاں آپ خود یہ کام کر رہے تھے وہاں دیگر اضلاع کے راجپوتوں کو بیدار کرنے کے لئے آپ نے ایڈیٹر صاحب الحکم کے نام ایک خط لکھا۔ جو مکرم ایڈیٹر صاحب نے بعنوان ''مولا بخش صاحبؓ کا خط'' شائع کیا۔

قوم کو بیدار کرنے کے لئے چوہدری مولا بخش صاحبؓ کا خط

چنانچہ اس خط میں آپ تحریر کرتے ہیں کہ

''الحکم نمبر 6 جلد 14 مورخہ 21 فروری صفحہ 5 کالم اول کی سرخی (احمدی راجپوت کیوں خاموش ہیں) پڑھ کر نہایت رنج ہوا اخبار الحکم جلد 14 مورخہ 31 جنوری 1910ء کے بعد جس دن اخبار میرے پاس آتا ہے اس دن سے پہلے میں راجپوتوں کی نسبت کچھ پڑھنے کے لئے بیتاب ہو کر ورق گردانی کرتا تھا لیکن کوئی خبر نہ پا کر حیران ہو کر خاموش بیٹھا تھا اس اخبار نمبر 6 کو پڑھ کر نہایت حیران ہوا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ راجپوت کیوں خاموش ہیں۔ کیا بات رہی ہے کیوں آج تک ایک ہزار کی بجائے دس ہزار روپیہ جمع نہیں ہو گیا لیکن پھر میری حیرانی اس خیال سے دور ہو گئی کہ جو کچھ میں نے اپنے دل میں سوچا ہوا ہے غالباً سارے راجپوت برادری نے وہی سوچا ہوا ہوگا اور وہ یہ ہے کہ سالانہ جلسہ دارالامان قریب آ رہا ہے اور وہاں سب بھائی جمع ہو کر اس بارے میں مشورہ کر کے مناسب تجاویز سوچ

کر چندہ جمع کرنا شروع کریں گے۔سو میں آپ کے اخبار کے ذریعہ جملہ احمدیہ راجپوت برادری کی خدمت میں بڑے ادب سے التجا کرتا ہوں کہ وہ سب بھائی سالانہ جلسہ پر دارالامان تشریف لاویں تاکہ علاوہ وعظ وتعمیل زیارت بزرگان ملت راجپوتوں کے ارتداد کے انسداد کی تجاویز سوچ کر اس پر عمل درآمد شروع کردیں لیکن جلسہ پر آنے سے پیش تر سب بھائیوں کا فرض ہے کہ اپنے علاقہ اور ضلع کے راجپوتوں کو ضرور بہ ضرور اپنے اپنے ہمراہ لاویں جو نہ آسکیں ان سے اپنے طور پر مشورہ کر کے آویں سب سے پہلے میں اپنے ضلع کے احمدی راجپوتوں کے طرف سے اگر چہ وہ تعداد میں تھوڑے ہیں ذمہ لیتا ہوں اور اس مبارک کام کے خرچ کے لئے جس قدر رقم مقرر ہوگی اُس کی وصولی اور ادائیگی کا ٹھیکہ لیتا ہوں اگر ایک ایک ماہ کی تنخواہ یا آمدنی لینے کی تجویز پاس ہوئی تو سب سے پہلے میں اور میرا چھوٹا حقیقی بھائی چوہدری جلال خان اپنی اپنی تنخواہ کی رقومات پیش کردیں گے اگر دو روپیہ فی کس مقرر ہوا تو ضلع سیالکوٹ کے سب احمدی راجپوت بھائیوں سے رقومات لے کر ادا کروں۔

بہرحال اپنے اس اخبار کے ذریعہ اعلان عام کردیں کہ سب احمدی راجپوت بھائی اپنے اپنے گھر سے تیار ہوکر آویں۔اور آپ چونکہ جلسہ سالانہ کی مینجنگ کمیٹی کے ممبر ہیں۔لہذا آپ مہربانی کر کے میری یہ درخواست بھی منظور کرادیں کہ اس سال احمدی راجپوتوں کو خواہ کسی ضلع کے ہوں ایک الگ مکان یا کمرہ دیا جاوے تاکہ فرصت کے وقت وہ اپنی اس تجویز کو جلسہ کر کے سوچ لیں اور پھر آپ کی معرفت بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح پیش کردیں اگر احمدی راجپوت بھائی پسند کریں تو جلسہ پر جانے سے پہلے بھی چندہ کی ایک ایک قسط روانہ ہوسکتی ہے۔ والسلام

آپ کا پُرانہ نیازمند حضرت خلیفۃ المسیح کا ادنیٰ خادم عاجز بندہ
مولا بخش احمدی سیالکوٹی حال مثلخواں سیالکوٹ
27 فروری 1910ء

(بحوالہ الحکم 14 مارچ 1910ء صفحہ 5 کالم 1)

راجپوت بھائیوں کوجلسہ سالانہ کے موقع پرتشریف لانے اورایک جلسہ میں انسدادشدھی کے لئے تجاویز پرغورکرنے کے لئے آپ نے اخبارمیں اعلان کروایا۔اس بارے میں ایڈیٹرصاحب اخباربدر بعنوان''راجپوت احمدیان''تحریرکرتے ہیں کہ

''چوہدری مولابخش صاحب ؓ موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ راجپوتوں کے ارتداد کے انسداد کے واسطے انتظام سوچنے کے لئے ایک خاص جلسہ منعقدکیا جاوے جورات کے وقت ہو چونکہ جلسہ سالانہ میں دارالامان میں ہرطرف سے احمدی راجپوت جمع ہوں گےاس واسطے یہ جلسہ بآسانی منعقدکیا جاسکے گا۔''

(اخباربدر3مارچ1910ءصفحہ3)

یہاں پرمناسب معلوم ہوتاہے کہ راجپوت قوم کی تاریخ اوررسم ورواج کے بارہ میں ایک تعارفی نوٹ درج کر دیا جائے ۔ تاکہ اس بات کو سمجھنے میں آسانی ہو کہ انجمن راجپوتاں کی قیام کی کیوں ضرورت پیش آئی۔

راجپوت

راجپوت جس کے معانی راجاؤں کے بیٹے کے ہیں اوروہ اپنا سلسلہ نسب دیو مالائی شخصیات سے جوڑتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کی ابتدااوراصلیت کے بارے میں بہت سے نظریات قائم کئے گئے ہیں۔ایشوری پرشادکا کہنا ہے کہ وہ ویدک دور کے چھتری ہیں۔بعض کا کہنا ہے کہ یہ سیھتن اورہن حملہ آوروں میں سے بعض راجپوتانہ میں مقیم ہوگئے تھے اورانہوں نے اورگونڈوں اور بھاروں کے ساتھ برہمنی مذہب کوقبول کرکےفوجی طاقت حاصل کرلی تھی۔مسٹرسی وی ویدیا کا کہنا ہے کہ پرتھوی راج راسو کے مصنف چندربرائے نے راجپوتوں کوسورج بنسی اور چندربنسی ثابت کرنے سے عاجزآ کرایک نئے نظریہ کے تحت ان کو'اگنی کل' قراردیا تھا۔یعنی وہ آگ کے خاندان سے ہیں اوروششٹ نے جوقربانی کی آگ روشن کی تھی۔اس سے راجپوتوں کا مورث اعلیٰ پیدا ہوا تھا۔لیکن اب بعض فاضل ہندوؤں نے اس شاعرانہ فسانے سے انکارکیا ہےاورزیادہ ترحضرات کا خیال ہے کہ راجپوت قوم کی رگوں میں غیرملکی

خون ہے۔ ٹاڈ نے اپنی مشہور کتاب 'تاریخ راجستھان' میں اسی نظریے کی تائید کی ہے اور راجپوتوں کو وسط ایشیا کے سیتھین قبائل کا قریبی قرار دیا ہے۔ جمز ٹاڈ کا کہنا ہے کہ عہد قدیم سے محمود غزنوی کے دور تک بہت سی اقوام ہند پر حملہ آور ہوئیں وہ راجپوتوں کے چھتیس راج کلی میں شامل ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ ان کے دیوتا، ان کے شجرہ نسب، ان کے قدیم نام اور بہت سے حالات واطوار چین، تاتار، مغل، جٹ اور سیتھیوں سے بہت زیادہ مشابہہ ہیں۔ اس لئے با آسانی اندازہ ہوتا کہ راجپوت اور بالا الذکر اقوام ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

راجپوتوں کا عنقا مسلم علاقوں میں

ساتویں صدی عیسویں میں ہیونگ تسانگ نے راجپوت کا کلمہ استعمال نہیں کیا۔ عرب حملوں کے زمانے (آٹھویں سے گیارویں صدی عیسوی) کے حوالے سے بدھ پرکاش لکھتا ہے کہ لفظ کشتری کم دیکھنے میں آتا ہے اور راجپوت کی اصلاح عام نہیں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر پی سرن کے مطابق لفظ راجپوت نسلی معنوں میں دسویں صدی عیسوی تک استعمال نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ ٹھاکر کی اصطلاح جو مسلم مورخین نے اپنی تحریروں میں چند بار استعمال کی ہے ایک قبیلہ کے بارے میں ہے۔ رائے قبیلہ ایران میں بہت پہلے سے موجود تھا۔ پہلے پہل محمد بن قاسم نے رانگی (رانا) کا خطاب ایک جاٹ کو عطا کیا تھا۔ راوت کا کلمہ روٹھ یا روٹ یا ڑاٹ سے بنا۔ اس کا مطلب مشرقی ایران میں بادشاہ کے ہیں۔ واضح رہے کہ راجپوت کا کلمہ ساتویں صدی سے پہلے کہیں دکھائی دیتا ہے۔ غالباً اس کا قدیم تریں تلفظ ہن فاتح ٹورامن کے کتبہ پر ملتا ہے۔ اس کتبہ پر اس کے بیٹوں اور بیٹیوں کو راج پتر کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے اس کلمہ کو لغوی معنوں میں (بادشاہ کی اولاد) میں استعمال کیا گیا، جو ایرانی کلمہ وس پوہر (بادشاہ کا بیٹا) کے مترادف ہے۔ وس سنسکرت میں بھی بادشاہ کے معنوں میں آتا ہے اور پوہر سنسکرت کے پتر کا مترادف ہے لیکن ساتویں صدی عیسویں سے اس کی جگہ راجہ استعمال ہو رہا ہے۔ چنانچہ جب شنکر اچاریہ کے تحت کٹر برہمن مت کا احیا ہوا تو راجہ پتر کا لفظ استعمال ہوا۔ کلہانا نے راج

ترنگی میں راجپوتوں کو واضح انداز میں غیر ملکی، مغرور، بہادر اور وفادار کہا گیا ہے۔ یہ محض فرضی آراء نہیں ہیں کسی مسلمان مورخ نے پنجاب، سندھ، بلوچستان، مکران، کیا کان، افغانستان، غزنی اور کشمیر کی لڑائیوں میں راجپوتوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔

راجپوتوں کا ارتقاء

ابوالغازی نے تاتاریوں اور مغل اقوام کے نسل ونسب کی روایتیں بیان کی ہیں۔ وہی روایتیں پرانوں میں آئی ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ مغل وتاتار کے مورث اعلیٰ کا نام پشنہ تھا اور اس کے بیٹے کا نام اوغوز تھا۔ اوغوز کے چھے فرزند تھے۔ بڑے بیٹے کا نام کین یعنی سورج تھا۔ دوسرے بیٹے کا نام آیو یعنی چاند تھا۔ تاتاریوں کا دعویٰ ہے کہ وہ آیو یعنی چاند کی نسل سے ہیں۔ آیو کا بیٹا جلدس تھا۔ جلدس کا بیٹا ہیو تھا۔ جس سے شاہان چین کی نسل ہوئی ہے۔ ایلخان جو آیو کی چھٹی پشت پر تھا اس کے دو بیٹے تھے۔ ایک خان دوسرا ناگس۔ ناگس اولاد نے تاتار کو آباد کیا۔ چنگیز خان کا دعویٰ تھا کہ وہ خان کی نسل سے ہے۔ ناگس غالباً تکش یا سانپ کی نسل ہے۔ افغانستان اور شمالی مغربی علاقہ قدیم زمانے میں ہندوستان سے ملحق رہا ہے اور یہ علاقہ عہد قدیم میں ہندو تہذیب کے بڑے مرکزوں میں سے تھا۔ بھارت ورش کے زمانے میں یہ گندھارا کہلاتا تھا۔ کابل، گندھار (قندھار) اور سیستان اکثر سیاسی حیثیت سے ہندوستان کا حصہ رہے ہیں۔ پارتھی عہد میں ان مقامات کو سفید ہند کہا جاتا تھا۔ اس علاقہ کی پرانی عمارات اور خانقاہوں کے کھنڈر اس کی تائید کرتے ہیں۔ خصوصاً ٹیکسلہ کی عظیم الشان یونیورسٹی کے آثار جس کی شہرت آج سے دو ہزار سال پہلے اپنے عروج پر تھی۔ اس زمانے میں جو بھی فاتح ہند پر حملہ آور ہوتا تھا تھوڑے عرصے میں اس کا شمار چھتریوں میں ہونے لگتا تھا۔ سکوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حکمران کا نام غیر ملکی ہے۔ لیکن بیٹے یا پوتے کا نام سنسکرت میں ہے اور اس کی تخت نشینی یا تاج پوشی چھتری رسوم کے مطابق ہوتی تھی۔ راجپوتوں کے اکثر قبیلوں کا سلسلہ نسب سک یا سیتھی حملہ آوروں سے تھا یا وہ سفید ہن قوم کے حملہ آوروں میں سے تھے۔ یہی زمانہ تھا کہ باہر سے حملہ آور اقوام ہندو

معاشرے میں داخل ہورہی تھیں اور ہندو تہذیب اختیار کررہی تھیں۔ ان حملہ آوروں کو گوترا عطا کرنے میں مقامی پنڈت سبقت لے جانے کی کوشش کررہے تھے۔ اس طرح وہ ہندو تہذیب کی ترقی کی پوری کوشش کررہے تھے۔ چنانچہ وشنو، شیوا، چندی اور سوریہ وغیر کے ادیان بہت پھیل گئے۔ اس سے نہ صرف برہمنی مذہب اپنے عروج پر پہنچا۔ بلکہ بدھ مذہب کو سخت صدمہ پہنچا اور وہ برصغیر کو خیر باد کہنے پر مجبور ہوگیا۔ اس طرح راجپوتوں نے برہمنوں کے ساتھ مل کر ہندو دھرم کو از سر نو زندہ کیا اور بدھوں کو تہس نہس کردیا۔ سک، پہلو یون اور ترشک جو وسط ایشیا کی مشہور قومیں تھیں اور وہ ہند پر حملہ آور ہوکر ہندو مذہب میں داخل ہوکر راجپوت کہلائیں۔ ولسن کا کہنا ہے کہ راجپوت قبائل راٹھور، پوار، اور گہلوٹ وغیرہ یہاں پہلے سے آباد تھے۔ یہ چاروں قبائل اصل میں جاٹ ہیں جنہیں بعد میں راجپوت کہا جانے لگا ہے۔ کیوں کے یہ اس وقت حکمران تھے۔ اس بناء پر راجپوت یا راج پتر یعنی راجاؤں کی اولاد کی اصطلاح وجود میں آئی۔ اس کی اصل پہلوی کلمہ وسپوہر (شاہ کا بیٹا) سے ہے۔ ولسن انہیں غیر ملکی تسلیم کرتا ہے۔ کیوں کہ ان لوگوں نے ساکا اور دیگر قبائل کے ساتھ مل کر برصغیر کی تسخیر کی تھی۔ راجپوت رسمی طور پر برہمنی مذہب میں داخل ہونے والے جاٹ اور گوجر ہیں جن لوگوں نے رسمی طور پر متعصب برہمنی نظام کی شرائط کو قبول کرنے سے انکار کیا انہیں رسمی طور پر ہندو مذہب میں داخل نہیں کیا گیا اور وہ آج تک وہی جاٹ، گوجر اور آہیر ہیں۔ یہی وجہ ہے جاٹوں اور راجپوتوں کے مشترک قبائلی نام ہیں۔ ان لوگوں کو اپنے مقصد کے پیش نظر وششتھاؤں نے راجستھان میں کوہ آبو میں ایک قربانی کی آگ کا اہتمام کیا اور بہت سے نو وارد لوگوں کو اس آگ کے ذریعہ پاک کیا۔ ان لوگوں کو راج پتر (بادشاہوں کی اولاد) کا نام دیا گیا جو وہ پہلے ہی تھے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ایران بالخصوص سیستان میں بڑے زمیندار وس پوہر بادشاہوں کی اولاد کہلاتے تھے۔ برصغیر کی اصطلاح راج پتر کا ایرانی کلمہ کا ترجمہ ہے۔ قانون گو کا کہنا غلط ہے کہ اس سرزمین پر ابتدائی قابض جاٹوں کی جگہ نو وارد راجپوتوں نے لی۔ قانون گو نے اس بات کو فراموش کردیا کہ پوار (پنوار)، تنوار، بھٹی، جوئیہ وغیرہ جاٹوں اور راجپوتوں دونوں میں پائے جاتے

ہیں۔ جاٹوں کی جگہ راجپوتوں نے اس لئے لی کہ برہمنوں نے موخرالذکر کے عوام کو خلاف بھڑکایا۔ کیوں کہ راجپوت تھوڑا عرصہ پہلے ہندو مذہب میں آئے تھے۔ برہمنوں نے راجپوتوں کو اعلیٰ مقام دیا، ان کی تعریف میں قصائص لکھے اور انہیں رام ارجن (سورج اور چندر بنسی) سے جاملایا۔ اس کے بدلے راجپوتوں نے پھر پور 'وکشنا' اور 'اگرہارا' دئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ برصغیر میں فاتح کی آمد پر جاٹوں کو براہمنی نظام میں مدغم کرنے کی سوچی سمجھی کوششیں کی گئی۔ غیر ملکی ساکا کو ہندوسماج کا حصہ بنانے کی غرض سے مشہور 'ورانا سٹوما' کی رسوم گھڑی گئیں اگروالا کا کہنا ہے کہ ان رسوم کی ادائیگی نہایت آسان تھی جو محض ایک ضابطہ کی کارروائی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ غیر ملکیوں کو مذہبی رسوم کے ذریعہ ہندوسماج کا حصہ بنایا جائے۔ ویسنٹ اسمتھ کا کہنا ہے بعض گونڈوں اور بھاروں نے فوجی طاقت حاصل کرنے کے بعد برہمنی مذہب کو قبول کرلیا اس طرح وہ بھی راجپوتوں میں شامل ہوگئے۔ اس طرح راجپوت برہمنی رنگ میں رنگے جاٹ اور گوجر ہیں۔ یہی وجہ ہے ہم راجپوتوں کے ظہور سے بہت پہلے صرف جاٹوں اور گوجروں کو وسطی برصغیر، راجستان گجرات سندھ میں پاتے ہیں۔ اگر کوئی راجپوت کسی جاٹ عورت سے شادی کرلے وہ جاٹ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر وہ یا اس کی بیوہ دوبارہ شادی رچالے تو، اس کی اولاد جاٹ بن جائے گی۔ یہ مسئلہ کا اصل نقطہ ہے ایک راج پوت اور جاٹ میں صرف بیوہ کی دوسری شادی کا ہے۔ بیوہ کی شادی ہر دور میں رہی ہے۔ لیکن راجپوتوں کو براہمنوں کے غلط، غیر اخلاقی اور غیر منصفیانہ نظریات کے تحت اس بارے میں سننا بھی گوارا نہ تھا۔ موجودہ دور میں پنجاب میں ان کی جاٹ اور راجپوتوں کی تقسیم بہت الجھی ہوئی ہے، ابسن کا کہنا ہے کہ پنجاب کے بڑے قبیلے راجپوت کہلاتے ہیں جب کہ ان کی شاخیں خود کو جاٹ کہتی ہیں۔ بیوہ کی شادی کا وہ اہم ترین نقطہ اختلاف تھا جو کوہ آبو کی قربانی کے موقع پر جاٹوں اور برہمنوں کا اختلاف ہوا۔ جن لوگوں نے برہمنوں کی پیش کردہ شرائط کو تسلیم کیا وہ جاٹ کہلائے۔ اس کے برعکس جنھوں نے بیوہ کی شادی کے کرنے پر اصرار کیا وہ ہندو مذہب میں داخل ہونے کے باوجود راجپوت کہلائے۔

راجپوتوں کا عروج

سی وی ویدیا ہسٹری آف میڈول انڈیا میں لکھتے ہیں کہ جب بدھ مذہب کے زیر اثر ہندوؤں میں جنگی روح ختم ہوگئی تو راجپوتوں نے موقع پا کر ملک کے مختلف حصوں پر اپنی حکومتیں قائم کر لیں۔ بقول اسمتھ کے ہرش کی وفات کے بعد سے مسلمانوں کی آمد تک یعنی اندازاً ساتویں صدی عیسوی سے لے کر بارہویں صدی عیسوی تک کے زمانے کو راجپوتوں کا دور کہا جاسکتا ہے۔ مسلمانوں کی آمد کے وقت کابل سے کامروپ تک کشمیر سے کوکن تک کی تمام سلطنتیں راجپوتوں کی تھیں اور ان کے چھتیس راج کلی (شاہی خاندان) حکومت کررہے تھے۔ چندر بروے نے اس تعداد کو پہلے پہل بیان کیا اور پنڈٹ کلھیان نے 'ترنگی راج' میں اس تعداد کی تصدیق کی ہے۔ جیمز ٹاڈ کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے کیوں کے بعد کے ناموں میں اختلاف ہے۔ چھتیس راج کلی میں برصغیر کا پہلا تاریخی خاندان موریہ خاندان اس میں شامل ہے لیکن اس بنا پر نہیں ہے بلکہ میواڑ کے ایک قدیمی خاندان کی وجہ سے۔

راجپوتوں کی نسلی تقسیم

ان غیر ملکی اقوام نے برہمنی مذہب اختیار کرلیا، تو ہندو پنڈتوں نے انہیں نہ صرف چھتری قرار دیا اور انہیں گوتریں دیں اور ان کا نسلی تعلق دیو مالائی شخصیات سے جوڑ دیا۔ اس طرح یہ نسلی اعتبار سے پانچ طبقات میں منقسم ہیں۔ یعنی راجپوت پانچ طبقوں میں تقسیم ہیں جو درج ذیل ہیں۔

سوریہ یا سورج بنسی = ان کا مورث اعلی رام چندر ہے اور تمام سورج بنسی قبائل کے شجرہ نسب رام کے لڑکوں 'لو' اور 'کش' سے ملتے ہیں۔

چندر یا چندر بنسی = ان کا مورث اعلیٰ ہری کرشن تھا۔ ہری کرشن کا لقب یادو تھا، جس کا ایک تلفظ جادو ہے۔ اس لئے چندر بنسی قبائل یادو کے علاوہ جادو بھی کہلاتے ہیں۔

اگنی کل یا آگ بنسی = روایات کے مطابق برہمنوں نے کوہ آبو پر ایک اگنی کنڈ (آگ کے الاؤ) سے دیوتاؤں کی مدد سے پیدا کیا تھا۔

ناگ بنسی یا تکشک = ہند آریائی میں تکشک سانپ کو کہتے ہیں اور یہ اقوام کا دعویٰ ہے کہ یہ ناگ کی نسل سے ہیں۔

جٹ یا جاٹ = جٹ قوم کا راجپوتوں کے ساتھ نسلی تعلق ہے اسی وجہ سے کئی جٹ اور راجپوت قبیلے ایک ہی ہیں جیسے پارمر جٹوں کا بھی اور راجپوتوں کا بھی ایک کتاب کے مطابق جٹ اور راجپوت ایک ہی ہیں لیکن جو جٹ پچھلے دور میں بادشاہ تھے، اُن کی نسلوں کو اب راجپوت کہا جاتا ہے یا جٹ اور راجپوت ایک ہی نسل کی دو شاخیں ہیں

راجپوتوں کا کردار

ایشوری پرشاد کا کہنا ہے، کہ راجپوتوں نے جنگ کو اپنا پیشہ بنا رکھا تھا اور نظم ونسق کے بلند اور شریفانہ فرائض سے غافل ہو گئے تھے۔ جس کی بجا آوری نے اشوک و ہرش کو غیر فانی بنا دیا تھا۔ کوئی ایسی تحریری شہادت موجود نہیں ہے کہ جس سے نظم ونسق وحکومت کے دائرے میں راجپوتوں کے کارناموں کا اظہار ہوا ہو۔ ان کی پوری تاریخ قبائلی جنگ و پیکار کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ یہی وجہ ہے وہ بیرونی حملہ آوروں کا مقابلہ نہیں کر سکے اور انہیں پسپا ہونا پڑا اور ان کی طاقت کو زوال آ گیا۔ کبر ونخوت ان کی بربادی کا سبب بنی۔ ذات پات کی قیود سے باہمی نفاق اور حسد وکینہ کی پرورش ہوئی۔ اس لئے ان کی معاشی طاقت کمزور ہو گئی تھی۔ اس لئے ان کا نظام حکومت جاگیرادرانہ تھا۔ یہ سیاسی اعتبار سے متحد نہیں تھے۔ اس لئے وہ بیرونی حملہ آوروں کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہو گئے۔ سی وی ویدیا لکھتے ہیں کہ قنوج اور بنگال کے سوا راجپوت راجاؤں کو مستقل فوج رکھنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ بعض تو ضرورتوں کے وقت فوج بھرتی کر لیا کرتے تھے اور بعض اپنے جاگیرداروں سے ان کے متوسلین کو طلب کر لیا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام کو حکومتوں کے چلانے یا ان کو قائم رکھنے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

صرف حکمران خاندان اپنے ہم قبیلہ بھائی بندوں کو ساتھ لے کر حریف سے بھڑ جاتا تھا۔ فتح پائی تو فبہا، شکست کھائی تو ملک حریف کے حوالے کر دیا۔ عوام کو راج کے پلٹ جانے کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ قنوج کے پر تیہار اور دکن کے راشٹر کوٹ چونکہ جنگی قبیلے تھے، اس لئے ان کی فوج میں بیرونی عنصر شامل نہیں تھے۔ البتہ بنگال کے پال اور سین راجاؤں نے مالوہ جنوبی گجرات کرناٹک وغیرہ کے بعض لوگوں کو بھرتی کر رکھا تھا۔ کیوں کہ بنگال میں راجپوتوں کی تعداد کافی نہیں تھی اور بنگالی اس زمانے میں جنگی قوم نہیں سمجھے جاتے تھے۔ باقی ملک میں بھی راجپوت راجاؤں کے ہاں مستقل فوج کا کوئی وجود نہیں تھا۔ شمالی برصغیر میں راجپوتوں کی ریاستیں دہلی، اجمیر، قنوج، گندھار، مالوہ اور گجرات میں قائم ہوئیں۔ دہلی اور اجمیر کی ریاست کا بانی اگرچہ انگ پال تھا، لیکن پرتھوی راج کو سب سے زیادہ شہرت ملی۔ قنوج میں مختلف راجپوت خاندانوں نے حکومت کی۔ گندھارا کی ریاست کے حکمرانوں میں جے پال اور آنند پال زیادہ مشہور ہوئے۔ جے چند راٹھور نے کافی نام پیدا کیا۔ مالوہ میں پڑھیار خاندان کی حکومت تھی۔ اس خاندان کا راجہ بھوج بحیثیت قدردان علم بہت مشہور ہوا۔ وہ خود عالم اور شاعر تھا۔ گجرات بندھیل کھنڈ اور بنگال میں مختلف خاندانوں نے حکومت کی۔ میواڑ کی ریاست میں بھی مشہور راجہ گزرے ہیں۔ بالائی دکن کے زیریں (جنوبی علاقے) چولا، چیرا اور پانڈیا کی ریاستیں قائم ہوئیں۔

راجپوتوں کے خصائص

راجپوتوں نے اگرچہ ابتدا میں مسلمانوں کے خلاف کامیاب دفاع کیا اور مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے روکا۔ اور مسلمانوں کے خلاف یہ بعض اوقات متحد بھی ہو گئے۔ خاص کر محمود غزنوی کے خلاف جے پال کی سرکردگی میں، محمد غوری کے خلاف پرتھوی راج چوہان کی سرکردگی میں اور بابر کے خلاف رانا سانگا کی سرکردگی میں۔ مگر یہ وقتی وفاق تھا جو صرف جنگ تک محدود رہا اور جنگ کے بعد ان کے درمیان وہی نفاق، پیکار اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔

راجپوت آج بھی اپنی بہادری کی وجہ سے یاد کئے جاتے ہیں۔ شجاعت اور دلاوری میں ہند کی

اقوام میں کوئی ان سا پیدا نہیں ہوا ہے۔ راجپوت اپنی بات کے پکے، تیغ زنی کے ماہر اور اعلیٰ قسم کے شہسوار تھے۔ اپنی آن بچانے کے لئے جان کی بازی لگا دیتے تھے۔ راجپوتوں نے اپنی خوبیوں کی بدولت کافی عرصہ (ساتویں صدی عیسوی تا بارہویں صدی عیسوی) تک برصغیر میں حکومت کی اور ایک تہذیب قائم کی۔ لیکن یہ اپنی بالا الذکر برائیوں کی بدولت ان کی طاقت کو زوال آ گیا اور انہیں بیرونی حملہ آوروں کے مقابلے میں پسپا ہونا پڑا۔ راجپوت نہ صرف میدان جنگ میں جوہر دکھاتے تھے، بلکہ عمدہ انسان اور اعلیٰ میزبان تھے۔ مہمان نواز اور سخاوت کا جذبہ ان میں موجود تھا۔ راجپوت آرٹ و ادب اور موسیقی کے دلدادہ تھے۔ راجپوت مصوری کی اپنی انفرادیت ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے مصوری کا ایک اسکول وجود میں آیا۔ ہر راجہ کے دربار میں ایک نغمہ سرا ضرور ہوتا تھا، جو خاندانی عظمت کے گیت مرتب کرتا تھا۔ ان کی معاشرتی زندگی اچھی ہوتی تھی۔ اگرچہ ان میں بچپن میں شادی کا رواج تھا، لیکن اعلیٰ خاندان کی لڑکیاں جب جوان ہوتی تھیں تو اپنی پسند کی شادی کرتی تھیں۔ راجپوت عورتیں اپنی پاک دامنی اور عصمت پر بجا طور پر ناز کر سکتی تھیں۔ ستی اور جوہر کی رسم اس جذبے کی ترجمانی کرتی تھی۔ جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو وہ اپنے شوہر کے ساتھ آگ میں جل جانا پسند کرتی تھی۔ اس طرح کسی جنگ میں ناکامی کے خدشے کے بعد راجپوت اپنی عورتوں کو قتل کر کے میدان جنگ میں دیوانہ وار کود جایا کرتے تھے۔ (انوار ہاشمی، تاریخ پاک و ہند۔ 71) ایک عجیب رسم شادی کی تھی وہ شادی اپنے قبیلے یا ہم نسلوں میں نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس کے لئے ضروری تھا کہ شادی جس سے کی جاتی تھی ان کے درمیان پدری سلسلہ نہ ہو۔ راجپوت رانا، راؤ، راول، راجہ اور راجن وغیرہ لاحقہ استعمال کرتے ہیں، ان تمام کلمات کے معانی راج کرنے والے کے ہیں۔ مسلمانوں میں سے مغلوں نے راجپوتوں کے جنگی جذبہ سے فائدہ اٹھایا اور راجپوتوں کو اپنے لشکر میں کثرت سے بھرتی کیا۔ مغلوں کی اکثر فتوحات راجپوتوں کی رہین منت تھیں۔ جہانگیر اجمیر کے بارے میں لکھتا ہے کہ ضرورت پڑنے پر یہاں سے پچاس ہزار سوار اور تین لاکھ پیادے با آسانی حاصل ہو سکتے ہیں۔

راجپوتوں کا مذہب

راجپوتوں کا سب سے بڑا دیوتا سورج تھا۔ وہ اس کی پرستش کرتے اور اس کو راضی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس کے نام پر اشومیگھ (گھوڑے کی قربانی) کرتے تھے اور اسی کے نام پر لڑتے تھے اور جان دیتے تھے۔ وہ اسے سوریہ کہتے تھے۔ (بحوالہ وکی پیڈیا زیر لفظ راجپوت)

انجمن راجپوتاں کا قیام

مکرم چوہدری مولا بخش صاحب ؓ بھٹی کی کوششوں اور ایڈیٹر صاحب الحکم کی بار بار یاد دہانی کے نتیجہ میں 1910ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر راجپوت برادی کا ایک جلسہ مورخہ 25 مارچ کو منعقد ہوا۔ یہ جلسہ جلسہ سالانہ کے وسیع میدان میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں راجپوتوں میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک انجمن کے قیام کی تجویز پیش کی گئی اور اس کے پریزڈنٹ چوہدری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ مقرر ہوئے اور چوہدری مولا بخش صاحب ؓ سیالکوٹی احمدی سیکریٹری جنرل مقرر ہوئے۔

27 مارچ 1910ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ نے خود اس انجمن کا نام ''انجمن راجپوتاں'' تجویز فرمایا۔ اس انجمن کی سرپرستی خود حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے فرمائی۔ اس پہلے اجلاس میں راجپوت برادری کے کل 45 افراد جمع ہوئے۔ چنانچہ اس اجلاس کی تفصیلی رپورٹ اخبار بدر میں بعنوان ''جلسہ انجمن راجپوتان'' شائع ہوئی۔ جو احباب کے استفادہ کے لئے درج کی جاتی ہے۔

مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار بدر تحریر کرتے ہیں کہ

''دارالامان کے سالانہ جلسہ میں جو کہ صدر انجمن احمدیہ کے خرید کردہ وسیع احاطہ میں منعقد ہوا تھا اور جس میدان میں بہت سے خیمے اور چھول داریاں لگائی گئی تھی اور جا بجا ٹین کے شیڈز مہمانوں کے آرام و قیام کے لئے بنائے ہوئے تھے۔ وہاں اس سال احمدی راجپوتوں نے بھی اپنی سوشل حالت کو سنوارنے اور نیز انسدادِ ارتدادِ راجپوتان کے لئے جلسہ کیا اس جلسہ کی حالت بیان کرنے سے پہلے میں

اس عالی شان وسیع میدان کا ذکر نہ کروں تو میں سخت ناشکر گذار ہوں گا جو نظارہ اس مبارک میدان میں (جس میں ایک معزز وکیل اور جج سے لے کر ایک قلی اور تین آنہ روزانہ مزدور تک بلا لحاظ ظاہری دنیاوی اقبال وثروت کے پرالی کے فرش پر بستر ڈالے کُلّ مُؤمِنٌ اِخْوَۃٌ کا ثبوت دے رہے تھے۔) اس سال دیکھا گیا ہے وہ تمام عمر یاد رہے گا میں دیکھتا تھا کہ رات کے دو بجے اکثر احمدی جوان نماز تہجد کے لئے بیدار ہوتے ہیں اور بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ نوافل ادا کرتے ہیں اور بعض توبہ واستغفار میں اور بعض دورد شریف کے پڑھنے میں مشغول ہیں حتی کے صبح کے پانچ بجتے ہیں چونکہ ڈیرے دور فاصلے پر تھے اس لئے مختلف جگہوں کی اذانوں سے اللہ اکبر کے نعروں کی آواز سنائی دینی شروع ہوتی ہے جو پھر چھ بجے تک مختلف جگہوں میں نماز باجماعت ادا ہوتی رہتی ہے۔ ایک ایک جماعت میں سینکڑوں نمازی نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ اللہ کیا شاندار اسلامی نظارہ نظر آتا تھا ممکن ہے کہ کبھی شاہان اسلام کے زمانہ میں ایسا نظارہ نظر آتا ہو ہزار ہا سچے دیندار مسلمانوں نے میدان میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک کلمات یعنی حدیث شریف کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس عالی شان وسیع میدان کے کیمپ نمبر 10 میں ماہ مارچ کی 25 تاریخ کو بوقت آٹھ بجے شب کے راجپوت برادری جمع ہوتی ہے اور راجپوتوں کے ارتداد کے انسداد کی تجاویز سوچی جاتی ہیں۔ اللہ اللہ میرا دل جوش سے بھر جاتا ہے اور بڑے جوش اور شکر کے ساتھ اس برگزیدہ انسان بروز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرزا غلام احمد مغفور و مرحوم مسیح معہود کرشن پر درود اور سلام بھیجنے کو دل چاہتا ہے جس نے اپنے پاک نفس کی برکت سے اس قوم کو جو اسلام کے نام سے ناواقف اور ہر وقت کرتوتوں اور ہر آن دنیاوی لاج کی فکروں میں مستغرق رہنے والی تھی اس لائق بنا دیا کہ آج وہ مسلمانوں کے ارتداد کے انسداد کی تجاویز سوچ رہی ہے اور قومی بھائیوں کی دینی حالت کو سدھارنے کی فکر میں بے چین ہو رہی ہے۔ اور یہ دیکھ نہیں سکتے کہ ہماری قوم کے بھائی اسلام سے کنارہ کشی اختیار کر کے جہنم کے گڑھے میں گریں اور ہم امن وسلامتی کے کنارے پر کھڑے خاموش تماشہ دیکھیں۔ یہ اس پاک مرد کے انفاس

قدسی کی برکت ہے کہ راجپوتوں کی دنیاوی آن کو دینی غیرت میں تبدیل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس پاک روح پر لاکھ لاکھ برکتیں اور ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمادے۔ آمین۔

قبل از آغاز کاروائی جلسہ چوہدری غلام احمد خاں صاحب رئیس کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور صدر جلسہ منتخب ہوئے اور شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کی خدمت میں جنہوں نے اس مبارک تجویز کی راجپوتوں میں اپنے اخبار کے ذریعہ تحریک کی تھی۔ بایں خیال کہ محرک صاحب کو ہی افتتاحی تقریر کرنی چاہیے۔ ابتدائی افتتاحی تقریری کرنے کے لئے درخواست کی گئی۔ شیخ صاحب نے تقریر شروع کی اور راجپوتوں کے ارتداد کے انسداد کی ضرورت کو بڑے پُر جوش لہجہ میں بیان فرمایا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ ہندوستان میں آریوں کا فتنہ دن بدن بڑھ رہا ہے اور یہ لوگ سیدھے سادھے مسلمانوں پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں چنانچہ مما لک مغربی وشمالی میں راجپوتوں کے گاؤں کے گاؤں مرتد ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں ۔تمام مسلمانوں کا عموماً اور راجپوت مسلمانوں کا خصوصاً فرض ہے کہ اس آنے والے ارتداد کے سیلاب کو روکیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کی دستگیری کریں اس کے بعد چوہدری مولا بخش بھٹیؓ احمدی سیالکوٹی نے اس کی اہمیت پر بڑا زور دیا اور بیان کیا کہ جو کچھ شیخ صاحب نے بیان فرمایا ہے یہ بالکل صحیح ہے اور اکثر اخباروں میں بھی اس فتنہ کا حال پڑھا ہے عام مسلمانوں کا عموماً اور راجپوتوں کا خصوصاً یہ فرض ہے کہ اپنے دینی اور قومی بھائیوں کی مدد کریں اور ان کو جہنم کے گڑھے میں گرنے سے بچالیں اور یہ بھی بیان کیا کہ راجپوت وہ ہوتا ہے کہ جس میں آن ہو اور جس میں آن نہیں اس میں ایمان نہیں اس لئے اگر راجپوتوں میں اپنے قومی بھائیوں کو بڑھانے کا جوش پیدا ہوا ہے اور وہ جوش ایک قومی جوش ہے تو پھر محنت اور استقلال سے اس مبارک کام کو شروع کر دینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ فوری جوش سے کام شروع کیا جاوے اور پھر چندروز جوش دکھا کر خاموشی اختیار کی جاوے اس سے اس کام کو شروع نہ کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ اگر شروع کیا جاوے تو پھر اپنی طرف سے پوری کوشش سے کرنا چاہیے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ اللہ تعالیٰ مدد کرے گا کیونکہ ہر فعل کا نتیجہ مرتب کرنا اسی کا کام ہے اس کے ہی بس میں ہے۔

اس کے بعد چوہدری غلام احمد صاحب ؓ رئیس کاٹھ گڑھ نے جو کہ ایک معمر تجربہ کار اور ظاہری شکل میں بھی ذی وجاہت بارعب نظر آتے ہیں اور پرانے رئیس ہیں اپنی تقریر شروع کی اور فرمایا کہ میں نے بڑے بڑے زمانے دیکھے ہوئے ہیں بڑی مدت تک سر سید کا ہم خیال رہا ہوں اور ان کے بعد علمائے اہل حدیث کی خدمت میں بھی دیر تک رہا ہوں اور حضرت اقدس مرحوم و مغفور کے بھی پرانے خادموں میں سے ہوں۔ اس لئے سب بھائیوں کی خدمت میں اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ شروع شروع میں کام کو بڑے جوش اور شوق سے کیا جاتا ہے اور تھوڑے عرصہ بعد دل سیر ہو جاتا ہے لیکن یہ کام جس کی بنیا آج رکھی جاوے گی ایسا کام نہیں ہے کہ شروع شروع میں تو جوش و خروش ہو اور شروع کرنے کے بعد جلدی ہی سیر ہو جاویں۔ رہا اس نئے کام کی سرگرمی اور جوش میں ہم لوگ اسکی طرف ہی جھک پڑیں اور دوسری طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں ابھی ہمارے سامنے دارالامان کے بڑے بڑے کام بھی ادھورے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ نیا کام ہم کو اُس اصلی غرض سے نہ روک دے یعنی صدر انجمن احمدیہ کے چندوں میں سُستی پیدا نہ ہو جائے اور ان میں کمی نہ آجاوے۔ جس کام کو آپ لوگ کرنے لگے ہیں یہ کام بڑا ضروی ہے ضرور کرنا چاہیے۔

ان کے بعد چوہدری مولا بخش صاحب ؓ بھٹی نے کچھ تقریر کی جس کا مقصد یہ تھا کہ اس کام کو جس کا بیڑا آج سب نے اٹھانے کا ارادہ کیا ہے ہم سب نے انشاءاللہ ضرور کرنا ہے اور یہ کام صدر انجمن احمدیہ کے چندوں میں کمی کا باعث ہرگز ہرگز نہ ہوگا کیونکہ دارالامان کے چندوں کی ادائیگی ہم لوگ بمنزلہ فرض کے مانتے ہیں اور اس نئے کام میں مدد کرنا بطور نفل کے ہے اس لئے فرض کی ادائیگی لازمی اور ضروری ہے اور نوافل کی اختیاری۔ پس یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے کہ فرض تو ادا نہ کیا جاوے اور نوافل کے پیچھے پڑ جاویں۔ ہر بھائی اوّل دارالامان کے چندے ادا کیا کرے اور اس کے بعد اس کام میں مدد دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شروع کر دینا چاہیے اس کے بعد سٹارٹنگ ممبران کی فہرست کھولی اور حسب ذیل ممبر مقرر ہوئے۔

(1) چوہدری غلام احمد رئیس ضلع کاٹھ گڑھ (2) چوہدری مولا بخش بھٹی احمدی چونڈہ سیالکوٹ (3) چوہدری رحمت خان صاحب کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور (4) چوہدری رحمت خاں ولد چوہدری بہکی خاں صاحب سکنہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور (5) چوہدری مراد بخش صاحبؓ سکنہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور (6) چوہدری محمد علی صاحب سکنہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور (7) چوہدری ابراہیم صاحب سکنہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور (8) چوہدری ہدایت اللہ صاحب سکنہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور (9) چوہدری جلال الدین صاحب سکنہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور (10) میاں عبدالسلام صاحب سکنہ کاٹھ گڑھ حال ملازم ریلوے لاہور احمدیہ بلڈنگز (11) میاں عبدالمنان صاحب سکنہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور (12) چوہدری غلام احمد صاحب کریام ضلع جالندھر (13) چوہدری غلام محمد صاحب کریام ضلع جالندھر (14) چوہدری نعمت اللہ خان صاحب کریام ضلع جالندھر (15) چوہدری گل محمد خان صاحب کریام ضلع جالندھر (16) چوہدری عبدالرحمان خان صاحب کریام ضلع جالندھر (17) چوہدری عبدالغنی صاحب کریام ضلع جالندھر (18) چوہدری فیروز خاں صاحب رئیس راہوں ضلع جالندھر (19) چوہدری جیوے خان صاحب سکنہ لنگڑوعہ ضلع جالندھر (20) چوہدری غلام قادر صاحب سکنہ لنگڑوعہ ضلع جالندھر (21) چوہدری غلام قادر صاحب سکنہ سڑوعہ (22) چوہدری برکت علی خان صاحب سکنہ سڑوعہ (23) چوہدری علی احمد خان صاحب سکنہ سڑوعہ (24) چوہدری نعمت اللہ خان صاحب سکنہ سڑوعہ (25) چوہدری عبدالقادر صاحب نوروالا ضلع لدھیانہ (26) چوہدری رحیم بخش صاحبؓ نومسلم سکنہ ظفروال (27) میاں محمد یمین صاحب سکنہ سہارنپور مہاجر دارالامان (28) میاں محمد یسین صاحب سکنہ سہارنپور حال مہاجر دارالامان (29) راجہ کرم داد خان صاحب سکنہ چنگا (30) مولوی محمد فضل صاحب سکنہ چنگا (31) چوہدری جلال خاں صاحب سکنہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ (32) چوہدری غلام حسین خان صاحب سکنہ ضلع سیالکوٹ (33) چوہدری عبداللہ خاں صاحب سکنہ قلعہ صوبا سنگھ سیالکوٹ (34) چوہدری محمد حسین صاحب اپیل نویس ہلواڑہ ضلع لدھیانہ (35) ملک مولا بخش صاحبؓ سکنہ گورالی ضلع گجرات (36) بابو برکت علی سکنہ گجرات (37) چوہدری ولی داد خان صاحب سکنہ چک سکندر ضلع

امرتسر (38) چوہدری اکبر خاں صاحب سکنہ چک سکندر ضلع امرتسر (39) چوہدری بوڑھے خان صاحب سکنہ بھیری ضلع گورداسپور (40) چوہدری اکبر خان صاحب سکنہ بھیری ضلع گورداسپور۔ (41) چوہدری شیر محمد خاں صاحب سکنہ اہرانہ ضلع ہوشیار پور (42) حاجی نواب خاں سکنہ بھُگلانہ ضلع ہوشیار پور (43) چوہدری اسماعیل خاں صاحب سکنہ گلانواں کلرک دفتر محاسب دارالامان اصل متوطن گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور (44) منشی برکت علی سکنہ گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور (45) ماموں خان صاحب ورزش ماسٹر قادیان۔

اس کے بعد حسب ذیل حاضرین جلسہ عہدیدار تجویز کئے گئے۔ باتفاق رائے چوہدری غلام احمد خاں صاحب رئیس کاٹھ گڑھ پریذیڈنٹ قرار پائے اور باتفاق رائے و باقرار حاضرین جلسہ چوہدری مولا بخش صاحب ؓ بھٹی سیالکوٹی جنرل سیکریٹری مقرر ہوئے پھر مینیجنگ کمیٹی کے ممبران کا انتخاب ہوا۔اور حسب ذیل صاحبان مینیجنگ کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔

(1) چوہدری غلام احمد خان صاحب سکنہ کاٹھ گڑھ (2) چوہدری محمد حسین خان صاحب سکنہ کاٹھ گڑھ (3) چوہدری عبدالحئی صاحب سکنہ کاٹھ گڑھ حال ملازم دیپال پور ضلع منٹگمری (4) چوہدری غلام قادر صاحب رئیس سڑوعہ (5) چودہری فیروز خان صاحب سکنہ راہوں (6) چوہدری محمد حسین صاحب ہلواڑہ ضلع لدھیانہ (7) چوہدری غلام احمد خان صاحب سکنہ کریام (8) چوہدری غلام قادر صاحب سکنہ شکر گڑھ (9) چوہدری غلام حسین خان صاحب ٹھیکدار ضلع سیالکوٹ (10) چوہدری کرم بخش صاحب ؓ پٹواری بٹے ضلع سیالکوٹ (11) چوہدری بوٹے خان صاحب سکنہ شکار (12) چوہدری عبداللہ خان صاحب سکنہ قلعہ صوبہ سنگھ (13) ملک مولا بخش صاحب ؓ رئیس گورالی۔(14) بابو برکت علی صاحب سکنہ گجراتی۔(15) چوہدری جلال خان صاحب سکنہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ (16) چوہدری مولا بخش صاھب سکنہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ۔

اور تجویز ہوئی کہ ہر ایک صاحب جو مینیجنگ کمیٹی کا ممبر مقرر ہوا ہے پیشگی یکمشت 10 روپے چندہ

ادا کرے چنانچہ فہرست کھولی گئی اور حسب ذیل اُسی وقت چندہ جمع ہوا اور باقی دوستوں نے اپنے اپنے گھروں سے جا کر بھیجنے کا وعدہ فرمایا

فہرست چندہ دہندگان اور تعداد چندہ

(1) چوہدری غلام قادر خاں صاحب سکنہ لنگڑوعہ 3 روپے (2) چوہدری مولا بخش صاحب ؓ سیکروٹی سکنہ چونڈہ 10 روپے (3) چوہدری جلال خاں صاحب سکنہ چونڈہ 5 روپے (4) چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب سکنہ قلعہ سوبھا سنگھ 3 روپے (5) چوہدری فیروز خاں صاحب سکنہ راہوں (6) چوہدری اسماعیل صاحب صاحب سکنہ گلونوالی تحصیل اجنالہ 8 آنے (7) چوہدری محمد حسین خاں صاحب سکنہ ہلواڑہ (لدھیانہ) 5 روپے (8) چوہدری مولا بخش صاحب ؓ سکنہ کاٹھ گڑھ 8 آنے (9) چوہدری عبدالسلام صاحب (10) شیخ یعقوب علی صاحب بطور تبرک (11) چوہدری بوٹے خاں صاحب سکنہ شکار (12) چوہدری شیر محمد خاں صاحب سکنہ اہرانہ (13) چوہدری نواب خان صاحب سکنہ بھگلانہ (14) میاں نصیر الدین صاحب 8 آنے بطور تبرک

اور یہ بھی قرار پایا کہ آئندہ جو صاحب مینیجنگ کمیٹی کا ممبر خود ہونا چاہے وہ روپیہ چندہ داخل کرنے سے ممبر ہوسکتا ہے۔

(نوٹ) مینجنگ کمیٹی کے ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ وہ اپنے علاقہ میں فراہمی چندہ کا انتظام کرے۔ بوقت 11 بجے شب کے جلسہ برخواست ہوا اور ہر ایک بھائی اپنے اپنے کیمپ میں چلا گیا۔

اجلاس دوئم

اجلاس دوئم منعقدہ 26 مارچ 1910ء رات کے آٹھ بجے اسی کیمپ میں سب بھائی جمع ہوئے اور ایک صاحب نے اعتراض پیش کیا کہ راجپوت بھائی باوجود احمدی ہونے کے اپنے ہندو بزرگان کی پرانی رسومات کو ترک نہیں کرتے۔ اور یہ سلسلہ احمدیہ کے لئے ایک دھبہ ہے۔ اس وقت چونکہ سارے احمدی بھائی جمع ہوئے ہیں اس لئے میں اعتراض پیش کرتا ہوں کہ بیاہ شادی مرنے پر وہی

رسومات کرتے ہیں جن کو شریعت میں بدعت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بیوہ کی شادی میں یعنی دوبارہ نکاح کرنے میں جھجکتے ہیں اور ایک دوسرے کا منہ دیکھتے ہیں کہ کون پیش قدمی کرتا ہے وغیرہ وغیرہ اس پر چوہدری مولا بخش صاحب ؓ سلمہ اللہ سیالکوٹی نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور بیوہ کے نکاح نہ کرنے سے جو بدنتائج پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا ذکر کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ بیوہ کا نکاح نہ کرنے سے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی ہوتی ہے اور بیاہ شادی مرنے ختنہ وغیرہ پر جو بدعات اور بدرسومات ہوتی ہیں ان کے ترک کی نسبت بیان کیا اس کے بعد چوہدری غلام احمد خاں صاحب رئیس کاٹھ گڑھ کھڑے ہوئے اور بیان کیا کہ ہم لوگ اگرچہ مسلمان ہو چکے ہوئے ہیں اور مسلمان بھی وہ مسلمان جن کو احمدی کہا جاتا ہے اور جن کی اخوت اور ہمدردی اور جانثاری قوموں میں تسلیم ہو چکی ہوئی ہے لیکن ہم راجپوت احمدی ہیں کہ ان اوصاف میں سے ہم نے کچھ حصہ نہیں لیا۔ چنانچہ آپ نے ایک بیوہ کے نکاح کا قصہ درد بھرے دل سے بیان کیا۔ جس کا نتیجہ تھا کہ احمدی راجپوتوں نے اُس مظلوم بیوہ لڑکی اور اُس کے غریب شوہر کی کچھ نہ مدد کی اور آپس میں محبت اور اتفاق اور اخلاص کا بہت وعظ کیا اور دیگر بدرسومات کے ترک کرنے کا بیان بہت وضاحت سے کیا۔ اس کے بعد ملک مولا بخش صاحب ؓ رئیس گورالی ضلع گجرات نے بڑے جوش سے ترک بدعات بدرسومات اور پرانے خیالات کا اظہار کیا اور بڑی پر اثر تقریر کی جس کو حاضرین سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کے بعد تجویز ہوئی کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی خدمت بابرکت میں اس انجمن کا نام تجویز کرنے کے لئے عرض کی جاوے اور یہ بھی تجویز ہوئی کہ اس کارروائی کی ایک نقل عام اطلاع کے لئے قومی اخبارات میں شائع کرنے کے لئے بھیجی جاوے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا انجمن کا نام تجویز فرمانا

(مورخہ 27 مارچ 1910ء)

بعد نماز ظہر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح نے چوہدری غلام احمد خان صاحب پریذیڈنٹ وسکیریٹری کو

مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم آپ کی انجمن کا نام ''انجمن راجپوتاں'' تجویز کرتے ہیں۔ چنانچہ یہی مبارک نام اس انجمن کا رکھا گیا۔ اور حضرت اقدس نے اس انجمن کی سرپرستی قبول فرمائی اور ہر ایک طرح سے مدد کرنے کا وعدہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ چندہ جمع کرنے میں کوشش کریں۔ باقی انتظام ہم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس شفیق اور ہمدرد مرشد کو دیر تک ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

عرض حال سیکریٹری

ہر ایک مسلمان بھائی کو عموماً راجپوتان کو خصوصاً خواہ احمدی ہوں یا غیر احمدی اس انجمن کی مدد کرنی چاہیے کیونکہ اس انجمن کا سب سے بڑا مقصد بھولے بھالے مسلمانوں کو آریوں سے بچانا ہے اور اسلام کی سچائی کا عام طور پر واعظوں کے ذریعہ ذہن نشین کرانا مدنظر ہے سوائے اس کے اور کوئی غرض اس انجمن کی نہیں ہے اس لئے ہر ایک مسلمان کو خواہ وہ راجپوت ہو خواہ جاٹ خواہ وہ شہری ہو یا دیہاتی خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی مقلد ہو یا غیر مقلد خواہ وہ شیعہ ہو یا اہل سنت والجماعت مسلمانوں کے کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ انجمن کی مدد کرنی چاہیے کیونکہ اپنے پیارے اور سچے دین کی حفاظت ہر ایک مسلمان کا فرض ہے اور یہی اس انجمن کی اصلی غرض ہے ہر ایک صاحب جو اس انجمن کے لئے کچھ بھیجنا چاہیں وہ حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب کی خدمت بابرکت میں براہ راست رقم بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں اور سیکریٹری صاحب کے پاس صرف اطلاع بھیج دے تا کہ رجسٹر میں باقاعدہ اندراج وصولی اور آمد چندہ کا کرلیا جاوے اور ہر ایک چندہ دہندہ کا نام اور رسید اخبار الحکم کے ذریعہ شائع کی جایا کرے گی۔ اور ہر ایک کاروائی جو اس انجمن کی ہوگی وہ باقاعدہ طور پر ایک رجسٹر میں درج ہوگی جو اس غرض کے لئے سیکریٹری صاحب نے کھولا ہوا ہے اور اخبار الحکم کے ذریعہ بھی شائع ہوا کرے گی ہر ایک صاحب چندہ دہندہ کی رسید اخبار الحکم کے ذریعہ شائع کی جائے گی اور نام رجسٹر میں درج کرلیا جائے گا رجسٹر میں فہرست اسماء چندہ دہندہ گان اور نام ممبران مینیجنگ کمیٹی واسٹانڈنگ کمیٹی وغیرہ وغیرہ درج ہیں اغراض ومقاصد علیحدہ اشتہاری صورت میں بھی چھپوائی گئی ہیں جو کہ عنقریب سیکریٹری ہر ایک

مینیجنگ کمیٹی کے پاس بھیج دے گا۔

والسلام

حضرت خلیفۃ المسیح کا ادنیٰ عاجز بندہ مولا بخش بھٹی احمدی سیالکوٹی

(اخبار بدر 23 جون 1910ء صفحہ 7۔تا9)

انجمن مسلمان راجپوتان ہند موعود فنڈ کو پورا کریں

انجمن مسلمان راجپوتان ہند کے قیام کے بعد ایڈیٹر صاحب الحکم نے اپنے مؤقر جریدہ میں بار بار مسلمان راجپوتان ہند کو توجہ دلائی کہ وہ اس دینی فریضہ کو جاری رکھیں اور صدر وسیکریٹری انجمن مسلمان راجپوتان سے مکمل تعاون کریں۔ چنانچہ ایک موقع پر اپیل کرتے ہوئے آپ تحریر کرتے ہیں کہ

''نومسلم راجپوتوں میں تبلیغ اور اشاعت اسلام کے کام کے لئے جو تحریک الحکم میں میں کی گئی تھی خدا کا شکر ہے کہ وہ باقاعدہ شروع ہوگئی ہے۔گذشتہ سالانہ جلسہ پر اس کا ایک باقاعدہ جلسہ ہوکر ایک انجمن قائم ہوگئی ہے۔جس کے سیکریٹری چوہدری مولا بخش صاحبؓ بھٹی سیالکوٹی مقرر ہوئے اور میر مجلس چوہدری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ منتخب ہوئے ہیں۔اس انجمن نے اپنے ابتدائی جلسہ میں جو اس خاکسار کی تحریک پر ہوا تھا یہ امر قرار پا گیا ہے کہ اس انجمن کا کام اس تحریک کو باقاعدہ نومسلم راجپوتوں میں کام کرنا ہے۔اور نومسلم راجپوتوں میں کام کس طرح کیا جائے گا یہ کلیۃً حضرت خلیفۃ المسیح کی مرضی اور منشاء پر موقوف ہے۔اور اسی لئے اس کے زیادہ مفید اور بابرکت ہونے کا یقین ہے۔ میں انجمن مسلمان راجپوتان ہند کے ممبروں کو یہ خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ نے نومسلم راجپوتوں میں کام کا سلسلہ شروع کردیا ہے آپ نے ایک معقول رقم بھیج کر ان راجپوتوں میں ان ہی کی زبان میں اسلامی ٹریکٹ شائع کرنے کا

انتظام کر دیا ہے اور عنقریب وقت آتا ہے کہ ایسے ٹریکٹ شائع ہونے شروع ہو جائیں گے روپیہ بھیج دیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی انجمن مسلمان راجپوتان ہند کے ممبروں کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ اس غرض کے لئے موعود فنڈ کو مکمل کرنے کی کوشش کریں۔اس قسم کی تمام رقم حضرت خلیفۃ المسیح کے نام آنی چاہیں۔انجمن مسلمان راجپوتان ہند کے لئے نہایت خوشی کا مقام ہے کہ ان کی تحریک کا عملی کام اس انسان کے ہاتھ میں ہے جس کا ہاتھ آج خدا تک پہونچانے کا ذریعہ ہے۔"

(اخبار الحکم 4 اپریل 1910ء صفحہ 4)

اغراض ومقاصد انجمن راجپوتان

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان میں راجپوت برادری کے ذریعہ جس انجمن راجپوتان کی بنیاد رکھی گئی تھی اُس کے اغراض ومقاصد بیان کرتے ہوئے انجمن کے سیکرٹری حضرت مولا بخش صاحب ؓ بھٹی نے ایک اشتہار مکرم ایڈیٹر صاحب کو تحریر کیا۔جس میں وہ انجمن کہ اغراض بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"(1) ممالک مغربی وشمالی کے ان راجپوتوں کو اپنی سادگی کی وجہ سے آریوں کی دھوکہ بازیوں اور فریبانہ کاروائیوں کے زیر اثر ان کی دستبرد سے بچانا اور انہیں اسلامی غیرت کی رُوح کا احساس پیدا کرنا اور انکی عام اصلاح کی تدابیر سوچنا تا کہ ارتداد کی عام ہوا سے جو آج کل پھیل رہی ہے۔وہ محفوظ ہو کر اسلام کی برکتوں سے فیضیاب ہوں۔(2) واعظین کے ذریعہ اسلام کا سچا اور اصلی چہرہ دنیا کو دکھلانا اور مخالفوں کے بد اندیشوں سے جو ان کو دین و دنیا سے بے بہرہ کرنے والے ہیں دین اسلام کی پاک اور روشن حقائق سے آگاہ کر کے محفوظ رکھنا اور ان مسلمانوں کو جو اسلام کے پاک حقائق سے واقف نہیں ہیں۔صراط مستقیم کے بلند مینار پر کھڑا کرنا۔(3) اسلام کے پاک مقاصد اور خود مسلمانوں کی بہبودی کے اغراض کو رسالوں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ ملک میں پھیلانا۔ اور تہذیبی شائستگی سے آریوں کے اعتراضوں کا جواب دینا تا کہ ایسی غلط کاریوں سے آگاہ ہو کر شرافت اور انسانیت سے حق

الامر پر غور کرنے کی طرف مائل ہوں اور اصلاح انسانی کے پاک اصولوں کو شائستگی سے استعمال میں لانے کے قابل ہوں (4) گورنمنٹ انگلشیہ سے وفادارانہ تعلق رکھتے ہوئے اسلامی کمیونٹی میں ایسی روح پھونکنا کے اس کے ادنی اور اعلیٰ افراد وفاداری کے ساتھ کھڑے ہو کر ہر رنگ میں استحکام سلطنت کی خدمت بجالانے پر ناصر ہوں۔

(1) پریذیڈنٹ چوہدری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ (2) جنرل سیکریٹری چوہدری مولا بخش صاحبؓ بھٹی احمدی سیالکوٹی۔(اخبار بدر 21 جولائی 1910ء صفحہ 6)

حضرت مولا بخش صاحبؓ سیکریٹری انجمن راجپوتان ہند کی کارگزاری

انجمن راجپوتاں ہند کی منظوری کے بعد اس کے صدر اور سیکریٹری نے کیا کیا کام کئے۔اس بارے میں ہمیں اخبار الحکم اور البدر میں چند رپوٹیں ملتی ہیں۔ جو احباب کے استفادہ کے لئے درج کی جاتی ہیں۔

(1) ایڈیٹر صاحب الحکم انجمن کی کارگزاری کے بارے میں بعنوان ''انجمن راجپوتان ہند کا کام'' تحریر کرتے ہیں کہ

''انجمن مسلمان راجپوتان کی تبلیغ کا کام شروع ہوگیا ہے جیسا کہ پہلے اطلاع دی چکی ہے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ اللہ نے نو مسلم راجپوتوں میں ٹریکٹ شائع کرنے کا انتظام کر دیا ہے جو انجمن کے پریسڈنٹ چوہدری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ نے بھی 30 روپے اور چوہدری غلام احمد خان صاحب ساکن کریام 25 روپے جمع کر کے لائے ہیں۔راجپوت بھائیوں کو اس بارہ میں مزید توجہ سے کام لینا چاہیے۔انجمن مذکور کے متعلق ہر قسم کی خط وکتابت چوہدری مولا بخش بھٹی احمدی سیالکوٹ کے نام ہو اور ہر قسم کا چندہ حضرت خلیفۃ المسیح کے نام قادیان آنا چاہیے۔

(الحکم 28 مئی 1910ء صفحہ 10)

(2) اس بارے میں ایڈیٹر صاحب الحکم مزید تحریر کرتے ہیں کہ

''انجمن کا کام خاموشی سے ہو رہا ہے سیکریٹری صاحب (مراد چوہدری مولا بخش صاحبؓ۔ناقل) نے افتتاحی جلسہ کے رپورٹ بھیجی ہے اب کی اس کی اشاعت غالباً بہت پرانی ہو جانے کی وجہ سے زیادہ مفید نہ ہوگی۔

انجمن کا دائرہ اثر بڑھانے کے لئے کوشش کی جانی چاہیے اور سب سے بڑی بات اس کی مالی حالت کی اصلاح ہے اس انجمنوں کے دور میں کسی انجمن کا قائم کر لینا اور اُس کے عہدیدار مقرر کر لینا آسان امر ہوتا ہے مگر ان اغراض اور مقاصد کو (جو اُس کے قیام سے مدنظر ہوتے ہیں) ملحوظ رکھ کر کام کو جاری رکھنا اصل بات ہے اس لئے میں سیکریٹری صاحب انجمن مذکور کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ انجمن کے ممبروں کے دائرہ کو بڑھانے اور وصولی چندہ میں سعی کریں ایسا ہی انجمن کے سرپرست اور معزز صدر چوہدری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ کو اپنے اثر اور رسوخ سے کام لے کر انجمن کی ضروریات کے لئے کسی مستقل انتظام کے لئے قدم اٹھانا چاہیے۔(الحکم 28 جون 1910ء صفحہ 7)

(3) مکرم حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار بدر نے سیکریٹری انجمن راجپوتاں کا جلسہ سالانہ 1910ء سے قبل ایک اعلان شائع فرمایا ہے۔جس میں حضرت مولا بخش صاحبؓ راجپوت برادری کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں

''سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے جملہ احمدی بھائیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ اس جلسہ پر سب کے سب راجپوت احمدی بھائی تشریف لاویں اور پچھلے سال میں انجمن راجپوتان کی بنیاد حسب ارشاد چند معزز احمدی راجپوت بھائیوں کے ڈالی گئی تھی اس سے اس سال عملی طور پر حصہ لیا جاوے انجمن راجپوتان کی مینیجنگ کمیٹی کے ممبران کے نام پہلے بذریعہ کارڈوں کے اطلاع دے دی گئی ہے کہ وہ جملہ ممبروں کی خدمت میں التماس کر کے لاویں اب اسی اخبار کے ذریعہ ممبروں کی خدمت میں التماس ہے کہ جلسہ پر تشریف لاتے وقت اپنی قومی یادگار کو زندہ رکھنے کے لئے چندہ انجمن راجپوتان کا خیال دل سے نہ بھلاویں۔

والسلام

بندہ مولا بخش بھٹی احمدی سیالکوٹی

سیکریٹری انجمن راجپوتان

(بدر یکم دسمبر 1910ء صفحہ 2)

(4) مکرم ایڈیٹر صاحب مزید تحریر فرماتے ہیں کہ

''انجمن اصلاح راجپوتاں جس کا پہلا اجلاس سال گذشتہ میں ہوا تھا۔ اس سالانہ جلسہ پر اس کے ممبروں نے بھی اپنا جلسہ کیا۔ جلسہ کی کاروائی موصول ہونے پر درج اخبار ہوگی۔ چونکہ انجمن اصلاح راجپوتانا اپنے کام کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت کر رہی ہے اور اس کی بڑی غرض نومسلم راجپوتوں میں اشاعت اسلام اور تعلیم اسلام ہے اس لئے بذریعہ ٹریکٹوں کے وہ اپنا کام کر رہی ہے۔ انشاء اللہ اپنے وقت میں مفید نتیجے پیدا کرے گی۔ چوہدری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ اس کے میر مجلس اور چوہدری مولا بخش بھٹی احمدی اس کے سیکریٹری ہیں۔''

(الحکم 7 جنوری 1911ء صفحہ 12)

جلسہ احمدیہ سیالکوٹ 1911ء اور چوہدری مولا بخش صاحبؓ کی خدمت

جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے مورخہ 30 ستمبر و یکم اکتوبر کو جلسہ احمدیہ قرار دیا تھا۔ جو نہایت کامیابی سے ہوا۔ مفصلہ ذیل صاحبان نے تقریریں کی۔ مولوی سرور شاہ صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد مبارک علی صاحب، مولوی غلام رسول صاحب راجیکی صاحب، شیخ تیمور صاحب، چوہدری فتح محمد صاحب، مولوی صدرالدین صاحب، چوہدری نصراللہ صاحب۔ مکرم مفتی محمد صادق صاحب

حاضرین کی تعداد ہر جلسہ میں بہت بڑی تھی۔ انتظام بھی قابل تعریف تھا۔

(بحوالہ البدر 5 اکتوبر 1911 صفحہ 14)

اس جلسہ میں مکرم چوہدری مولا بخش صاحبؓ بھٹی کو خاص خدمت کی توفیق ملی۔ چنانچہ مکرم مفتی محمد صادق صاحب اس جلسہ کے متعلق مزید تحریر فرماتے ہیں کہ

’’جیسے کہ پچھلے اخبار میں اطلاع دی جا چکی ہے کہ سیالکوٹ کا جلسہ دو روز کا بہت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔

احمدی برادران مفصّلات سیالکوٹ کے علاوہ اضلاع گجرات و جہلم کے مفصّلات سے بھی تشریف لائے تھے ایک وسیع پنڈال عقب مسجد کبوتراں والی تیار کیا گیا تھا۔ اگرچہ انہیں ایام میں سیالکوٹ میں عیسائیوں اور ہندوؤں کے جلسے بھی تھے اور مسلمانوں نے بھی ہمارے جلسہ کا اشتہار پڑھ کر ایک جلسہ اپنا بنانے کی کوشش کر لی تھی۔ تاہم غیر احمدی کثرت سے ہر اجلاس میں شامل ہوتے رہے اور تمام اجلاس بڑی رونق کے ساتھ پنڈال باوجود بہت وسیع ہونے کے بالکل بھر جاتا تھا۔

انتظام جلسہ ایسا اعلیٰ تھا جیسا کی سیالکوٹ کے مدبّرین سے امید تھی۔ ایک خاص خوبی کی بات جو میں نے سیالکوٹ کے ناظمین میں دیکھی ہے وہ ہر جگہ کے ناظمین کے واسطے قابل تقلید ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص جس کام پر مقرر کیا گیا تھا اُس نے اپنی ڈیوٹی کی سرانجام دہی پر لیکچروں کے سُننے اور جلسوں کی رونق دیکھنے کی لذت کو قربان کر دیا۔ مثلاً ماسٹر غلام محمد بی اے اور چوہدری مولا بخش صاحبؓ کی ڈیوٹی کھانا تیار کرانے اور احباب کو کھلانے پر تھی۔ یہ ہر دو صاحبان صبح سے عشاء تک اسی کام میں مصروف رہے اور نہایت خوش اسلوبی سے مہمانوں کی ان ضروریات کو پورا کیا۔ اور کبھی یہ خواہش نہ کی کہ لیکچر سُننے کے واسطے پنڈال میں جائیں۔ قیام فیما اقام اللہ کے نمونہ پر ان لوگوں نے عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اگر لیکچروں کا سننا لذت سمعی کے واسطے ہے تو وہ کچھ شئے نہیں اور اگر حصول ثواب کے واسطے ہے تو میں اُمید کرتا ہوں کہ ان ہر دو صاحبان نے سامعین سے بہت بڑھ کر ثواب کما لیا ہے۔‘‘ (البدر اکتوبر 1911ء صفحہ 5۔6)

دعائے صحت

مکرمی چوہدری مولا بخش صاحبؓ بھٹی کی اہلیہ صاحبہ تو مدت سے بیمار ہیں مگر چوہدری صاحب بھی آج کل بیمار ہیں احباب خاص توجہ سے چوہدری صاحب اور اُن کی اہلیہ صاحبہ کی صحت کے لئے درد دل

سے دعا کریں اور پنج وقت کریں۔

(بحوالہ اخبار فاروق 4 نومبر 1915ء)

چوہدری صاحب کی وفات آپ کے لئے اخبار فاروق میں ایک اور دعا کا اعلان شائع ہوا کہ

''چوہدری مولا بخش صاحبؓ بھٹی ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور بیماری دن بدن بڑھتی جاتی ہے چوہدری صاحب موصوف کے لئے دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ اُن کو صحت دے۔

(بحوالہ اخبار فاروق قادیان دارالامان 7 نومبر 1916ء صفحہ 402 کالم 2)

وفات

مکرم چوہدری مولا بخش صاحبؓ بھٹی کی ایک لمبی بیماری کے بعد مورخہ 2 نومبر 1916ء کو وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کی وفات کی خبر دیتے ہوئے سلسلہ کے مؤقر اخبار الفضل نے تحریر کیا کہ

''چوہدری مولا بخش صاحبؓ بھٹی سیالکوٹی جو ایک عرصہ سے بیمار تھے مورخہ 2 نومبر 1916ء بروز جمعرات و جمعہ کی درمیانی رات کو بوقت ساڑھے 8 بجے فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم بڑے مخلص اور سلسلہ کی اشاعت کے لئے اپنے سینہ میں بیتاب دل رکھنے والے تھے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ آپ نے صرف کثیر سے ''منارۃ المسیح'' کا کتبہ بنوا کر بھیجا تھا۔ جو منارۃ المسیح پر لگ چکا ہے اور آپ کی یادگار کے طور پر ہمیشہ موجود رہے گا۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ہمیں اس حادثہ میں آپ کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ احباب اپنے اس مخلص بھائی کا جنازہ غائب پڑھیں اور خاص طور پر دعائے مغفرت کریں۔

(الفضل 11۔14 نومبر 1916ء صفحہ 2 قادیان)

تدفین

آپ کی وفات کے بعد آپ کو سیالکوٹ کے مشہور قبرستان امام صاحب میں آپ کے والد مکرم چوہدری امیر بخش صاحب کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ڈائری میں درج ہے کہ

آج مورخہ 3 اکتوبر 1916ء بروز جمعہ مسجد کبوتراں والی سیالکوٹ میں چوہدری مولا بخش صاحبؓ راجپوت کا جنازہ پانچ دفعہ پڑھا گیا اور شام کو ساڑھے پانچ بجے بمقام امام صاحب بطرف شمال مغرب آپ کو دفن کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کی پوتی مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ نے 1958ء میں اور آپ کے پوتے مکرم کرنل رفیق احمد صاحب نے 1967ء میں یعنی 9 سال بعد قبرستان کے اونچے ٹیلے پر ایک درخت کے نیچے تین قبریں دیکھیں تھیں۔ جن میں سے دو پر بڑے کتبہ نصب تھے جو باپ بیٹا یعنی (مکرم امیر بخش صاحب اور مکرم مولا بخش صاحبؓ) کی قبر تھی۔

تقریباً 15 سال قبل خاکسار نے ان قبروں کو تلاش کرنے کی کوشش کی تو وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ گجرات کے ماچھیوں نے قبروں پر قبریں کھود دیں ہیں اس لئے اب پرانی قبروں کے نشان ملنا ناممکن ہے۔ اسی ٹیلے پر اب پکے مزارات بن چکے ہیں جہاں چادریں چڑھائی جاتی ہیں لہذا کسی فرد واحد کی قبر تلاش کرنا ممکن نہیں ہے۔

حضرت مولا بخش صاحبؓ کا روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ میں ذکر خیر

حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ تعالیٰ عنہ سیالکوٹ کے مشہور و معروف احمدی تھے۔ تبلیغ احمدیت، خدمت خلق آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ کے ذریعہ کئی سعید روحوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کے وسیع تعلقات تھے۔ تقریباً ہر طبقہ کے لوگوں

سے میل ملاقات اور خبر گیری آپ کی عادات میں شامل تھیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی صحابہ نے اپنی روایات میں آپ کا ذکر خیر کیا ہے۔ اس حوالہ سے جو روایات دستیاب ہو سکیں وہ نیچے درج کی جا رہی ہیں۔

روایت حضرت میاں عبدالرحیم صاحبؓ

حضرت میاں عبدالرحیم صاحب ولد میاں محمد عمر صاحب سکنہ قادیان دارالامان بیعت 1903ء اپنا ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں کہ

''ایک دفعہ جبکہ حضور سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ اور عاجز بھی حضور کے ہمراہ تھا۔ حضور حکیم حسام الدین صاحب کے مکان پر اترے تھے۔ ایک کشمیری نے مجھے بازار میں مارا۔ اور مجھے سخت چوٹ لگ گئی۔ دو پٹھان مجھے اٹھا کر جس مکان میں میں اترا تھا۔ (اٹھا کر) لے آئے۔ وہاں **چوہدری مولا بخش صاحب** نے مجھے دیکھا۔ اور کوتوالی میں خبر دی کہ فلاں آدمی نے ہمارے آدمی کو مارا ہے۔ اس پر فوراً پولیس نے آ کر اس کشمیری کو پکڑ لیا۔ اور حوالات میں کر دیا۔

(بحوالہ رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد نمبر 8 صفحہ 227/226)

روایت چوہدری محمد علی صاحبؓ ولد چوہدری شاہ دین صاحب گھٹیالیاں

حضرت چوہدری محمد علی صاحب ولد چوہدری شاہ دین صاحب گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ سن بیعت 1904ء بیان کرتے ہیں کہ

''میرے والد صاحب سیالکوٹ جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب واپس تشریف لائے۔ تو انہوں نے آ کر تبلیغ شروع کی۔ وہ خود بیعت کر کے آئے تھے۔ ان کی تبلیغ سے گھٹیالیاں کے لوگ دھڑا دھڑ بیعت کرنے لگے۔ غالباً غلام رسول بسرا سے میں نے سنا کہ حضرت صاحب نے جب یہ دیکھا کہ کثرت سے گھٹیالیاں کے لوگ بیعت کر رہے ہیں۔ تو فرمایا کہ ''یہ گھٹیالیاں

ہے یا کوئی شہر ہے۔'' اس موقع پر چوہدری محمد علی صاحب کے بھائی احمد علی نے کہا۔ کہ یہ روایت صحیح ہے اور غلام رسول نے میرے سامنے ہمارے چبوترے پر بیٹھ کر یہ بات سنائی تھی۔

میرے والد صاحب ہاتھ میں تسبیح رکھا کرتے تھے۔ حضرت صاحب نے ان کے ہاتھ میں تسبیح دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ کس لئے ہے۔ عرض کیا خدا کا نام حضور گن گن کر لیتا ہوں۔ فرمایا کیا آپ خدا کو جتلاتے ہیں۔ کہ اتنی بار ہم نے تیرا نام لیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت اقدس سیر کو تشریف لے گئے۔ ریتی چھلہ کے بڑ کے پاس ٹھہر گئے اور دوستوں نے حلقہ باندھ لیا۔ **چوہدری مولا بخش** چونڈہ والوں نے عرض کیا۔ کہ حضور کرسی لاؤں۔ فرمایا نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہو چکا ہے کہ لَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ وہ بڑ اب موجود تو ہے مگر خشک ہو چکا ہے۔

(بحوالہ رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد نمبر 10 صفحہ 235)

روایت حکیم محمد دین صاحبؓ ولد شیخ برکت علی صاحب

حضرت حکیم دین محمد صاحب ولد شیخ برکت علی صاحب مرحوم اکونٹنٹ ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ۔ دفتر سی۔ ایم۔ اے اینڈ بی۔ چھاؤنی لاہور اصل متوطن راہوں ضلع جالندھر سن بیعت: 1902ء قریباً 16 سال کی عمر میں۔ تحریر کرتے ہیں کہ

موجودہ عمر بوقت تحریر قریباً 53 برس (1940) مدت قیام در صحبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 1902ء سے 1905ء

جو کچھ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں دیکھنے یا سننے کا اتفاق ہوا۔ یہ تعمیل ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ مندرجہ خطبہ مندرجہ اخبار الفضل نومبر 1937ء ارقام ہے تا کہ بعض واقعات پر شہادت ہو۔ اور وقائع وسیرت نگاروں کے لئے سہولت مہیا ہو۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق

''وہ احباب جو حضرت اقدس کی خدمت میں اکثر بیرون جات سے تشریف لاتے یا حضرت اقدس اکثر ان کا ذکر عزت سے فرماتے۔ (1) سید حامد شاہ سیالکوٹی (2) **چوہدری مولا بخش بھٹی**

سیالکوٹی (3) خلیفہ نوردین جموں (4) بابوشاہ دین سٹیشن ماسٹر (5) مولوی برہان دین جہلم (6) حافظ غلام رسول وزیر آبادی (7) ڈاکٹر عباد اللہ امرتسری (8) میاں الٰہی بخش صاحب امرتسری (9) باباجیون بٹ صاحب امرتسری (10) میاں چراغ دین صاحب لاہور۔۔۔۔

اسی تسلسل میں حضرت حکیم محمد دین صاحبؓ نے کل 63 احباب کے نام درج فرمائیں ہیں۔

(بحوالہ رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد نمبر 13 صفحہ 57 تا 59)

روایت حضرت چوہدری رحمت خان صاحبؓ ولد چوہدری امین بخش صاحب

حضرت چوہدری رحمت خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میری بیعت کا واقعہ اس طرح ہے۔ کہ خواب میں مَیں گھر سے نکلا۔ تو باہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بمع چوہدری مولا بخش بھٹی، چوہدری غلام حسین، مولوی رحیم بخش، مولوی شمس الدین، مولوی الف دین، مولوی عنایت اللہ، رحمت خان جٹ وغیرہ کے ساتھ باہر کھڑے تھے اور اُسی وقت بازار سے آئے تھے۔ **چوہدری مولا بخش صاحب** نے مجھے کہا۔ کہ اب بیعت کرلو۔ اس سے اچھا وقت اور کوئی ہوگا۔ حضرت صاحب خود یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ مَیں ساتھ ہوگیا۔ یہ ساری پارٹی پہلے چوہدری مولا بخش کے کنوئیں پر گئی۔ پھر ہمارے کنوئیں پر۔ وہاں حضرت صاحب نے نماز پڑھائی۔ نماز پڑھنے کے بعد میں بیدار ہوگیا۔

حضور کی شبیہ مبارک میرے دل میں اس طرح گڑ چکی تھی۔ کہ کبھی بھول ہی نہیں سکتی تھی۔ صبح اُٹھ کر میں گھر آیا۔ کرایہ لے کر قادیان کا رُخ کیا اور بیعت کی اور تین دن وہاں ٹھہرا رہا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 206 روایت حضرت چودھری رحمت خان صاحبؓ)

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 12 اکتوبر 2012ء)

روایت حضرت میاں عبدالرزاق صاحبؓ

حضرت میاں عبدالرزاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''میں بڑی خواہش سے مقدمہ سننے کے لئے حضور کی تشریف آوری سے ایک دن پہلے جہلم پہنچ گیا تھا۔ گاڑی کے آنے سے دو گھنٹہ پیشتر سٹیشن پر پہنچ گیا تھا۔ میں نے سٹیشن پر نظارہ دیکھا ہے۔ کہ دس دس فٹ پر پولس کے سپاہی کھڑے تھے۔ لوگ دیواروں پر چڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر پولس اندر نہیں جانے دیتی تھی۔ پلیٹ فارم کا ٹکٹ حاصل کرنے کی بھی لوگ کوشش کرتے تھے۔ مگر وہ بھی نہیں ملتا تھا۔ شاید بڑے لحاظ سے کسی کسی کو ٹکٹ ملا ہوگا مگر عام لوگوں کو ٹکٹ نہیں مل سکا۔ گاڑی آنے کے وقت اس قدر ہجوم ہوگیا۔ کہ آخر پولس کامیاب نہ ہوسکی۔ تمام خلقت دیواریں پھاند کر اندر چلی گئی۔ جب حضرت صاحب گاڑی سے اترنے لگے تو ایک گلی باہر تک پولس کی مدد سے احمدی دوستوں نے بنادی۔ اس گلی میں سب سے پہلے چوہدری مولا بخش صاحب جو سیالکوٹ کے مشہور احمدی تھے۔ گزرے اور گاڑی تک گئے۔ ان کے بعد حضرت صاحب تشریف لے گئے۔ اور ساتھ ہی مولوی عبداللطیف صاحب شہید کابل والے اور مولوی محمد احسن صاحب بھی تھے۔ اور بند گاڑی میں بیٹھ گئے۔ گاڑی کا چلنا ہجوم کے سبب سے بہت ہی مشکل ہوگیا۔ اس وقت غلام حیدر تحصیلدار نے بہت ہی محبت کے ساتھ انتظام شروع کیا۔ ایک تو پولس کو انتظام کرنے کے لئے زور دیا اور دوسرے خلقت کو باز رکھنے کی کوشش کی۔ وہ ہنٹر ہاتھ میں لے کر جلال کے ساتھ چکر لگا رہا تھا۔

ہمارا دل تو اس وقت غمگین تھا۔ کہ خدا کرے۔ حضور خیریت سے کوٹھی پر پہنچ جائیں۔ اس وقت کا ایک مولوی برہان الدین صاحب جہلمی جو گاڑی کے آگے آگے ایک بیگ بغل میں دبائے ہوئے چل رہے تھے کسی وقت جوش میں آکر یہ بھی کہہ دیتے تھے کہ ''کیڑی کے گھر نارائن آیا'' حتیٰ کہ حضرت صاحب کوٹھی پر پہنچ گئے۔''

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 158 تا 159)

حضرت مولا بخش صاحبؓ کا ادب وانکسار

حضرت مولا بخش صاحبؓ کی زندگی میں ہمیں خاص طور پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

محبت اور ادب و احترام نظر آتا ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ راجپوت قوم سے تعلق رکھتے تھے، جو اپنی انا اور فخر کے لئے مشہور و معروف ہے، لیکن امام الزمان کے قدموں میں آنے کے بعد آپ نے اپنے آپ کو کلیاً عجز و انکسار کا نمونہ بنا دیا۔ اس کا ثبوت ہمیں آپ کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں لکھے گئے خطوط میں استعمال کئے گئے الفاظ سے بخوبی ہوسکتا ہے۔

چنانچہ گذشتہ صفحات میں جن خطوط کے عکس دئے گئے ہیں اُن میں آپ نے خصوصاً اپنے لئے الفاظ ''غلام غلام عاجز مولا بخش'' اس میں آپ نے اپنی قومیت چوہدری اور بھٹی وغیرہ بھی چھوڑ کر صرف اور صرف ''غلام غلاماں اور عاجز'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اسی طرح ایک دوسرے خط میں ''عاجز خادم، بندہ'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آپ سے خاص محبت کا سلوک فرماتے تھے اسی لئے خاص طور پر ''مجی'' کے الفاظ سے آپ کو مخاطب فرمایا۔

آپ کے اسی عجز و انکسار کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی اولاد اور نسل کو جماعت کی نمایاں خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

حضرت مولا بخش صاحبؓ کا انفاق فی سبیل اللہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت مولا بخش صاحبؓ کا قدم انفاق فی سبیل اللہ میں بہت بلند تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت زندگی میں آپ کو کئی مرتبہ حضور کی خدمت اقدس میں مال کی قربانی کا موقعہ نصیب ہوا۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بذریعہ خطوط آپ کو مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔ حضور کی وفات کے بعد بھی آپ کو حضرت خلیفہ اوّلؓ کے وقت میں احباب جماعت کو خلیفہ وقت کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت مالی نذرانہ پیش کرنے کی تحریک کا موقعہ ملا۔ نیز آپ نے خود بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انجمن راجپوتانہ، نیز اخبار بدر کے مالی معاونین میں آپ کو نمایاں رنگ میں مالی قربانی کی توفیق حاصل ہوئی۔

یہ خاص اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا جو آپ کو نمایاں رنگ میں مالی قربانیوں کے میدان میں شامل

ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

آپ سیالکوٹ کچہری میں مثلخواں تھے آپ کی ماہانہ آمد تقریباً 150 سو روپے تھی۔جس میں تنخواہ اور زمین سے حاصل شدہ رقوم شامل تھیں۔مگر خرچ کرنے میں آپ کا ہاتھ بہت کُھلا تھا۔

آپ کی ساری زندگی اس بات پر شاہد ہے کہ چندہ جات،صدقہ خیرات،غریبوں کی مدد اور دوست احباب کی دعوتیں، اخبار ورسائل کی خرید، اپنے خرچ پر کتب کی طباعت اور پھر مفت تقسیم کر دینا جیسے کام تو آپ کا عام معمول تھا۔یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی وفات کے وقت ماسوا چندا یکڑ زرعی زمین کے کوئی دنیاوی مال ومتاع اپنے اہل وعیال کے لئے نہیں چھوڑا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

خداخوفی،اصول پسندی وقانون کی پاسداری

اس وقت Executive Magistracy (حاکم عدالتوں) کا نظام رائج تھا۔اسی عدلیہ و انتظامیہ کے ارتکاز کے باعث کورٹس اور کچہریاں طاقت کا مرکز تھیں۔لوگ اپنے روزمرہ کے جائز و ناجائز کاموں اور مسائل کے حل کے لیے ہر طرح کے طریقے وحربے استعمال کرتے۔

مکرم بریگیڈیئر عبدالہادی صاحب اپنے والدِ گرامی محترم کمانڈر ڈاکٹر عبداللطیف صاحب و دادا محترم میاں عبدالرزاق صاحب (رفیق بانیٔ سلسلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ:

ضلع کچہری سیالکوٹ میں ان دنوں یہ بات مشہور تھی کہ:"چودھری مولا بخش بھٹی مدعیانِ مقدمہ (Litigants) سے کبھی چائے بھی نہیں پیتے"۔

بیعتِ توبہ کر لینے کے بعد خداخوفی ہی ایک احمدی کی بلند شان ہوجاتی ہے اور وہ ہمیشہ ہر حال میں اصول پسندی، قانون کی پاسداری اور انصاف کی عملداری کو حرزِ جاں بنا لیتا ہے اور کبھی اس کا دامن اپنے ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتا۔کیونکہ معاشرے میں یہی ایک احمدی کا طرۂ امتیاز ہے۔

ایک سِکھ ایڈیٹر سردار دیوان سنگھ مفتون نے لکھا تھا کہ:

”جولوگ احمدیوں کے مذہبی کیریکٹر اوران کے بلند شعار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر دنیا کے تمام احمدی ہلاک ہوجائیں، ان کی تمام جائداد لوٹ لی جائے صرف ایک احمدی زندہ بچ جائے اور اس احمدی سے کہا جائے کہ اگر تم بھی اپنا مذہبی شعار تبدیل نہیں کروگے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا تو یقیناً دنیا میں زندہ رہنے والا یہ واحد احمدی بھی اپنے شعار کو نہیں چھوڑ سکتا مرنا اور تباہ ہونا قبول کرے گا۔“

(اخبار ”ریاست“ دہلی 16 مارچ 1953ء)

عاشقوں کا شوقِ قربانی تو دیکھ　　خون کی اس رہ میں ارزانی تو دیکھ
ہے اکیلا کفر سے زور آزمانا　　احمدی کی روحِ ایمانی تو دیکھ

حضرت مولابخش صاحبؓ کی شاعری

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شعر وشاعری کا ذوق بھی عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ کے دستیاب اشعار میں روحانی خزائن جلد 22 میں لیکچر سیالکوٹ کے تعارف سے قبل کے درج اشعار ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے راجپوت قوم کی حالت زار پر لمبی نظم بعنوان ”دردنامہ“ تحریر کی تھی، جس کا ذکر مکرم ومحترم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے اخبار الحکم میں کیا ہے، مگر تا حال وہ نظم دستیاب نہیں ہوئی۔

لیکچر سیالکوٹ کے تعارف میں حضرت چوہدری مولابخش صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بلند شان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

آمدِ مہدیٔ معہودؑ مبارک ہووے
مقدمِ عیسیٰ موعودؑ مبارک ہووے
آج سلکوٹ ہوا غیرتِ فردوس و ارم
شرف افزائی مسعود مبارک ہووے
آ گیا آج وہ دنیا میں امامِ اعظم

حکمِ عادل و محمود مبارک ہووے
بطفیل اُس کے ہمیں بخش تو مولائے کریم!
فضل و رحمت تیری اور جود مبارک ہووے

حضرت مولا بخش صاحب ؓ کی علم دوستی اور علمی خدمات

خاکسار کے دادا اکرم شاہ نواز خان صاحب ؓ کے مکان دار الانوار قادیان میں دو بڑی پیٹیاں حضرت چوہدری مولا بخش صاحب ؓ بھٹی سیالکوٹی کی ذاتی لائبریری کی کُتب، اخبارات رسائل و دیگر دستاویزات سے بھرے ہوئے موجود تھے۔ جن کا تقسیم ہند کے حالات میں قادیان سے منتقل کرنا ممکن نہ تھا۔ یہ ایک نا قابل تلافی علمی و تاریخی نقصان ہے۔ تاہم اس کے باوجود **حضرت مولا بخش صاحب ؓ کو دو کتب تدوین کرنے اور دو کتب شائع کرنے کی توفیق ملی**۔ الحمدللہ یہ کتب دستیاب ہیں۔ ان کے اسماء و مختصر تعارف مندرہ ذیل ہے۔

(1) رؤیائے صالحہ

آپ نے اپنی اہلیہ رمضان بی بی کے کشوف، رؤیا والہامات کو بعنوان ''رویائے صالحہ'' مرتب کیا اور امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو دیکھ کر کتاب کے سرورق پر تحریر فرمایا

''میں نے اس کتاب (کو) دیکھا ہے ہے جہاں تک میری نظر پڑی ہے یہ خوابیں اور کشف وغیرہ سب ایسی ہیں جن پر شریعت کو کچھ اعتراض نہیں اور ایک مومن یا مومنہ کو ایسی خوابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے آسکتی ہیں۔''

فقط مرزا غلام احمد

28 دسمبر 1906 بروز جمعہ

یہ کتاب سیرت رمضان بی بی صاحبہ کے ساتھ الگ سے شائع کی جارہی ہے۔ سرورق درج ہے۔

(2) احمد رسول

یہ کتاب ایک تحریری مباحثہ ہے جو مکرم چوہدری مولا بخش صاحبؓ اور شیخ مولا بخش صاحبؓ لاہوری کے درمیان ہوا تھا۔جس میں پیشگوئی احمد رسول کے تعین پر بحث کی گئی تھی۔ یہ مباحثہ احمد رسول کے نام سے جنوری 1916ء میں قومی پریس سیالکوٹ میں با اہتمام سید زمان شاہ ملک شائع ہوا تھا۔ اس مباحثہ میں حضرت مولا بخش صاحبؓ نے پیشگوئی احمد رسول کا مصداق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ثابت کیا ہے۔

اس مباحثہ کا پس منظر اور عرض حال قارئین کی خدمت میں حضرت مولا بخش صاحبؓ کے الفاظ میں ہی پیش ہے تا کہ آپ کی سیرت کا یہ پہلو تفصیل سے سامنے آجائے۔آپ تحریر کرتے ہیں کہ

باعث مباحثہ

مورخہ 26 ماہ ستمبر بوقت 8 بجے صبح میں میاں بخش عطار کی دوکان پر دوائی لینے گیا۔ وہاں ہی شیخ مولا بخش صاحب بوٹ فروش بھی شربت پینے کے لئے اس وقت تشریف لے آئے۔باتوں باتوں میں شیخ صاحب نے کہا کہ آپ کے فرقہ کے جو عالم آئے تھے وہ باوجود میرے ساتھ وعدہ کرنے کے **اسمہ احمد** پر بحث کرنے کے لئے میری دوکان پر نہیں آئے اور وہ باوجود میری تحریر پہنچ جانے کے کوئی تحریری جواب بھی نہ دیا۔ گویا شیخ صاحب نے سلسلہ حقہ کے اُن بزرگان کو جن کے ساتھ کسی وقت مصافحہ کر لینا بھی شیخ صاحب عزت خیال کرلیا کرتے تھے اب ایسا کم علم اور کم لیاقت سمجھا کہ وہ شیخ صاحب جیسے ناخواندہ مناظر کے اعتراضات کا جواب بھی نہیں دے سکتے تھے۔ چونکہ اور لوگ اس راہگزاری میں جمع ہو گئے تھے اس لئے مجھ سے اپنے سلسلہ کے بزرگان ملّت کی ہتک عام لوگوں کے سامنے سننے کی تاب نہ رہی اور میں نے شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ایسے نامی علماء فضلاء کے ساتھ بحث کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں نہ تو عالم ہوں نہ فاضل نہ امام نہ لیڈر آپ بھی کچھ ایسے پڑھے ہوئے نہیں آپ جس

مسئلہ پر چاہیں میں آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بحث کرنے کے لئے تیار ہوں۔ شیخ صاحب نے فرمایا اسی پیشگوئی **اسمہ احمد** کے متعلق بحث کرلو۔ میں نے منظور کرلیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ ہماری اور تمہاری بحث کے دلائل کا مقابلہ کرنے کے لئے شیخ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب منصف مقرر ہونا چاہیے۔ مَیں نے مان لیا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب بھی اسی وقت اپنے بالا خانہ سے نیچے تشریف لے آئے۔ اور حسب ذیل تنقیحات بدستخطی ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے تحریر کرائی گئیں۔

نوٹ

آج کل شیخ مولا بخش صاحب اور ماسٹر غلام محمد صاحب غیر مبائعین میں سے ہیں۔

پیشگوئی مندرجہ قرآن شریف **وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ** کے حقیقی مصداق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہیں۔

شیخ مولا بخش

مَیں ثابت کروں گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذاتی اور حقیقی نام احمد ہے۔ یہ دعویٰ قرآن کریم سے اور مرزا صاحب کی کتابوں سے ثابت کروں گا۔

چوہدری مولا بخش

میں ثابت کروں گا کہ رسول کریم کا احمد نام صفاتی ہے اور محمد نام ذاتی ہے۔ ذاتی نام وہ ہوتا ہے جو والدین رکھیں اور صفاتی وہ ہو ہوتا ہے جس سے خدا تعالیٰ پکارے۔

دستخط	دستخط
شیخ مولا بخش	چوہدری مولا بخش

ایک نقل امورات تنقیح طلب کی شیخ مولا بخش صاحب کو دے دی گئی

اور اصل دستخطی تحریر ماسٹر صاحب کی مَیں لے آیا

مَیں نے اپنا مضمون ماہ اکتوبر میں ہی تحریر کر لیا لیکن شیخ صاحب نے اُس وقت تک کچھ نہ لکھا چونکہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کی خدمت میں دونوں مضامین کو ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ رجسٹری کرا کر ارسال کرنا تجویز ہوا تھا۔ اور ایک ایک کاپی ہم دونوں نے ایک دوسرے کو دینی تھی۔ اس لئے بانتظار تحریر مضمون شیخ صاحب مَیں نے اپنا مضمون ڈاکٹر صاحب میں خدمت میں نہ بھیجا۔ حتیٰ کہ ماہ نومبر بھی گذر چکا۔ دو تین آدمیوں کے ہاتھ میں نے شیخ صاحب کی خدمت میں زبانی اطلاع دلائی کہ میرا مضمون ختم ہو چکا ہے۔ آپ نے بھی جو کچھ لکھنا ہو وہ لکھ دیں۔ تا کہ ڈاکٹر صاحب (سر محمد اقبال صاحب) کی خدمت میں یہ دونوں مضامین بھیجے جاویں لیکن شیخ صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں نے نوٹ لکھ لئے ہوئے ہیں۔ جب چاہوں گا جوڑ جاڑ کر مضمون تیار کر لوں گا۔ مَیں اپنا مضمون اکیلا تو بھیج نہیں سکتا تھا کیونکہ اگر مَیں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں مضمون بھیج دیتا اور ڈاکٹر صاحب اُسی پر کچھ تحریر فرما دیتے تو پھر شیخ صاحب کو کہنے کا موقع مل جاتا کہ تنہا ''پیش قاضی روی راضی آئی''۞ کا معاملہ ہے۔ اس لئے مَیں نے یہی سمجھا کہ مضمون تیار ہو چکا ہے اس کو رسالہ کی صورت میں چھپوا کر غیر مبائعین کی خدمت میں مفت ارسال کر دوں۔ بلآخر مَیں یہ عرض کرتا ہوں کہ مَیں نے مضمون کیا لکھنا تھا اور دلائل کہاں سے لانے تھے۔ حضرت اکمل صاحب آف گولیکی اور حضرت سعدی صاحب لاہوری کے مضامین سے اقتباس جو لیا گیا تو شیخ صاحب کے بالمقابل ایک اچھا رسالہ بن گیا۔ مَیں ہر دو صاحبوں کا نہایت مشکور ہوں جنہوں نے ایسے زبردست دلائل خصم کے مقابلہ کے لئے ہمارے ہاتھوں میں دے دئے جن کے آگے ہر کس و ناکس کو سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔

۞ (ترجمہ از ناقل: کسی ایک مثال سے ثبوت فراہم پہنچانے کے موقع پر بولتے ہیں۔)

وَآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

قوم کا خادم

مولا بخش بھٹی سیالکوٹی

(بحوالہ کتاب احمد رسول صفحہ آخر)

حضرت مولا بخش صاحبؓ کی طرف سے شائع کی گئی کتب کا مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہے۔

(1) لیکچر سیالکوٹ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ معرکۃ الاراء لیکچر جو حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے 2 نومبر 1904ء کو مجمع کثیر میں بمقام سیالکوٹ پڑھا تھا۔ یہ لیکچر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں پڑھا گیا تھا۔ اس لیکچر کو سب سے پہلے حضرت مولا بخش صاحب بھٹیؓ نے طبع کروایا تھا۔ یہ رسالہ مفید عام پریس سیالکوٹ میں شائع ہوا تھا۔ اس کا عکس قبل ازیں دیا جا چکا ہے۔

(2) افحامُ الخصیم مع اِختِبارِ ابراھیم

سیالکوٹ کی سرزمین سے احمدیت کے بے انتہاء مخلصین وجود پیدا ہوئے۔ مگر اسی شہر سے کئی ایک مخالفین بھی پیدا ہوئے۔ ایسے ہی ایک مخالف میاں ابراہیم صاحب سیالکوٹی تھی جن کی ایک کھلی چھٹی کو جواب اس کتاب میں دیا گیا ہے۔ یہ کتاب جماعت احمدیہ کے جیّد عالم دین حضرت ابو یوسف محمد مبارک علی صاحبؓ احمدی سیالکوٹی کی تصنیف ہے۔ اسے مکرم و محترم مولا بخش صاحبؓ سیالکوٹی اسسٹنٹ سیکریٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ نے 1905ء میں مفید عام پریس سیالکوٹ سے شائع کیا تھا۔ یہ کتاب 60 صفحات پر درمیانی سائز کی کتاب پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا سرورق کا عکس قارئین کرام کے لئے اگلے صفحات میں دیا جا رہا ہے۔
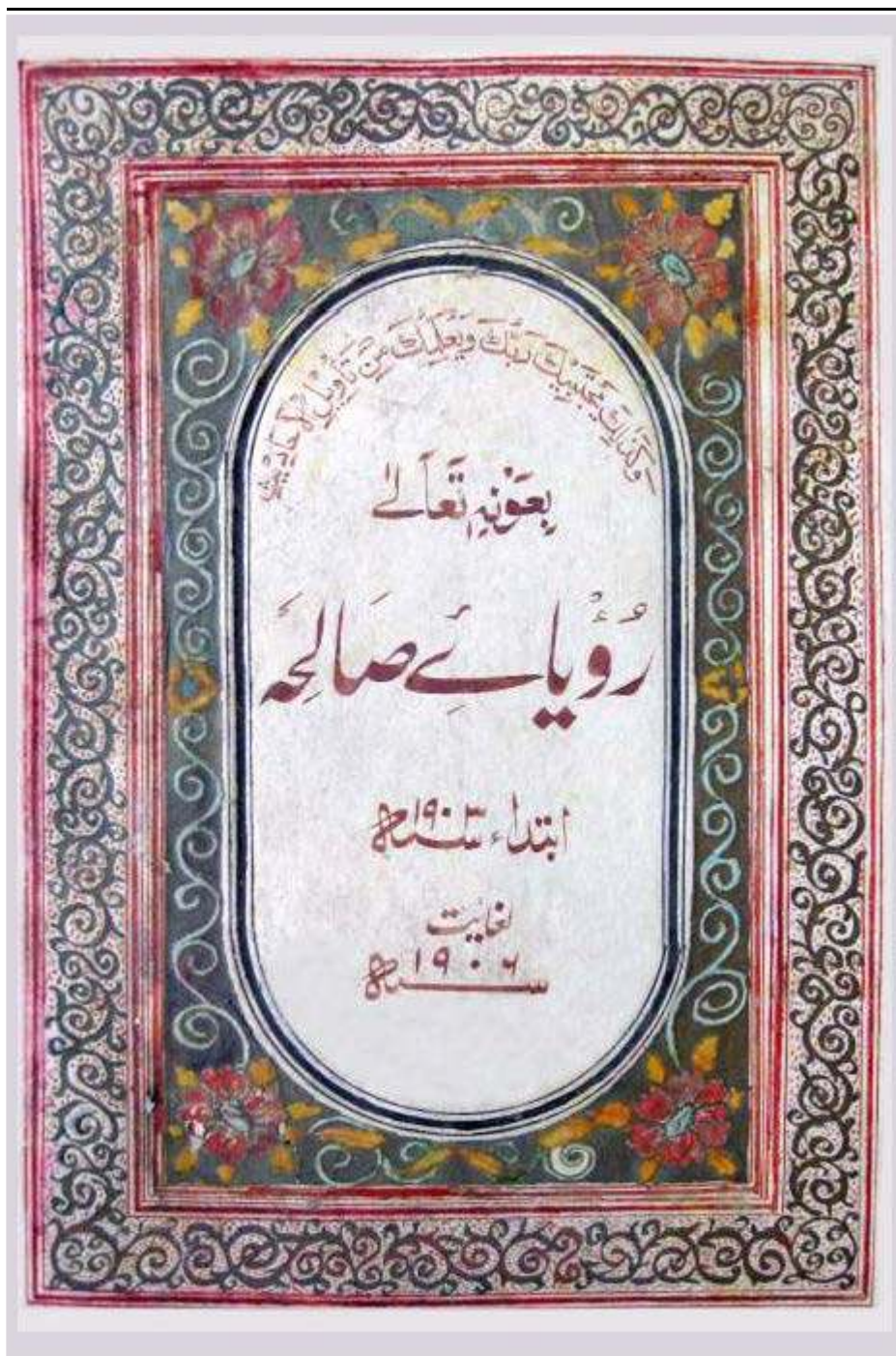
وکذلک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث
بعونہٖ تعالیٰ
رؤیائے صالحہ
ابتداء سنہ ۱۹۰۳ھ
نہایت
سنہ ۱۹۰۶ھ

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

احمد آخر زمان نام من است
آخرین جامے ہمین جام من است

بُشْرٰی لَکَ یَا اَحْمَدِی

اِنَّا اَرْسَلْنَا اَحْمَدَ اِلٰی قَوْمِہٖ

احمد رسول

یعنی

وہ رسالہ جسمیں مستند کرہ بالا پیشگوئی کا مصداق حضرت مرزا صاحب
مسیح موعود احمد قادیانی کو ثابت کیا گیا ہے

یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰی شَفَتَیْکَ

یَا اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ

جسے
خاکسار چوہدری مولا بخش بھٹی احمدی سیالکوٹی نے
سلسلہ عالیہ کے رسالجات و کتب سے اخذ و اقتباس مرتب کرکے
غیر مبائعین میں مفت تقسیم کرنے کے لئے
قومی پریس شہر سیالکوٹ میں باہتمام سید زمان شاہ مالک
مطبع کے چھپوایا اور شائع کیا
سنہ ۱۳۳۴ھ مطابق سنہ ۱۹۱۶ء
ربیع الاول — جنوری

تعداد ۱۰۰۰

قیمت ۱ر

ٹائٹل لیکچر سیالکوٹ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لکھا لیکچر سیالکوٹ جو 2 نومبر 1904ء کو مجمع کثیر میں پڑھا گیا۔

لیکچر سیالکوٹ کا پہلا ایڈیشن جو حضرت مولا بخش صاحبؓ نے طبع کروایا۔

ٹائیٹل بار اول

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم — کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد

منم مسیح بہ بانگِ بلند میگویم — منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد

چنیں زمانہ چنیں دور ایں چنیں برکات — تو بے نصیب روی وہ چہ ایں شقا باشد

بیا بدرگہ بخت من اگر بدلم — دگر غرض نہ بجز از یار آشنا باشد

خدا کے مُرسل

حضرت مسیح موعود مہدی معہود

عالی جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

کا لیکچر موسومہ بہ

اسلام

جو ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کو بمقام سیالکوٹ ایک عظیم الشان جلسہ میں پڑھا گیا

جس کو

چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی احمدی نائب محافظ دفتر ضلع سیالکوٹ نے

مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپوا کر شائع کیا

جلد ۱۳۰۰ — قیمت فی جلد ۲/

تعارف لیکچر سیالکوٹ حضرت مولا بخش صاحبؓ

آمدِ مہدیٔ معہودؑ مبارک ہووے — مقدمِ عیسیٰ موعودؑ مبارک ہووے
آج سلکوٹ ہوا غیرتِ فردوس و ارم — شرف افزائی مسعود مبارک ہووے
آ گیا آج وہ دنیا میں امامِ اعظم — حَکَمِ عادل و محمود مبارک ہووے
بطفیل اُس کے ہمیں بخش تو مولائے کریم! — فضل و رحمت تیری اور جود مبارک ہووے

سیالکوٹ کی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسا امتاز بنایا ہوا ہے کہ اُس میں خدا کے پاک سلسلہ کے حامی اخلاص اور محبت سے بھرے ہوئے دل رکھنے والے کثرت سے موجود ہیں۔ جب حضور مسیح موعودؑ لاہور کے سفر سے فارغ ہو کر واپس تشریف لے گئے تو جماعت سیالکوٹ کے نہایت اخلاص اور اصرار سے درخواست کرنے پر حضور جو مجسم کرم اور رحمت ہیں بتاریخ ۲۷ ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء اپنے عیال اور اصحاب کو ہمراہ لے کر بذریعہ ریل لاہور کی راہ سے سیالکوٹ تشریف لائے۔ راستے میں تمام اسٹیشنوں پر مقامی جماعتوں کے لوگ بڑے شوق سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتے رہے اور شام کے ساڑھے چھ بجے سیالکوٹ کے ریلوے سٹیشن پر پہنچی۔ مخالف مولوی پہلے سے مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے وعظ پر براشیختہ ہو کر عام لوگوں کو ورغلانے میں مصروف تھے اور وعظوں میں کہتے تھے کہ جو شخص مرزا صاحب کو دیکھنے بھی جائے گا اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا اور وہ مرتد ہو جائے گا مگر خدا کب اُن کی ایسی مخالفتوں کی کچھ پیش جانے دیتا ہے۔ لوگوں میں خود بخود ایسی تحریک تھی اور دیکھنے کے لئے اتنا شوق تھا کہ پہلے سے ہزاروں آدمی اسٹیشن اور پلیٹ فارم اور سڑک اور بازاروں میں جمع ہو گئے اور حضور کی تشریف آوری پر ایک عظیم الشان میلہ لگ گیا اور ہفتہ بھر سیالکوٹ میں دین کا وہ جوش اور شوکت رہی کہ آج تک اُس کی نظیر نظر نہیں آئی۔

جماعت سیالکوٹ نے مہمان نوازی کے لئے جو اہتمام اور انتظام کیا وہ ہر نوع سے قابل تحسین اور آفرین ہے۔ فی الواقعہ سیالکوٹ کی جماعت کے لئے یہ بڑا مبارک موقعہ ہے کہ اُن میں بیٹھ کر خدا کے مسیح نے یہ لیکچر لکھا اور پڑھایا۔ اے اُس شہر کے رہنے والو جس کو خدا کا مامور اپنے مولد کے برابر پیارا سمجھتا ہے تم کو مبارک ہو کہ خدا کا مسیح تم میں آیا اور اس عظیم الشان جلسہ کی عزت تمہیں حاصل ہوئی۔
اے زمین تیرے لئے مبارکی ہو اور خوش ہو اور شادمانی کے گیت گا کہ تجھ میں مہدی آیا۔

اے خدا کے مسیح ہے کرشن رودر گوپال تیری جگ میں مہما ہو۔ تیرے قدموں کی برکت سے لوگ ہدایت کا نور پائیں اور ضلالت کے گڑھے سے نکلیں۔ آمین

خاکسار مولا بخش احمدی بھٹی ساکن چوِنڈہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ

حال نائب محافظ دفتر ضلع سیال کوٹ

یعنی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی کھلی چٹھی کا جواب

جس کا دوسرا نام

افحام الخصیم

مع

اختبار ابراہیم

ہے

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کی طرف سے چوہدری مولا بخش احمدی بھٹی

اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ نے

منشی کریم بخش مالک و مہتمم کے

اہتمام سے

مطبع مفید عام پریس میں چھپوا کر شائع کیا

۱۹۰۶ء

حضرت مصلح موعودؓ کا کشف میں حضرت مولا بخش صاحبؓ کو دیکھنا

26 مارچ 1946ء

فرمایا: میں نے دیکھا کہ میں گھوڑے پر سوار ہوں چھ سات آدمی بھی گھوڑوں پر سوا ہیں وہ جرنیل معلوم ہوتے ہیں اور کسی احمدی لشکر کی کمان کرتے معلوم ہوتے ہیں مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ صداقت کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور ان راہوں سے دور جا پڑے ہیں جس پر میں نے جماعت کو پختہ کیا ہے میں نے اُن کو نصیحت کی وہ مجھے پہچان گئے ہیں لیکن میری دخل اندازی کو ناپسند کرتے ہیں (یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی آئندہ زمانہ ہے صدیوں بعد کا۔ میں گویا دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آیا ہوں) اسی بحث و مباحثہ میں انہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا اور چاہتے ہیں کہ مجھے قتل کر دیں تا لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ میری تعلیم کیا تھی اور وہ لوگوں کو کدھر لے گئے ہیں اس وقت میرے ہاتھ میں ایک تلوار ہے جو بہت لمبی ہے۔ عام تلوار سے دو تین گز لمبی مگر میں اسے نہایت آسانی سے چلا رہا ہوں ہم سب ایک خاص سمت کی طرف گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں لڑتے بھی ہیں مگر وہ کئی ہیں لیکن میں ان کا خوب مقابلہ کر رہا ہوں اور ان کے کندھوں پر میں نے کئی کاری ضربیں لگائی ہیں۔ بعض چھچھلتی ہوئی ضربیں میرے جسم پر بھی لگی ہیں لیکن مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اسی طرح لڑتے لڑتے ہم ایک مکان کے پاس پہنچے اور گھوڑں سے اتر کر اس کے اندر داخل ہو گئے۔ اس مکان کے باہر احمدی لشکر کا ایک حصہ کھڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ مَیں نے اس مکان پر پہنچ کر ان لوگوں کو پھر سمجھانا شروع کیا اور بتایا کہ اسلام کی صحیح تعبیر وہ نہیں جو وہ کر رہے ہیں اور یہ کہ وہ اس راہ سے دور چلے گئے ہیں۔ جس پر میں نے انہیں ڈالا تھا اور ان کا یہ رویہ نادرست ہے اور ان کو توجہ کرنی چاہیے مگر اس تمام تقریر کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اور وہ اپنی ضد پر مصر رہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ میری بات ماننے میں اپنی لیڈری کو خطرہ میں پاتے ہیں اور اس لئے اپنی ضد پر پختہ ہیں بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اب جب کہ وہ ایک نئ طریق پر جماعت کو ڈال چکے ہیں مجھے بھی ان کی بات مان کر اس کی تصدیق کرنی چاہیے جب میں سمجھا کر تھک گیا

تو میں نے ایک دروازہ جو صحن کی طرف کھلتا تھا اور اس جہت کے مخالف ہے جس طرف لوگ بیٹھے تھے کھولا اور اس ارادہ سے کھولا کہ میں اب خود جماعت سے خطاب کروں گا جب میں نے دروازہ کھولا تو اپنی طرف کا دروازہ ان لوگوں نے کھول دیا۔ اور باہر کھڑی ہوئی فوج کو حکم دیا کے مجھے قتل کر دیں اور جب میں دروازہ کھول کر نکلا تو میں نے دیکھا کہ مکان کی کرسی اونچی ہے اور صحن تک چار پانچ سیڑھیاں اتر کر جانا پڑتا ہے اور سڑھیوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی پردہ کی دیوار ہے جس کے ساتھ فوج قطار در قطار صحن میں کھڑی ہے۔ اور اس کا سینہ تک جسم دیوار پر نظر آرہا ہے اور پوری طرح مسلح ہے۔ جس وقت میں نکلا تو اس وقت معلوم ہوا کہ تین چار آدمی میرے ساتھ بھی ہیں میں نے ایک دو سیڑھی اتر کر فوج کی طرف منہ کیا اس وقت دیوار کے ساتھ کی قطار نے میری طرف منہ کیا اور ان جرنیلوں کے حکم کے ماتحت مجھ پر حملہ کرنا چاہا اس وقت میں نے سینہ تان دیا اور ان لوگوں سے کہا۔ سپاہیو! تمہارا اصل کمانڈر میں ہوں (میں خواب میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ میں دوبارہ دنیا میں آیا ہوں اس لئے میں اپنا تعارف ان سے کرادوں تا کہ وہ سمجھ جائیں کہ میں کون ہوں) کیا تم اپنے کمانڈر پر حملہ کرنے کی جرأت کرو گے۔ اس سے سپاہی کچھ گھبرا سے گئے اور حملہ میں متردّد ہو گئے مگر دوسری طرف سے ان کے جرنیل اُن کو بر انگیختہ کرتے چلے گئے تب میں نے اپنے دو تین ساتھیوں سے کہا کہ وہ نعرہ تکبیر بلند کریں۔ انہوں نے تکبیر کا نعرہ لگایا لیکن فوج کے ہجوم اور آوازوں کی بھنبھناہٹ کی وجہ سے آواز میں گونج پیدا ہوئی۔ پھر بھی کچھ لوگ متاثر ہوئے۔ اس پر میں نے کہا سپاہیو! میں تمہارا کمانڈر ہوں۔ تمہارا فرض ہے کہ میری اطاعت کرو میں نے ان سے کچھ چہروں پر شناخت اور اطاعت کا اثر دیکھا اور ان سے کہا بلند آواز سے نعرہ لگاؤ اور پھر اپنی عادت کے خلاف نہایت بلند آواز سے پکارا۔ اللہ اکبر۔ جب میں نے یہ نعرہ لگایا تو گویا ساری فوج کے دل دہل گئے اور سب نے نہایت زور سے گرجتے ہوئے بادلوں کی طرح اللہ اکبر کہا اور ساری فضا نعروں سے گونج گئی تب میں نے انہیں کہا کہ میرے پیچھے چلے آؤ اور خود آگے کو چل پڑا اس وقت میں نے دیکھا کہ تمام فوج قطاریں باندھیں میرے پیچھے چل پڑی۔ اس وقت ان میں

جوانی اور رعنائی اپنی پوری طاقت پر معلوم ہوتی ہے۔ انکے بھاری قدم جو وہ جوش سے زمین پر مارتے تھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ زمین کو ہلا رہے ہیں اور زمین پر ایک کامل سکوت کے درمیان اس فوج کے قدموں کی آواز جو میرے پیچھے چلی آرہی تھی عجیب موسیقی سی پیدا کر رہی تھی میں سڑک پر ان کو ساتھ لئے ہوئے چلا گیا۔ یہ سڑک ایک ٹیلے کے گرد خم کھا کر گزرتی تھی جب اس ٹیلے کے پاس سے وہ سڑک مڑی تو میں نے دیکھا کہ کوئی ڈیڑھ منزل کے قریب بلندی پر ایک وسیع کمرہ ہے اور اس کے اندر بہت سے لوگوں کا ہجوم ہے اور وہ بھی احمدی فوج کے آدمی ہیں اور گویا اسی جھگڑے کے فیصلہ کا انتظار کر رہے ہیں میرے ہمراہیوں میں سے ایک شخص دوڑ کر اوپر چڑھ گیا اور اوپر جا کر جو اُن کا افسر دروازہ پر کھڑا تھا اسے اس نے سمجھانا شروع کر دیا کہ یہ جماعت کے کمانڈر ہیں اور انہوں نے جرنیلوں کی غلطی کی وجہ سے خود کمان سنبھال لی ہے اور گویا دوبارہ دنیا میں آگئے ہیں وہ شخص جسے میں نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ چوہدری مولا بخش صاحب ؓ مرحوم سیالکوٹی ہیں (ڈاکٹر میجر شاہ نواز خان صاحب کے والد) اس سے کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ درست ہے تو ہمیں پہلے اطلاع کیوں نہیں دی گئی۔ میں نے اپنے ساتھی کو روکا اور چوہدری صاحب سے کہا کہ افسر میں ہوں یہ میرا کام ہے کہ بتاؤں کہ کب اور کس طرح اطلاع دی جائے۔ (اس وقت میں نے جرنیلوں سے جھگڑے کی تفصیل سے بچنے کے لئے مختصر جواب دیا) پھر کہا میں سیالکوٹ جا رہا ہوں۔ وہاں ہمارے کچھ دوست ہیں آپ لوگ بھی اس فوج میں آملیں۔ چوہدری صاحب مرحوم نے اس پر فوری رضامندی کا اظہار کیا اور کمرہ میں ٹھہری ہوئی فوج کو چلنے کا حکم دیا تب میں اس فوج کے پیچھے چل پڑا جو میرے ساتھ تھی اور جسے میں نے گفتگو کے وقت آگے چلنے کا حکم دیا تھا اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک اور فوج بھی مجھ سے آملی ہے اور پہلی فوج اور بعد میں آجانے والی فوج کے درمیان چلا جا رہا ہوں اور سیالکوٹ کی فوج کا انتظار کرتا جاتا ہوں۔ اس وقت میرے دل میں خیال ہے کہ اس فتنہ وفساد سے محفوظ ہونے یا محفوظ ہو جانے کی صلاحیت سیالکوٹ کی اس احمدی فوج میں ہے جو سیالکوٹ میں ہے اور میں جب وہاں پہنچ جاؤں گا تو ان کی مدد سے اس فتنہ کو دور کر دوں گا۔ اسی حالت

میں میری آنکھ کھل گئی۔

تعبیر

اس خواب کی تعبیر ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ کسی زمانہ میں ایک فتنہ کے وقت سیالکوٹ کو پھر وقت کا امام کا ساتھ دینے کی اور اس کے لئے قربانیاں کرنے کی توفیق ملے گی اور کسی ایسے وجود کو جو مجھ سے ہوگا اور مجھ میں ہو کر خدا تعالیٰ کا فضل پائے گا اس فتنہ کے استیصال کی توفیق ملے گی۔

عجیب بات ہے کہ کوئی پندرہ سولہ سال یا زیادہ کا عرصہ گزرا ہوگا کہ میں نے ایک دفعہ پہلے بھی دیکھا کہ دنیا میں فساد ہو گیا ہے میں اسے دور کرنے لئے دوبارہ دنیا میں آیا ہوں اور توحید پر تقریر کر رہا ہوں اور لوگ میری بات کو مان رہے ہیں اس خواب ہی میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ ایک سوستائیس سال کا ہے اس کی تعبیر اس وقت ظاہر نہیں۔ ممکن ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے ایک سو ستائیس سال بعد یا اگلی ہجری یا مسیحی صدی کا ستائیسواں سال اس سے مراد ہو۔ غرض اس کی تشریح معین نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے وقت پر ظاہر فرما دے گا۔

(الفضل 3 اپریل 1946ء صفحہ 3۔4 بحوالہ رویا و کشوف سیدنا محمود۔ اسلام انٹرنیشل پبلیکشن مطبوعہ رقیم پریس صفحہ 312 تا 315)

شادی

حضرت مولا بخش صاحبؓ نے دو شادیاں کیں۔

آپ کی زوجہ ثانی مکرمہ رمضان بی بی صاحبہ ساکن ملا تحصیل ظفر وال سیالکوٹ تھیں۔ جن کے والد چوہدری نہالا اعلی نمبردار تحصل ظفر وال اور والدہ مسماۃ دولت بی بی صاحبہ تھیں۔ آپ کو 1901ء میں قادیان حاضر ہو کر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور بیعت کی توفیق ملی۔

اولاد

چوہدری حضرت مولا بخش بھٹی صاحب کثیر العیال تھے۔ آپ کی پہلی بیوی سے چھ بچے تھے۔ اور

دوسری بیوی سے گیارہ بچے ہوئے۔مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ پوتی حضرت مولا بخش صاحب ؓ بیان کرتی ہیں کہ اُنہوں نے وہ فوٹو دیکھا تھا جس میں حضرت مولا بخش صاحب ؓ اپنی زوجہ ثانی مکرمہ رمضان بی بی صاحبہ کے ساتھ 15 بچے موجود تھے۔مگر افسوس کہ تقسیم ہند کے وقت یہ فوٹو زقادیان میں ہی رہ گئے۔

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ حضرت مولا بخش صاحب ؓ کو اللہ تعالیٰ نے دوسری زوجہ سے گیارہ بچے عطا فرمائے مگر افسوس کے اکثر بچپن یا اوائل جوانی میں فوت ہو گئے صرف مکرم شاہ سوار خان صاحب، مکرم شاہ نواز خان صاحب اور ایک بیٹی مکرمہ صابرہ شادی کی عمر کو پہنچے اور عیال دار ہوئے۔

آپ کے بیٹے مکرم ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب نے اپنی والدہ محترمہ رمضان بی بی صاحبہ کی وفات پر جو مضمون بعنوان ''میری والدہ مرحومہ'' اخبار الفضل میں تحریر کیا تھا۔اُس میں لکھا ہے کہ

''مرحومہ کو اللہ تعالیٰ نے گیارہ بچے عطا فرمائے مگر افسوس کہ دس ان کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے اور صرف یہ عاجز (یعنی ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب) کو مولا کریم نے زندہ رکھا اور خدمت کا موقع دیا اس کے باوجود مرحومہ نے نہایت صبر سے کام لیا اور بجائے گلہ کرنے کے خدا تعالی کا شکر کیا کہ ایک تو زندہ ہے۔'' (بحوالہ الفضل 21 جولائی 1950ء صفحہ 6)

آپ کے چند اور بچوں کے نام اس طرح سے ہیں۔مکرم مبارک احمد صاحب، مکرم عبد الرحمٰن صاحب، مکرم عبداللہ صاحب مکرم عبد الطیف صاحب وغیرہ۔

آپ کے بیٹے مکرم میجر ڈاکٹر شانواز صاحب نے اللہ کے فضل سے لمبی عمر پائی آپ کی پیدائش 29 دسمبر 1899ء کی ہے اور وفات 18 نومبر 1977ء کو ہوئی۔آپ کو ریٹائرمنٹ سے قبل و بعد بہت لمبا عرصہ جماعت کی نمایاں خدمات کی توفیق ملی۔آپ کے حالات زندگی مرتب کئے جا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

حرف آخر

قبول احمدیت کے بعد جو تبدّل حضرت مولا بخش صاحب بھٹی ؓ نے اختیار کیا اُس نے ''راجپوت''

اور ’’بھٹی‘‘ لفظ کی ایک نئی تاریخ اور تعریف رقم کر دی۔ آئندہ اب کوئی احمدی راجپوت اپنے ازمنہ گذشتہ کی آن بان اور شان پر فخر نہیں کرے گا بلکہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھور کر فروتنی، عاجزی، خوش خلقی، حلیمی اور مسکینی کی زندگی، بسر کرنے، اپنے آقا و متاع اور امامِ وقت کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے اور اُن کی جوتیوں کا خادم ہونے میں اپنی سعادت محسوس کرے گا گویا تصویر حال سے وہ یہ کہہ رہا ہوگا کہ ’’ہو جاؤں خاک مرضی مولا اسی میں ہے۔‘‘ لفظ بھٹی بھی اب حسب ونسب اور خاندان کی زنجیروں سے آزاد ہو چکا ہے۔ آئندہ کے تاریخ اسے سنسکرت کے لفظ ’’بھکتی‘‘ سے جوڑے گی جس کے معنی ہندو مذہب میں انتہائی اخلاص اور دینداری کے ہیں اور پالی زبان کے لفظ ’بھٹی‘ سے جسے بدھ مت میں معرفت اور عقیدت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لینے کے بعد ’’بھٹی‘‘ تبتّل اختیار کر لیتا ہے ’’بیعتی‘‘ میں یعنی بیعت کنندہ یا انگریزی زبان کے لفظ DEVOTEE میں یہ تبدیلی ’’ع‘‘ سے عفو اور ’’ت‘‘ سے تواضع کے بغیر ممکن نہیں۔ اور سب سے اہم ’’یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوّت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس میں تا وقتِ مرگ قائم رہے گا اور عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیاوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔‘‘

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’ہم میں سے بہت ہیں جن کو اس بات پر فخر ہے کہ ہم اُن صحابہ کی اولادیں ہیں جن کو پہلوں سے ملنے کا مقام ملا۔ یہ فخر کسی کام نہیں آئے گا اگر ہم نے اپنے اعمال میں بھی ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پاک تبدیلیاں پیدا نہ کیں۔ پس فکر کا مقام ہے اور بہت فکر کا مقام ہے اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 12 اکتوبر 2007ء)

BIOGRAPHY

Hadhrat Chaudhry Maula Bakhsh Sahib Bhatti Sialkoti (RA)

“In the history of Ahmadiyyat, the name of Hadhrat Chaudhry Maula Bakhsh Bhatti Sialkoti (RA) will forever be etched as a shining example of a true believer and a devoted disciple of the Promised Messiah (AS). This eminent companion of the Promised Messiah (AS) pledged his allegiance in 1900 and his life was profoundly transformed by the study of the book Baraheen-e-Ahmadiyya. From that moment on, he became an ardent follower of the Promised Messiah (AS) and a passionate preacher of Ahmadiyyat. In 1903, he took the initiative and lovingly presented his holy master with a large arch-shaped triangular marble plaque, inscribed with the words 'Minaratul Masih'. That precious gift, under the auspices of Hadhrat Musleh Maud (RA) was later placed as a face stone on the white minaret in Qadian, a testament to his unflinching loyalty and devotion. In 1904, he had the blessed privilege of publishing the first edition of the Promised Messiah's book 'Lecture Sialkot' and wrote an introduction for the same. The following year, he was bestowed with the honor of receiving the coat of the Promised Messiah (AS) as a sign of appreciation and gratitude. Throughout his life, he worked tirelessly to make a difference in the lives of those around him. He worked as a registrar in the district court of Sialkot. He served as the secretary of Anjuman Ahmadiyya Sialkot and was also elected as the secretary of Anjuman Musalman Rajputan-e-Hind. He sacrificed his time, wealth and energy for the cause of Islam and left behind a legacy that continues to inspire generations of believers to this day. In 1960, his son, Major Dr. Shah Nawaz Khan, carried forward the mantle of his father's legacy as the pioneer medical missionary of the Jamaat in Sierra Leone, West Africa. This book is a labor of love, the result of a lifetime of collecting and collating information by Dr. Farid Ahmad, the great-grandson of Maula Bakhsh sahib Bhatti, the former Secretary Tabligh, Jamaat Ahmadiyya Baltimore, USA and ex Doctor in charge of Ahmadiyya Muslim hospital, Farafenni, The Gambia. It is a fitting tribute to a remarkable man, and a testament to the transformative power of faith, dedication, hard work and the indomitable human spirit. His life story is a source of inspiration and motivation for all those who seek to make a difference in the world.”

Compiled by : Dr. Farid Ahmad